محافلِ "دورۂ ترجمۂ قرآن" میں بیان کرنے والے مدرّسین کے لیے طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم و بیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصۂ مضامین

ترجمہ برائے تدریسِ

قرآن حکیم

سُورۃ الشُّعراء تا سُورۃ یٰسٓ

جلد پنجم

حافظ انجینیر نوید احمد رحمہ اللہ

انجمن خُدّامُ القُرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

ترجمہ برائے تدریسِ قرآن حکیم

جلد پنجم

سورۃ الشعراء تا سورۃ یٰس

محافلِ ”دورہ ترجمہ قرآن“ میں بیان کرنے والے مدرّسین کے لیے

طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم

وبیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات وخلاصہ مضامین

حافظ انجینیر نوید احمد رحمہ اللہ

انجمن خدّام القرآن

سندھ، کراچی رجسٹرڈ

مرحوم و مغفور مؤسس انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش اور عمل کے عین مطابق، انجمن ہذا اپنی تمام تصنیفات، تالیفات اور خطابات (آڈیوز/ وڈیوز) کو طبع اور تیار کر کے چاہے قیمتاً یا مفت تقسیم کرنے کی مکمل اجازت دیتی ہے، اس ضمن میں ہمارا ”محفوظ حقوق“ کا کوئی تقاضا بھی نہیں۔ البتہ اجراء کنندہ ان تمام مواد کے نسخے/ نقل، اجراء سے قبل انجمن کو تحریری اطلاع کے ساتھ بھیجنے کا پابند ہوگا اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ یہ تبدیلی یعنی الفاظ، غلط اقتباس، سیاق و سباق سے الگ کر کے جملے کا حوالہ یا اس کا ایسا استعمال جس سے انجمن ہذا اور اس کے مولفین کی صحیح ترجمانی نہ ہوتی ہو اور اس سے ہماری عزت و شہرت پر حرف آئے، تو ہم اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں۔

ترجمہ برائے تدریس قرآن حکیم

نام کتاب	ترجمہ برائے تدریس قرآن حکیم (جلد پنجم)
مدرس	حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	شعبۂ مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ کراچی
مرکزی دفتر	B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی
فون	+92-2134993436-7
ای میل	publications@quranacademy.com
ویب سائٹ	www.QuranAcademy.edu.pk
طبع 01 تا 03	1650
طبع 04	رمضان المبارک 1445ھ اپریل 2024ء
تعداد	550
ہدیہ	2050/=

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مراکز

Karachi:
Quran Academy Defence 021-35340022-4
Quran Academy Yaseenabad 021-36337361 - 36806561
Quran Academy Korangi 021-35074664
Quran Institute Gulistan-e-Johar 021-34030119

Hyderabad:
Quran Academy Qasimabad 022-2106187
Quran Institute Latifabad 022-3860489

Sukkur:
Quran Markaz Sukkur 071-5807281

Quetta:
Quran Academy Quetta 081-2842969

Jhang:
Quran Academy Jhang 047-7630861-7630863

Faisalabad:
Quran Academy Faisalabad 041-2437618

Lahore:
Quran Academy Lahore 042-35869501-3

Multan:
Quran Academy Multan 061-6510451-6520451

Islamabad:
Quran Academy Islamabad 051-2605725

Gujranwala:
Quran Markaz Gujranwala 055-3891695 - 0334-4600937

Peshawar:
Quran Markaz Peshawar 091-2584824 - 2019541

Malakand:
Quran Markaz Temargara 0945-601337

Azad Kashmir:
Quran Markaz Muzaffarabad 0982-2447221

فہرستِ پارہ

صفحہ نمبر	پارے کا نام	پارہ نمبر
01	وَقَالَ الَّذِيْنَ	19
67	اَمَّنْ خَلَقَ	20
150	اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ	21
241	وَمَنْ يَّقْنُتْ	22
332	وَمَالِيَ	23

فہرستِ سورۃ

صفحہ نمبر	سورۃ کا نام	سورۃ نمبر
01	سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ	26
45	سُوْرَةُ النَّمْلِ	27
83	سُوْرَةُ الْقَصَصِ	28
129	سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ	29
164	سُوْرَةُ الرُّوْمِ	30
189	سُوْرَةُ لُقْمٰنَ	31
208	سُوْرَةُ السَّجْدَةِ	32
222	سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ	33
272	سُوْرَةُ سَبَاٍ	34
300	سُوْرَةُ فَاطِرٍ	35
326	سُوْرَةُ يٰسٓ	36

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا شکر ہم پر واجب ہے کہ اُس نے ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہمیں اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور تمام درود وسلام خاتم النبیین والمرسلین پر ہمیشہ اور ابدالآباد تک ہو جن کو حق تعالیٰ نے الہدیٰ اور دینِ حق دے کر معبوث فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کل نظام ہائے زندگی پر غالب کر دیں۔

یہ اللہ تبارک تعالیٰ کا ہم مسلمانوں پر خصوصی کرم ہے کہ اُس نے ہر دور میں ایسے رجال دین اُٹھائے جنھوں نے مسلمانوں کا کتاب اللہ سے کمزور ہوتا ہوا تعلق پھر سے مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ الحمدللہ بانیٔ تنظیم اسلامی و مؤسس انجمن خدام القرآن حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن خوش نصیب افراد میں شامل ہیں جنہیں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے دین کے راستے میں جدوجہد کرنے کی سعادت نصیب فرمائی خاص طور پر قرآن کی دعوت کو عوام الناس میں عام کرنے حوالہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات گراں قدر ہیں جس کا اعتراف علماء کرام کی طرف سے بھی گاہے بہ گاہے ہوتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کا خصوصی فضل یہ بھی ہوا کہ اُس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے باصلاحیت اور مخلص شاگرد بھی عطا فرمائے جنھوں نے ازروئے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (رواہ بخاری)

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں

کے مصداق اپنے دنیاوی کیریئر کو خیر باد کہہ کر خدمت دین کو اپنا مقصد حیات بنالیا۔ اِن ہی قرآن کے خادموں میں حضرت انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے خدمت قرآنی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ درس وتدریس کا میدان ہو چاہے تصنیف وتالیف کا، وہ دونوں میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔

اُن کی اصل کاوش بانیٔ تنظیم اسلامی حضرت ڈاکٹر رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی فکر کو آسان اور سلیس زبان میں پیش کرنا تھا۔

اُنہوں نے بھی ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے شاگردوں کی بڑی جماعت تیار کی جو کہ خدمت قرآنی کے اس مشن میں شامل ہے۔ مدرسین کی معاونت کے لئے انہوں نے مختلف موضوعات کے تدریسی نکات تیار کیے جن سے نوآموز مدرسین کو کافی سہولت میسر ہے۔

حضرت نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم کارنامہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تشریح سہل اور سلیس زبان میں تدریسی نکات کی شکل میں مرتب کرنا ہے۔اس ترجمہ سے جہاں مدرسین کو بیان کرنے میں سہولت فراہم کی گئی وہیں عوام الناس بھی اس سے بھرپور استفادہ کرسکیں گے۔

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں ’’ترجمہ برائے تدریس قرآن حکیم‘‘ کی جلد پنجم کا دوسرا ایڈیشن ہے۔الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ پہلے ایڈیشن میں جو غلطیاں سہواً ہوئی تھیں اُن کو درست کرلیا جائے لیکن انسانی کاوشوں میں ہمیشہ غلطی کا احتمال رہتا ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ اگر کوئی غلطی دیکھیں تو اس کی فوراً نشاندہی کریں تاکہ اگلے ایڈیشن اس میں کی تصحیح کی جاسکے۔

اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں شامل فرمائے، اُن کی تمام کاوشوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور توشۂ آخرت بنائے۔(آمین)

۲۹/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ
25/مارچ 2020ء

شعبۂ مطبوعات
انجمن خدام القرآن سندھ کراچی

سورۃ الشعراء

مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت

یہ سورۂ مبارکہ آیات کی تعداد کے اعتبار سے سب سے طویل مکی سورۃ ہے۔اِس سورۃ کے مضامین مشرکینِ مکہ پر آخری حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔اِس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے بیان کے بعد آٹھ بار یہ الفاظ آئے ہیں:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ○

”یقیناً اِس میں ہے نشانی، اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے، اور بے شک اے نبی ﷺ! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا“۔

مراد یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اللہ اَلْعَزِیْزُ (بہت زبردست) ہے یعنی فوراً عذاب دے سکتا ہے۔البتہ وہ اَلرَّحِیْم (بہت رحم کرنے والا) بھی ہے لہٰذا اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۹ — مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت کا اعلان
- آیات ۱۰ تا ۱۹۱ — مجرم قوموں کی داستانیں ... مشرکینِ مکہ کے لیے عبرت
- آیات ۱۹۲ تا ۲۲۷ — عظمتِ قرآنِ حکیم

آیات ۱ تا ۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰسٓمٓ ①	طا۔ سیم۔ میم۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲	یہ آیات ہیں، واضح کتاب کی۔
لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ	اے نبی ﷺ! شاید کہ آپ ہلاک کرنے والے ہیں اپنے آپ کو
اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳	کہ وہ نہیں ہیں ایمان لانے والے۔
اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ اٰيَةً	اگر ہم چاہیں تو نازل کر دیں اُن پر آسمان سے کوئی نشانی
فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝۴	اور پھر ہو جائیں اُن کی گردنیں اُس کے لیے جھک جانے والی۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآنِ کریم کی تعلیمات بالکل واضح ہیں۔اِس کے باوجود مشرکینِ مکہ اِن پر ایمان لانے سے اعراض کر رہے تھے۔اُن کی اِس روش پر نبی اکرم ﷺ انتہائی غمگین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرماتے ہوئے اُنہیں مشرکین کے حال پر افسوس نہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ کی تسلی کے لیے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا معجزہ دکھادے کہ تمام لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں، لیکن اُس کو تو وہ ایمان مطلوب ہے جو بالغیب ہو۔اصل مومن تو وہ ہے جو قرآنِ حکیم کی فراہم کردہ رہنمائی سمجھ لینے کے بعد اپنے ارادے واختیار سے ایمان لائے۔یہی دنیا کے امتحان میں کامیاب اور آخرت میں اجرو ثواب کا مستحق ہے۔

آیات ۵ تا ۹

مشرکین پر عذاب آنے والا ہے

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ	اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی تازہ نصیحت رحمان کی طرف سے
اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝۵	مگر وہ اُس سے رخ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا	پس وہ جھٹلا چکے
فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا	تو جلد آئیں گی اُن تک وہ خبریں
مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٦	جن کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔
اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ	کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف
كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝٧	کتنی ہی ہم نے اگائی ہیں اُس میں ہر عمدہ قسم کی چیزیں۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ	یقیناً اِس میں ہے نشانی
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ٥ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٩ ع	اور بے شک اے نبی ﷺ! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست ، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی مجرمانہ روش کا ذکر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیاں دیکھتے ہیں لیکن اُس کی طرف نہیں پلٹتے بلکہ اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو حقارت سے ٹھکراتے ہیں۔ اب اُن پر حجت پوری ہو چکی ہے اور وہ عذاب سے دوچار ہونے والے ہیں۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے، اِسی طرح اُنھیں بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور آخرت کے شدید عذاب کا مزا چکھائے گا۔

آیات ١٠ تا ١٧

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى	اور یاد کرو جب پکارا تمھارے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو

اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾	کہ جاؤ ظالم قوم کی طرف۔
قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ	یعنی فرعون کی قوم کی طرف
اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾	کیا نہیں اختیار کریں گے وہ پرہیزگاری۔
قَالَ رَبِّ	عرض کی موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب!
اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۭ﴿۱۲﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلادیں گے۔
وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ	اور تنگ ہوتا ہے میرا سینہ
وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ	اور نہیں چلتی میری زبان
فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾	پس رسالت بھیج دے ہارون علیہ السلام کی طرف۔
وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ	اور اُن کا میرے ذمے ایک گناہ ہے
فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ۚ	تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ قتل کردیں گے مجھے۔
قَالَ كَلَّا ۚ	فرمایا اللہ نے ہرگز نہیں
فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ	پس تم دونوں جاؤ ہماری آیات کے ساتھ
اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾	بے شک ہم تمہارے ساتھ خوب سننے والے ہیں۔
فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ	سو تم جاؤ فرعون کے پاس
فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱۶﴾	تو کہو بے شک ہم تمام جہانوں کے رب کے رسول ہیں۔

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۱۷﴾	یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

یہ آیات وہ منظر بیان کر رہی ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نبوت کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حکم دیا کہ مصر جا کر فرعون کو توحید کی دعوت دیں اور اُس سے بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی قتلِ خطا کی صورت میں میرے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے انتقام لیں گے، لہٰذا میرے ساتھ میرے بھائی ہارون کو رسالت سے سرفراز فرما کر بھیجا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور دونوں بھائیوں کو اپنی مدد کی یقین دہانی کے ساتھ فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

فرعون کا طعنہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا منہ توڑ جواب

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا	کہا فرعون نے کیا ہم نے نہیں پالا تمہیں اپنے ہاں جب تم بچے تھے؟
وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾	اور تم نے بسر کیے ہمارے درمیان اپنی عمر کے چند برس۔
وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ	اور تم کر گئے اپنا وہ کام جو تم کر گئے
وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور تم ہو ناشکروں میں سے۔
قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ؕ﴿۲۰﴾	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے میں نے کیا تھا وہ کام جب میں تھا سیدھی راہ کا تلاش کرنے والا۔
فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ	تو میں نے راہِ فرار اختیار کی تم سے، جب میں ڈر گیا تھا تم سے
فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا	پھر عطا فرمائی مجھے میرے رب نے حکمت

وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾	اور بنادیا مجھے رسولوں میں سے۔
وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ	اور یہ کوئی نعمت ہے، تم احسان رکھ رہے ہو جس کا مجھ پر
اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾	جبکہ تم نے غلام بنا رکھا ہے تمام بنی اسرائیل کو۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے فرعون کو جا کر حق قبول کرنے کی دعوت دی تو اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک طعنہ دیا۔ اُس نے کہا کہ ہم نے اپنے محل میں تمہاری پرورش کی لیکن تم نے احسان فراموشی کرتے ہوئے ہمارے ہی ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجھ سے یہ قتلِ خطا اُس وقت ہوا جبکہ میں ابھی حق کی تلاش میں تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے حق سے آگاہ فرما کر نبوت سے سرفراز فرمادیا ہے، اور میری ماضی کی خطا کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ ذرا اپنے گریبان میں جھانکو ! تم مجھ پر پرورش کرنے کا احسان دھر رہے ہو اور تم نے میری پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ یہ بات سن کر فرعون لاجواب ہو گیا اور اُس نے فوراً گفتگو کا موضوع بدل دیا۔

آیات ۲۳ تا ۳۳

حقیقی رب کون ہے؟

قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾	پوچھا فرعون نے اور کیا ہے یہ سارے جہانوں کا رب؟
قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے وہ جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے
وَ مَا بَيْنَهُمَاؕ	اور اُس کا بھی جو اِن کے درمیان ہے
اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾	اگر تم یقین کرنے والے ہو۔
قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾	کہا فرعون نے اُن سے جو اُس کے ارد گرد تھے کیا تم نہیں سن رہے؟

قَالَ رَبُّكُمْ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے جو تمہارا رب ہے
وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾	اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔
قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ	کہا فرعون نے بے شک تمہارا رسول جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف
لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾	یقیناً دیوانہ ہے۔
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے جو مشرق اور مغرب کا رب ہے
وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ	اور اُس کا بھی جو اِن کے درمیان ہے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾	اگر تم سمجھتے ہو۔
قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ	کہا فرعون نے اگر تم نے بنایا معبود میرے سوا کسی اور کو
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾	میں ضرور بنالوں گا تمہیں قیدی۔
قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ج	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اور اگرچہ میں لے آؤں تمہارے پاس ایک واضح چیز۔
قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ	کہا فرعون نے پیش کرو اِسے
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾	اگر تم سچوں میں سے ہو۔
فَاَلْقٰى عَصَاهُ	تو ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا
فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ ۚ	سو فوراً وہ تھا واضح اژدھا۔

وَّ نَزَعَ يَدَهٗ	اور نکالا اپنا ہاتھ (گریبان سے)
فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ ع	تو یکایک وہ تھا چمکتا ہوا دیکھنے والوں کے لیے۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان دلچسپ مکالمے کا بیان ہے۔ فرعون کا دعویٰ تھا کہ اپنی رعایا کا رب وہ خود ہے اور مصر میں اُسی کے بنائے ہوئے قوانین کا راج ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہوں تو اُس نے پوچھا کہ تمام جہانوں کا رب کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ جو تمام آسمانوں اور پوری زمین کا رب ہے۔ وہ زمین کے مشرقی حصے کا بھی رب ہے اور مغربی حصے کا بھی۔ پھر وہ زمین پر موجود تمام انسانوں کا بھی رب ہے اور اُن تمام انسانوں کا بھی جو دنیا سے جاچکے ہیں۔ اِس جواب پر فرعون کو اپنے رب ہونے کے دعوے پر شرم محسوس ہوئی کیونکہ اُس کا اقتدار تو زمین کے انتہائی مختصر حصے یعنی مصر تک محدود تھا۔ اُس نے بھرے دربار میں اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجنون قرار دیا اور قید کرنے کی دھمکی دی۔ البتہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ خطرناک اژدھا بن گئی تو فرعون کے ہوش ٹھکانے آگئے۔ اِسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ نے یدِبیضاء یعنی چمکتے ہوئے ہاتھ کی صورت اختیار کی تو وہ اور مرعوب ہوگیا اور اُس نے دربار برخواست کردیا۔

آیات ۳۴ تا ۴۲

دنیاداروں اور اللہ والوں کا فرق

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ	کہا فرعون نے اُن سرداروں سے جو اُس کے ارد گرد تھے
اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾	بے شک یہ یقیناً بڑا ماہر جادوگر ہے۔
يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ	چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری سرزمین سے اپنے جادو سے
فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾	تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ	کہنے لگے سرداراسے اور اس کے بھائی کو ابھی چھوڑے رکھو
وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾	اور بھیجو شہروں میں جمع کرنے والے۔
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾	وہ لے آئیں تمہارے پاس ہر ماہر بڑے جادو گر کو۔
فَجُمِعَ السَّحَرَةُ	تو جمع کر لیے گئے بڑے جادو گر
لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾	ایک مقرر دن کے وقت پر۔
وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ	اور کہا گیا لوگوں سے
هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾	کیا تم بھی جمع ہونے والے ہو؟
لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ	شاید ہم پیروی کریں بڑے جادُو گروں کی
اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾	اگر ہو جائیں وہی غالب۔
فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ	پھر جب آئے بڑے جادو گر کہنے لگے فرعون سے
اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا	کیا بے شک ہمارے لیے واقعی انعام ہوگا
اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾	اگر ہم ہی ہوئے غالب؟
قَالَ نَعَمْ	کہا فرعون نے جی ہاں
وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾	اور بلاشبہ تم تب تو ضرور ہو جاؤ گے خاص لوگوں میں سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ معجزات کو فرعون اور اُس کے سرداروں نے جادو قرار دیا۔ اُنہوں نے بہتان لگایا کہ موسیٰ علیہ السلام جادو کے فن میں مہارت حاصل کر کے آئے ہیں اور اِس کے ذریعے ہماری سرزمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ باہمی مشورے کے بعد اُنہوں نے تمام شہروں سے ماہر جادوگروں کو بلانے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرانے کا فیصلہ کیا۔ جادوگروں نے آکر فرعون سے پوچھا کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں کیا انعام ملے گا؟ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں اپنے خاص مقربین میں شامل کرلوں گا۔ غور کیجیے دنیاداروں نے آتے ہی معاوضے کا مطالبہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اُس کے سرداروں کی خیر خواہی چاہی لیکن کسی ذاتی مفاد کے طلب گار نہ ہوئے۔ دنیادار جو کچھ کرتے ہیں، اپنے پیٹ کی خاطر کرتے ہیں اور یہی اُن کا مقصود ہوتا ہے جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ اپنی قوم سے یہی کہتے

آیات ۴۳ تا ۴۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى	فرمایا اُن سے موسیٰ علیہ السلام نے
اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾	ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔
فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ	تو اُنہوں نے ڈال دیں اپنی رسیاں اور لاٹھیاں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾	اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم! بے شک ہم ہی یقیناً غالب آنے والے ہیں۔
فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ	پھر ڈالا موسیٰ ؑ نے اپنا عصا
فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ ج	تو وہ فوراً نگلنے لگا اُس فریب کو جو اُنہوں نے بنا رکھا تھا
فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لا	پس گرا دیے گئے جادوگر سجدے میں۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾	پکار اُٹھے ہم ایمان لے آئے سارے جہانوں کے رب پر۔
رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾	موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادو گروں کے درمیان مقابلے کی داستان بیان ہوئی۔ جادو گروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اور فرعون کی جے کا نعرہ لگا کر اپنی کامیابی کا دعویٰ کیا، وہ لاٹھیاں اور رسیاں بظاہر رینگتے ہوئے سانپ محسوس ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا پھینکا جس نے حقیقی اژدھے کی صورت اختیار کرتے ہوئے جادو گروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل لیا۔ جادو گر پہچان گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا حقیقی اژدھا بن گیا ہے اور جادو کے ذریعے ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ اُن پر حق واضح ہو گیا، وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور پکار اُٹھے کہ ہم تمام جہانوں کے اُس رب پر ایمان لے آئے جس پر ایمان لانے کی دعوت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دے رہے ہیں۔ یہ گویا فرعون کی ربوبیت کے دعوے کا انکار تھا۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

فرعون کی دھمکی اور جادو گروں کی استقامت

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ	کہا فرعون نے (جادوگروں سے) تم نے موسیٰ علیہ السلام کی بات مان لی اِس سے پہلے کہ میں اجازت دیتا تمہیں
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ	بے شک وہ یقیناً تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں سکھایا ہے جادو
فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ	تو یقیناً جلد ہی تم جان لوگے
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ	یقیناً میں بری طرح سے کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرفوں سے

وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾	اور ضرور صلیب پر لٹکاؤں گا تم سب کے سب کو۔
قَالُوْا لَا ضَيْرَ	کہا جادوگروں نے کچھ ڈر نہیں
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾	یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ہی پلٹنے والے ہیں۔
اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ	بے شک ہم امید رکھتے ہیں کہ بخش دے گا ہمارا رب ہماری خطائیں
اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۱۸	اِس لیے کہ ہم ہوئے اوّل اوّل ایمان لانے والے۔

جادوگروں کے ہار جانے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آنے سے فرعون ڈر گیا کہ اب تو میری قوم بھی موسیٰ علیہ السلام کے حق پر ہونے کو تسلیم کرلے گی۔ اُس نے بڑی عیاری سے اپنی قوم کی مت ماردی۔ اُس نے جادوگروں کو یہ کہہ کر کہ تم کیوں میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے، قوم کو یہ تاثر دیا کہ میں تو خود چاہتا تھا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کا حق پر ہونا ثابت ہو جائے تو سب کو اُن پر ایمان لانے کی اجازت دوں گا۔ پھر اُس نے جادوگروں پر الزام لگایا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر خفیہ سازش کی ہے۔ تمہارا آپس کا مقابلہ جعلی تھا۔ اس کے بعد اُس نے اپنی حکومت کی ہیبت طاری کرنے کے لیے جادوگروں کو بے دردی سے قتل کرنے کی دھمکی دی۔ فرعون کی یہ سازش ناکام ہو گئی۔ جادوگروں نے اپنے آپ کو ہر سزا کے لیے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اُن کا ایمان لانا کسی سازش کا حصہ نہیں بلکہ اعترافِ حق کا نتیجہ ہے۔ ایمان کی قوت نے جادوگروں کی سیرت میں کیسا انقلاب برپا کر دیا۔ وہی جادوگر جو مقابلے سے پہلے فرعون سے انعام واکرام کی بھیک مانگ رہے تھے، ایمان لانے کے بعد فرعون کے تکبر کو ٹھوکر مار رہے ہیں اور اُس کی بدترین سزا کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں اب اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں۔ ہم رب حقیقی پر ایمان لا چکے ہیں۔ امید ہے وہ ہماری تمام خطاؤں سے درگزر فرمائے گا کیوں کہ ہم نے حق کو سامنے آتے ہی قبول کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۲ تا ۶۰

فرعون کا تعاقب

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى	اور ہم نے وحی کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف
اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ	کہ رات کو لے کر نکلو میرے بندوں کو
اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾	یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔
فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾	پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں اکٹھا کرنے والے۔
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ	(اور کہلا بھیجا) بے شک یہ لوگ
لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾	ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔
وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾	اور بے شک یہ ہمیں یقیناً غصہ دلانے والے ہیں۔
وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور بے شک ہم یقیناً سب چوکس رہنے والے ہیں۔
فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾	تو ہم نے نکالا اُنہیں باغات اور چشموں سے۔
وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾	اور خزانوں سے اور بڑے عمدہ مکانات سے۔
كَذٰلِكَ	ایسے ہی ہوا
وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾	اور ہم نے وارث بنا دیا اِن نعمتوں کا بنی اسرائیل کو۔
فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾	پھر فرعونیوں نے پیچھا کیا بنی اسرائیل کا سورج نکلنے کے وقت۔

ایک طویل عرصے تک جب فرعون ایمان نہ لایا اور بنی اسرائیل پر ظلم وستم کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو لے کر رات میں نکل جائیں۔ فرعون نے مختلف شہروں سے لشکر جمع کیے اور اُن کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کا تعاقب کیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو آرام دہ گھروں، حسین باغات اور ٹھنڈے چشموں سے نکالا، قیمتی خزانوں سے دور کیا اور تباہی کی طرف ہانک دیا۔ صبح کے وقت جب سورج طلوع ہو رہا تھا تو فرعون کے لشکر بنی اسرائیل کے بالکل قریب پہنچ گئے۔

آیات ۶۱ تا ۶۸

اللہ تعالیٰ پر توکل کی اعلیٰ مثال

فَلَمَّا تَرَاۗءَ الۡجَمۡعٰنِ	پھر جب دیکھ لیا ایک دوسرے کو دونوں جماعتوں نے
قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤى	کہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے
اِنَّا لَمُدۡرَكُوۡنَ ۝۶۱ ۚ	بے شک ہم یقیناً پکڑے جانے والے ہیں۔
قَالَ كَلَّا ۚ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ہر گز نہیں!
اِنَّ مَعِىَ رَبِّىۡ	بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے
سَيَهۡدِيۡنِ ۝۶۲	وہ ابھی (نجات کی کوئی) راہ دکھادے گا مجھے۔
فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰۤى	تو ہم نے وحی کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف
اَنِ اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡبَحۡرَ ؕ	کہ مارو اپنا عصا دریا پر
فَانْفَلَقَ	پس دریا پھٹ گیا
فَكَانَ كُلُّ فِرۡقٍ كَالطَّوۡدِ الۡعَظِيۡمِ ۝۶۳ ۚ	پھر ہو گیا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح۔

وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ج	اور ہم قریب لے آئے وہیں دوسروں کو۔
وَ اَنْجَیْنَا مُوْسٰی	اور ہم نے بچالیا موسیٰ علیہ السلام کو
وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ج	اور جو بھی اُن کے ساتھ تھے سب کے سب کو۔
ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ط	پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ط	یقیناً اِس میں ہے نشانی
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ع	اور بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

یہ آیات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ پر توکل کی اعلیٰ مثال کا ذکر کر رہی ہیں۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ آگے دریا ہے اور پیچھے سے فرعون کے لشکر قریب آچکے ہیں تو فریاد کرنے لگے کہ ہم تو مارے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اطمینان سے فرمایا بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ ضرور کوئی راستہ نکال دے گا میری حفاظت کا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا۔ دریا پھٹ گیا اور اُس کے دونوں طرف کے حصے بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح کھڑے ہو گئے۔ درمیان میں خشک راستہ بن گیا جس سے بنی اسرائیل باآسانی گزر کر دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ فرعون اور اُس کے لشکر جب اُس راستے کے بالکل درمیان میں پہنچے تو راستے کے دونوں طرف کا پانی مل گیا اور وہ سب کے سب غرق ہو گئے۔

آیات ۶۹ تا ۷۷

بت پرستوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوالات

وقف لازم وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾م	اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! سنایئے اِنہیں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ	جب فرمایا اُنہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے
مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾	تم کس کی عبادت کرتے ہو؟
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا	جواب دیا قوم نے ہم عبادت کرتے ہیں بتوں کی
فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾	پھر سارا دن اُنہی کے سامنے جمے بیٹھے رہتے ہیں۔
قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾	پوچھا ابراہیم علیہ السلام نے کیا وہ سنتے ہیں تمہیں جب تم پکارتے ہو؟
اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾	یا فائدہ دیتے ہیں تمہیں یا نقصان پہنچاتے ہیں؟
قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا	جواب دیا قوم نے بلکہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو
كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾	وہ اِسی طرح کرتے تھے۔
قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾	فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کیا تم دیکھتے ہو اُنہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔
اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾	تم اور تمہارے پہلے باپ دادا۔
فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ	تو وہ سب دشمن ہیں میرے
اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾	سوائے تمام جہانوں کے رب کے۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بت پرستوں کے درمیان ایک مکالمے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم سے دریافت کیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کن کی عبادت کرتے ہو اُنہوں نے جواب دیا کہ پتھر کی مورتیوں کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرم دلائی کہ ذرا غور تو کرو کیا یہ مورتیاں تمہاری پکار کو سنتی ہیں یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں؟ قوم لاجواب ہو گئی اور

جواب دیا یہ ہمارے آباءواجداد کا طریقہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر تمام معبود ہمارے خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ اِن کی عبادت معبودِ حقیقی کو ناراض کرنے والی ہے۔ اگر معبودِ حقیقی ناراض ہو گیا تو پھر ہماری بربادی وتباہی کو کون روک سکتا ہے؟

آیات ۷۸ تا ۸۲

ذکرِ معرفتِ ربانی ... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی

الَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ	(تمام جہانوں کا رب وہ ہے) جس نے پیدا فرمایا مجھے
فَہُوَ یَہۡدِیۡنِ ﴿۷۸﴾	پھر وہی رہنمائی فرماتا ہے میری۔
وَ الَّذِیۡ ہُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ ﴿۷۹﴾	اور وہ جو کھلاتا ہے مجھے اور پلاتا ہے مجھے۔
وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَہُوَ یَشۡفِیۡنِ ﴿۸۰﴾	اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے مجھے۔
وَ الَّذِیۡ یُمِیۡتُنِیۡ	اور وہ جو موت دے گا مجھے
ثُمَّ یُحۡیِیۡنِ ﴿۸۱﴾	پھر زندہ کرے گا مجھے۔
وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ خَطِیۡٓـَٔتِیۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ﴿۸۲﴾	اور وہ کہ جس سے میں امید کرتا ہوں کہ بخش دے گا میری خطا بدلے کے دن۔

یہ آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے معرفتِ ربانی کے ایمان افروز بیان پر مشتمل ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ در حقیقت عبادت کے لائق تمام جہانوں کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اِس لیے کہ اُسی نے مجھے پیدا فرمایا اور وہی مجھے ہر معاملے میں سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے پلاتا ہے۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ پھر وہی مجھے

موت دے گا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اُس مہربان ہستی سے میں امید کرتا ہوں کہ روزِ جزا وہ میری تمام خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔ ایسی ہستی کے سوا کسی اور کو معبود بنانا بہت بڑی نادانی اور ناشکری ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایمان افروز دعائیں

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا	اے میرے رب! عطا فرما مجھے حکمت
وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾	اور شامل فرمادے مجھے نیک بندوں کے ساتھ۔
وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾	اور جاری فرمادے میرے لیے ذکرِ خیر آئندہ آنے والوں میں۔
وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾	اور شامل فرمادے مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں۔
وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ	اور بخشش فرمادے میرے والد کی
اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾	بے شک وہ ہے گمراہوں میں سے۔
وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾	اور رسوا نہ کرنا مجھے اُس روز کہ جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾	جس روز فائدہ نہ دیں گے مال اور نہ ہی بیٹے۔
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾	سوائے اُس کے جو لایا اللہ کے پاس پاکیزہ دل۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کئی ایمان افروز دعائیں اِن آیات میں نقل کی گئیں۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب:

1. مجھے حکمت عطا فرما۔
2. مجھے دنیا اور آخرت میں صالحین کی رفاقت نصیب فرما۔
3. میرے بعد والوں میں بھی میرا ذکرِ خیر جاری و ساری فرما یعنی مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما کہ میں اُن کے لیے اُسوہ بن جاؤں اور وہ میری پیروی کریں۔
4. مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث بنا۔
5. میرے والد کی بخشش فرما، یقیناً وہ گمراہوں میں سے ہے۔(سورۂ توبہ آیت ۱۱۴ میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہوا کہ اُن کا والد اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اُس کی اصلاح کا کوئی امکان نہیں تو پھر آپ نے اُس کے لیے بخشش کی دعا مانگنا ترک کر دی)۔
6. مجھے روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔ وہ روز کہ جب ڈھیروں مال اور نیک بیٹے بھی کام نہ آئیں گے سوائے اِس کے کہ انسان کا دل پاکیزہ ہو۔ ایسا دل جس پر نہ کفر اور گناہوں کی آلودگی ہو اور نہ ہی اُس پر غفلت کے پردے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزہ دل عطا فرمائے، ایمان افروز دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور اِن دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

آیات ۹۰ تا ۱۰۴

جہنم میں گمراہوں کی آہ وزاری

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾	اور قریب لائی جائے گی جنت متقیوں کے لیے۔
وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾	اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم گمراہوں کے لیے۔
وَ قِيْلَ لَهُمْ	اور کہا جائے گا اُن سے

اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۹۲﴾	کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کرتے تھے۔
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اللہ کے سوا
هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ؕ﴿۹۳﴾	کیا وہ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں؟
فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۙ﴿۹۴﴾	پس اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے اُس میں وہ اور دوسرے گمراہ
وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾	اور ابلیس کے لشکر بھی سب کے سب۔
قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۙ﴿۹۶﴾	وہ کہیں گے، جبکہ وہ جہنم میں جھگڑ رہے ہوں گے۔
تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۹۷﴾	اللہ کی قسم! بلاشبہ ہم تھے یقیناً کھلی گمراہی میں۔
اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾	جب ہم برابر کر رہے تھے تمہیں تمام جہانوں کے رب کے۔
وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور نہیں گمراہ کیا ہمیں مگر مجرموں نے۔
فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۙ﴿۱۰۰﴾	تو نہیں ہے ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والا۔
وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾	اور نہ ہی کوئی گرم جوش دوست ہے۔
فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً	پس اگر ہو ہمارے لیے ایک بار لوٹنا (دنیا میں)
فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	تو ہم ہو جائیں گے مومنوں میں سے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ	یقیناً اِس میں ہے نشانی

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ۹ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع	اور بے شک اے نبی ﷺ! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

یہ آیات روزِ قیامت کے احوال بیان کر رہی ہیں۔ اُس روز ایک طرف پرہیز گاروں کے لیے جنت کو آراستہ کیا جائے گا تو دوسری طرف جہنم کو گمراہوں کے قریب لے آیا جائے گا۔ پھر تمام گمراہ جہنم میں اوندھے منہ گرادیے جائیں گے۔ اب گمراہ لوگ اپنے سرداروں اور مذہبی پیشواؤں پر لعن طعن کریں گے۔ وہ فریاد کریں گے کہ ہم نے کچھ مجرموں کے بہکاوے میں آکر تمہیں بڑا مانا اور تمہاری اطاعت کی جو بہت بڑی گمراہی ثابت ہوئی۔ ہائے! آج کوئی ہمارا سفارشی نہیں اور نہ ہی کوئی گرم جوش حمایتی۔ اے کاش! ہمیں دنیا میں دوبارہ لوٹنا نصیب ہو تو ہم بھی معبودِ حقیقی پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں اور دنیادار قائدین کی پیروی کرنے والوں کو اِن مضامین سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۵ تا ۱۱۰

حضرت نوح علیہ السلام کی بے لوث دعوت

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚۖ	جھٹلایا نوحؑ کی قوم نے رسولوں کو۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ ۚ	جب کہا اُن سے اُن کے بھائی نوح علیہ السلام نے کیا تم پرہیز گاری اختیار نہیں کرو گے؟
اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ ۙ	بے شک میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ ۚ	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ	اور میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۰۹ۚ	نہیں ہے میرا اجر مگر تمام جہانوں کے رب کے ذمے۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۱۱۰ؕ	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔

اِن آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا بیان ہے۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے اپنے مثالی سیرت و کردار کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ قوم کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اِس کے لیے اُن سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔ ساتھ ہی اُن پر واضح کر دیا کہ میری تبلیغ بالکل بے لوث ہے اور میں تم سے اِس پر کسی قسم کے اجر کا طلب گار نہیں ہوں۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۱۵

قوم کا اعتراض اور حضرت نوح علیہ السلام کا جواب

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ	کہا نوح علیہ السلام کی قوم نے کیا ہم مان لیں آپ کی بات
وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۱۱۱ؕ	جبکہ پیروی کر رہے ہیں آپ کی سب سے گھٹیا لوگ؟
قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۱۲ۚ	فرمایا نوح علیہ السلام نے اور مجھے کیا علم کہ وہ کیا کام کرتے ہیں۔
اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰي رَبِّيْ	اُن کا حساب نہیں ہے مگر میرے رب کے ذمے
لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۱۱۳ۚ	اگر تم سمجھتے ہو۔
وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۱۴ۚ	اور میں نہیں ہوں دور کرنے والا مومنوں کو۔
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۱۱۵ؕ	میں نہیں ہوں مگر صاف صاف خبردار کرنے والا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں قوم کی اکثریت نے کہا کہ ہم کیسے آپ کی پیروی کریں؟ آپ کی پیروی کرنے والے تو ہمارے معاشرے کے گھٹیا یعنی غریب لوگ ہیں۔ کیا آپ کی بات مان کر ہم اِن حقیر لوگوں میں شامل ہو جائیں؟ حضرت نوح علیہ السلام

نے اِن تکبر کرنے والوں کو جواب دیا کہ مجھے اِس سے سروکار نہیں کہ اُن کا کیا پیشہ ہے اور وہ کیا کرتے ہیں؟ اُن کے عمل کا حساب اللہ تعالیٰ لے لے گا۔ وہ بظاہر نیک لوگ ہیں اور میں ایسے نیک سیرت مومنوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں تو تمہیں صاف صاف خبردار کر رہا ہوں کہ اگر شرک اور تکبر سے باز نہ آئے تو برے انجام سے دوچار ہوگے۔

آیات ١١٦ تا ١٢٢

قوم کی دھمکی، حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد، اللہ تعالیٰ کی مدد

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ	کہا قوم نے بلاشبہ اگر آپ باز نہ آئے اے نوح علیہ السلام!
لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ١١٦	ضرور ہو جائیں گے آپ سنگسار کیے جانے والوں میں سے۔
قَالَ رَبِّ	عرض کی نوح علیہ السلام نے اے میرے رب!
اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ١١٧	بے شک میری قوم نے جھٹلا دیا ہے مجھے۔
فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا	پس تو فیصلہ فرما دے میرے اور اُن کے درمیان واضح فیصلہ
وَّ نَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ١١٨	اور بچا لے مجھے اور اُنہیں جو میرے ساتھ ہیں مومنوں میں سے۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ	تو ہم نے بچا لیا اُنہیں اور اُن کو جو اُن کے ساتھ تھے
فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ١١٩	بھری ہوئی کشتی میں۔
ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ١٢٠	پھر ہم نے غرق کر دیا بعد میں باقی لوگوں کو۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً	یقیناً اِس میں ہے نشانی

النصف

وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ ع	اور بے شک اے نبی ﷺ! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

ع ۱۸ / ۱۰

طویل عرصے کی بحث اور کشمکش کے بعد قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی دے دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قوم کے رویے اور دھمکی پر فریاد کی اور مدد کرنے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو ایک کشتی میں سوار کر کے محفوظ رکھا اور باقی پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعے غرق کر دیا۔

آیات ۱۲۳ تا ۱۲۷

حضرت ہود علیہ السلام کی بے غرض دعوت

كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾	جھٹلایا قومِ عاد نے رسولوں کو۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	جب کہا اُن سے اُن کے بھائی ہود علیہ السلام نے کیا تم پرہیزگاری اختیار نہیں کرو گے؟
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾	بے شک میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ	اور میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾	نہیں ہے میرا اجر مگر تمام جہانوں کے رب کے ذمے۔

قومِ نوح علیہ السلام کے بعد جس قوم کو اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا میں بڑی نعمتوں کے ساتھ عروج دیا وہ قومِ عاد ہے۔ سیدنا ہود علیہ السلام کو اِس قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ یہ آیات سیدنا ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کے لیے دعوت بڑی وضاحت سے پیش کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے قوم کے

سامنے اپنے کردار کی پاکیزگی کو بطورِ مثال پیش کرتے ہوئے اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ قوم سے تقاضا کیا کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔ میری یہ تمام دعوت بغیر کسی غرض کے ہے۔ مجھے اپنی محنت کا اجر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مطلوب ہے۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۳۵

یادگاروں کی تعمیر پر وسائل کی بربادی

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً	(فرمایا ہود علیہ السلام نے قوم سے) کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر کوئی یادگار
تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾	بے مقصد کام کرتے ہو۔
وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ	اور بناتے ہو اونچے محل
لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾	(گویا) شاید تم ہمیشہ رہوگے۔
وَ اِذَا بَطَشْتُمْ	اور جب تم پکڑتے ہو (کسی کو)
بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	پکڑتے ہو بہت بے رحم ہو کر۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَ اتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس نے مدد کی تمہاری اُن چیزوں سے جنہیں تم جانتے ہو۔
اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	مدد کی تمہاری چوپایوں اور بیٹوں سے۔

وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ۚ﴿۱۳۴﴾	اور باغات اور چشموں سے۔
اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ؕ﴿۱۳۵﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے۔

سیدنا ہود علیہ السلام نے قوم کی گرفت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم بلند یادگاریں بنا کر وسائل کو ضائع کرتے ہو۔ معیارِ زندگی اونچا کرنے کے لیے محلات بناتے ہو اور اُن کی مضبوطی پر بلاوجہ پیسہ برباد کرتے ہو۔ دوسری طرف تمہارا معیارِ انسانیت اتنا پست ہے کہ محکوم قوموں کے ساتھ ظلم و زیادتی کی انتہا کر دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اس نے تمہیں بیٹے اور مویشی عطا کیے۔ حسین باغ دیے اور اُن میں پانی کے چشمے بہا دیے۔ اگر تم اپنی نافرمانیوں سے باز نہ آئے تو پھر مجھے تم پر ایک بڑے دن کا عذاب آنے کا خوف ہے۔ اِن آیات میں قومِ عاد کے جن جرائم کا ذکر ہوا ہے، اُنہی کا ارتکاب آج بھی ایسی قومیں کر رہی ہیں جن کے پاس وسائل کی فراوانی ہے۔ کاش اُنہوں نے ماضی کی سرکش اقوام کے انجام سے سبق سیکھا ہوتا۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۴۰

قومِ عاد کی ہٹ دھرمی

قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ	کہا قوم نے (اے ہود علیہ السلام !) برابر ہے ہم پر
اَوَعَظۡتَ	آیا آپ نصیحت کریں
اَمۡ لَمۡ تَكُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِيۡنَ ۙ﴿۱۳۶﴾	یا نہ ہوں نصیحت کرنے والوں میں سے۔
اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ﴿۱۳۷﴾	(ہم جو کر رہے ہیں) یہ نہیں ہے مگر دستور پہلے لوگوں کا۔
وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ ۚ﴿۱۳۸﴾	اور ہم نہیں ہیں عذاب دیے جانے والے۔
فَكَذَّبُوۡهُ	پس اُنہوں نے جھٹلایا ہودؑ کو

فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ	تو ہم نے ہلاک کر دیا اُنہیں
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ	یقیناً اِس میں ہے نشانی
وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾	اور بے شک اے نبی ﷺ! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

سیدنا ہود علیہ السلام کی دعوت کو اُن کی قوم نے حقارت سے رد کر دیا۔ اکڑ کر کہا کہ ہمیں نصیحت کرو یا نہ کرو ہم پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ ہم وہی کچھ کر رہے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ ہمارا تمدن ہے۔ عذاب کی دھمکیوں کی کوئی حقیقت نہیں اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھا اور اُس نے انکار کرنے والے تمام مجرموں کو ایک تیز آندھی کے ذریعے ہلاک کر دیا۔

آیات ۱۴۱ تا ۱۴۵

حضرت صالح علیہ السلام کی پر خلوص دعوت

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾	جھٹلایا قومِ ثمود نے رسولوں کو۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾	جب کہا اُن سے اُن کے بھائی صالح نے کیا تم پرہیز گاری اختیار نہیں کرو گے؟
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾	بے شک میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ	اور میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۴۵	نہیں ہے میرا اجر مگر تمام جہانوں کے رب کے ذمے۔

اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کی تباہی کے بعد قومِ ثمود کو نعمتوں کی فراوانی کے ساتھ مدین میں آباد کیا اور اُن کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو رسول کے طور پر بھیجا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دیکھو میرا آج تک کا کردار میری سچائی پر شاہد ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں۔ میری اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو۔ میں اِس وعظ و نصیحت کا تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ بدلے کی میری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہیں۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۵۲

نعمتوں کا حساب لیا جائے گا

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۱۴۶	(فرمایا صالح علیہ السلام نے قوم سے) کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے اُن چیزوں میں جو یہاں ہیں بے خطر۔
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۱۴۷	باغات اور چشموں میں۔
وَّزُرُوْعٍ	اور کھیتیوں میں
وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۱۴۸	اور اُن کھجوروں میں جن کے خوشے نرم و نازک ہیں۔
وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۱۴۹	اور تم تراشتے رہو گے پہاڑوں میں گھر بڑی مہارت سے۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۱۵۰	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۱۵۱	اور اطاعت نہ کرو حد سے گزرنے والوں کے حکم کی۔
الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ	وہ جو فساد مچاتے ہیں زمین میں

وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾	اور وہ اصلاح نہیں کرتے

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو دعوت دی کہ غور کرو کیا تم ہمیشہ اِن دنیا کی نعمتوں سے استفادہ کرتے رہو گے؟ خوبصورت باغات اور ٹھنڈے چشموں سے فیضیاب ہوتے رہو گے؟ طرح طرح کی فصلوں اور ملائم کھجوروں سے لطف اندوز ہوتے رہو گے؟ پہاڑوں کو تراش تراش کر آرام دہ گھر بناتے رہو گے؟ نہیں! ایک روز تمہیں موت کا سامنا کرنا ہے۔ پھر روزِ قیامت اِن نعمتوں کا حساب دینا ہے۔ لٰہذا اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور میرا کہنا مانو۔ اُن سرداروں کی اطاعت نہ کرو جو معاشرے کی اصلاح نہیں چاہتے بلکہ اُس میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ اُن کی اطاعت تمہیں دنیا و آخرت کی تباہی سے دوچار کر دے گی۔

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۹

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا تکبر

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ج	کہا قوم نے (اے صالح علیہ السلام) بے شک آپ تو اُنہی لوگوں میں سے ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔
مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ	آپ نہیں ہیں مگر انسان ہماری طرح کے
فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾	تو لے آیئے کوئی معجزہ اگر آپ سچوں میں سے ہیں۔
قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ	فرمایا صالح علیہ السلام نے یہ ایک اونٹنی ہے
لَّهَا شِرْبٌ	اِس کے لیے پینے کی باری ہے
وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ج	اور تمہارے لیے بھی باری ہے ایک مقررہ دن۔
وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ	اور نہ ہاتھ لگانا اِسے برائی کے ارادے سے
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾	ورنہ پکڑ لے گا تمہیں ایک بڑے دن کا عذاب۔

فَعَقَرُوْهَا	تو اُنھوں نے کاٹ ڈالا اونٹنی کی ٹانگوں کو
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾	پھر وہ ہو گئے پچھتانے والے۔
فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ	پھر آ پکڑا اُنہیں عذاب نے
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ	یقیناً اِس میں ہے نشانی
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ۸ ۱۹ ۱۲ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾	اور بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کو قوم نے بڑے تکبر سے رد کر دیا۔اُن کی بشریت پر اعتراض کیا اور اُنہیں جادو زدہ قرار دے دیا۔اُن سے مطالبہ کیا کہ رسالت کے ثبوت کے طور پر کوئی نشانی پیش کریں۔اللہ تعالیٰ نے نشانی کے طور پر ایک پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کر دی۔حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے لہٰذا اِس کے کھانے اور پینے میں رکاوٹ نہ ڈالنا۔اگر تم نے اِسے بری نیت سے ہاتھ لگایا تو مارے جاؤ گے۔ قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک زلزلے کے ذریعے قوم کے سرکشوں کو ملیا میٹ کر دیا۔

آیات ۱۶۰ تا ۱۶۶

حضرت لوط علیہ السلام کی پرسوز دعوت

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ ۚۖ	جھٹلایا قومِ لوط علیہ السلام نے رسولوں کو۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ ۚ	جب کہا اُن سے اُن کے بھائی لوط علیہ السلام نے کیا تم پرہیز گاری اختیار نہیں کرو گے؟

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾	بے شک میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ	اور میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾	نہیں ہے میرا اجر مگر تمام جہانوں کے رب کے ذمے۔
اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾	کیا تم (بدفعلی کے لیے) آتے ہو لڑکوں کے پاس تمام جہان والوں میں سے
وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ	اور چھوڑ دیتے ہو اُنہیں جو پیدا کی ہیں تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویاں
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾	بلکہ تم تو حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔

حضرت لوط علیہ السلام دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ عراق سے ہجرت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُنہیں سدوم اور عامورہ کی بستیوں میں آباد ایک سرکش قوم کی طرف اصلاح کے لیے بھیجا۔ یہ قوم دیگر جرائم کے ساتھ ساتھ ہم جنس پرستی کی خباثت میں مبتلا تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اِس قوم کے سامنے اپنی رسالت کا ثبوت اپنے اعلیٰ کردار کی مثال سے پیش کیا اور قوم سے مطالبہ کیا کہ میری بات مانو اور زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو۔ میری یہ نصیحت بالکل بے لوث اور بغیر کسی لالچ کے ہے۔ تم جنسی جذبات کی تسکین کے لیے برا کام کیوں کرتے ہو؟ تم بیویوں کے پاس جانے کے بجائے ہم جنس پرستی کرتے ہو۔ بلاشبہ یہ جرم کر کے تم حد سے گزر رہے ہو۔

آیات ۱۶۷ تا ۱۷۵

قوم لوط علیہ السلام کی جہالت

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ	کہا قوم نے بلاشبہ اگر آپ باز نہ آئے اے لوط علیہ السلام !
لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾	ضرور ہو جائیں گے آپ جلاوطن ہو جانے والوں میں سے۔
قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾	فرمایا لوط علیہ السلام نے بے شک میں تمہارے جرم سے بیزار ہوں۔
رَبِّ نَجِّنِيْ وَ اَهْلِيْ	اے میرے رب! بچالے مجھے اور میرے گھر والوں کو
مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾	اُس جرم (کے وبال) سے جو وہ کر رہے ہیں۔
فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾	تو ہم نے بچالیا اُنہیں اور اُن کے سب گھر والوں کو۔
اِلَّا عَجُوْزًا	سوائے ایک بڑھیا کے
فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾	جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔
ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾	پھر ہم نے ہلاک کر دیا دوسروں کو۔
وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ	اور ہم نے برسائی اُن پر بارش
فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾	پس برا ہوا خبر دار کیے جانے والوں پر برساؤ۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ	یقیناً اِس میں ہے نشانی

وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۷۴﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ۹ ۱۶ ۱۴ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۷۵﴾ ع	اور بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے طویل عرصہ تک حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کا مذاق اڑایا اور آخر کار اُنہیں اپنی بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں کو بحفاظت بستی سے نکال لیا۔ البتہ اُن کی بیوی، جس کی ہمدردیاں فاسق قوم کے ساتھ تھیں، بستی میں رہی اور بستی والوں کے ساتھ عذاب سے دوچار ہوئی۔ عذاب کی صورت یہ تھی کہ اُن کی اُس بستی کو زلزلے کے ذریعے الٹ دیا گیا۔ پھر اُن پر تیز آندھی کے ذریعے کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ اِس بری بارش کے ذریعے اُنہیں ہلاک کر دیا گیا۔

آیات ۱۷۶ تا ۱۸۴

حضرت شعیب علیہ السلام کی خیر خواہانہ دعوت

كَذَّبَ اَصۡحٰبُ لۡئَيۡكَةِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۷۶﴾ صلے	جھٹلایا ایکہ والوں نے رسولوں کو۔
اِذۡ قَالَ لَهُمۡ شُعَيۡبٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾ ج	جب کہا اُن سے شعیب علیہ السلام نے کیا تم پرہیزگاری اختیار نہیں کرو گے؟
اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿۱۷۸﴾ لا	بے شک میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۷۹﴾ ج	پس بچو اللہ کی نافرمانی سے اور اطاعت کرو میری۔
وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ج	اور میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر
اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۰﴾ ط	نہیں ہے میرا اجر مگر تمام جہانوں کے رب کے ذمے۔

اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ	پورا کرو ناپ کو
وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِيۡنَ ۚ﴿۱۸۱﴾	اور نہ ہو جاؤ کمی کرنے والوں میں سے۔
وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ۚ﴿۱۸۲﴾	اور تولو سیدھی ترازو سے۔
وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ	اور نہ کم دو لوگوں کو اُن کی چیزیں
وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۚ﴿۱۸۳﴾	اور مت پھرو زمین میں فسادی بن کر۔
وَاتَّقُوا الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالۡجِبِلَّةَ الۡاَوَّلِيۡنَ ؕ﴿۱۸۴﴾	اور بچو اُس کی نافرمانی سے جس نے پیدا کیا تمھیں اور پہلی مخلوق کو۔

اصحاب الایکہ کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ وہ اور اصحاب مدین ایک ہی نسل کے دو ہم عصر قبیلے تھے۔دونوں قبیلے شرک، ناپ تول میں کمی، دوسروں کی حق تلفی، تجارتی قافلوں کو لوٹنے، لوگوں کو توحید کی راہ سے روکنے اور نبی کی دعوت پر بے بنیاد اعتراضات کرنے کے جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔دونوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔اِن آیات میں اصحاب الایکہ کے لیے اُن کی دعوت کا ذکر ہے۔اُنہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرا صاف ستھرا کردار میری رسالت کی دلیل ہے۔میری اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو۔میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ، میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔دیکھو ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوگوں کو اُن کا پورا پورا حق دو۔زمین میں نافرمانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے نہ پھرو۔

آیات ۱۸۵ تا ۱۹۱

ایکہ والوں کی سرکشی اور تباہی

قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ۙ﴿۱۸۵﴾	کہا ایکہ والوں نے (اے شعیب علیہ السلام) بے شک آپ تو اُنہی

	لوگوں میں سے ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔
وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	اور آپ نہیں ہیں مگر انسان ہماری طرح کے
وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾	اور بلاشبہ ہم سمجھتے ہیں آپ کو یقیناً جھوٹوں میں سے۔
فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ	تو گرادیں ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾	اگر آپ سچوں میں سے ہیں۔
قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾	فرمایا شعیب علیہ السلام نے میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔
فَكَذَّبُوْهُ	پس اُنہوں نے جھٹلادیا شعیب علیہ السلام کو
فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ	تو اُنہیں آپکڑا ایک سائبان والے دن کے عذاب نے
اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾	بے شک وہ تھا ایک بہت بڑے دن کا عذاب۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً	یقیناً اِس میں ہے نشانی
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾	اور نہیں ہیں اُن میں سے اکثر ایمان لانے والے۔
ع ۱۰ ۱۴ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾	اور بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا رب یقیناً ہے ہی بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

ایکہ والوں نے بڑے تکبر سے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا انکار کر دیا۔ اُنہیں جادوزدہ قرار دیا اور اُن کی بشریت کو جواز بنا کر رسول ماننے سے انکار کر دیا۔ اُن سے مطالبہ کیا کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادیں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن منکرین کو سزا دی اور اُن پر ایک ایسے دن عذاب آیا جس روز شدید گرمی تھی لیکن سیاہ بادلوں نے پورے ماحول کو تاریک کر دیا

تھا۔ وہ ایک سیاہ بادل کے نیچے جمع ہوئے کہ شاید وہ برس کر اُنہیں گرمی کی شدت میں راحت پہنچادے۔ اُسی بادل سے اُن پر کوئی ایسی آفت نازل ہوئی جس نے اُن سب کو ہلاک کر دیا۔

آیات ۱۹۲ تا ۱۹۵

قرآنِ حکیم الفاظ کے ساتھ نازل ہوا

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۹۲ۭ	اور بے شک یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تمام جہانوں کے رب کی طرف سے۔
نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝۱۹۳ۙ	لے کر اترے ہیں اِسے روح امین۔
عَلٰي قَلْبِكَ	آپ ﷺ کے دل پر
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝۱۹۴ۙ	تاکہ آپ ﷺ ہو جائیں خبردار کرنے والوں میں سے۔
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝۱۹۵ۭ	(قرآن اترا ہے) واضح عربی زبان میں۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُس کے حکم سے نبی اکرم ﷺ کے مبارک قلب پر نازل کیا ہے۔ یہ نزول الفاظ کے ساتھ اور واضح عربی زبان میں ہوا ہے تاکہ نبی اکرم ﷺ اِس کے ذریعے لوگوں کو کائنات کے اصل حقائق سے آگاہ فرمادیں اور لوگوں کو قرآن کی زبان سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ بعض دانشوروں کا یہ تصور گمراہ کن ہے کہ قرآن کا پیغام تو اللہ کا ہے لیکن اِسے نبی اکرم ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ اُن کے تصور کے مطابق وحی کا نزول فرشتوں کے بغیر براہِ راست ایک خیال کی صورت میں نبی ﷺ کے قلب پر ہوا اور پھر آپ ﷺ نے اِس خیال کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔ گویا ایسے دانشور فرشتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام گمراہیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۷

سابقہ آسمانی کتابیں قرآن کی عظمت پر دلیل ہیں

اور بے شک (قرآن کا ذکر) ہے یقیناً پہلے لوگوں کے صحیفوں میں۔	وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۱۹۶
اور کیا نہیں ہے یہ اُن کے لیے نشانی	اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً
کہ جانتے ہیں اِسے بنی اسرائیل کے عُلماء۔	اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰۗؤُا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۱۹۷

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم کے نزول کی پیشن گوئیاں سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے منصف مزاج علماء بھی قرآنِ مجید کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں اور اِس کی تعلیمات کے برحق ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔

آیات ۱۹۸ تا ۲۰۳

قرآن پر ایمان نہ لانے والوں کا انجام

اور اگر ہم نازل کرتے قرآن کسی عجمی پر۔	وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰي بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۱۹۸
پھر وہ پڑھ کر سناتا اُنہیں	فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ
تب بھی وہ نہیں تھے اُس پر ایمان لانے والے۔	مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۱۹۹
اِسی طرح ہم نے ڈال دی ہے یہ بات مجرموں کے دلوں میں۔	كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۲۰۰

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ	وہ ایمان نہیں لائیں گے اُس پر
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾	یہاں تک کہ دیکھ نہ لیں دردناک عذاب۔
فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً	پس وہ آئے گا اُن پر اچانک
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾	اور وہ اُس کا احساس بھی نہیں رکھتے ہوں گے۔
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾	پھر وہ کہیں گے کیا ہم ہوں گے مہلت پانے والے۔

یہ آیات ایک مجرمانہ روش سے آگاہ کر رہی ہیں۔ وہ روش یہ ہے کہ قومیں واضح نشانیاں آنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہیں لاتیں اور پھر عذاب سے دوچار ہوتی ہیں۔ اگر مشرکینِ مکہ کے سامنے کوئی عجمی بولنے والا نبی آکر واضح عربی زبان میں قرآن پیش کرتا تو بھی وہ ایمان نہ لاتے۔ پھر جس طرح ماضی میں ایسی مجرم قوموں پر عذاب آیا تو اِسی طرح اِن پر بھی عذاب آکر رہے گا۔ اب یہ فریاد کریں گے کہ کاش ہمیں مہلت مل جائے۔ البتہ جب عذاب آجائے تو پھر مہلت نہیں دی جاتی۔ ہاں عذاب آنے سے پہلے بار بار خبردار کیا جاتا ہے۔

آیات ۲۰۴ تا ۲۰۹

سرکش لوگوں کا افسوسناک رویہ

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾	کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگ رہے ہیں۔
اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾	تو کیا تم نے دیکھا کہ ہم نے سامانِ عیش دیا اُنہیں چند برسوں تک۔
ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾	پھر آئے گا وہ عذاب اُن پر جس سے اُنہیں ڈرایا جارہا تھا۔
مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾	کام نہ آئے گا اُن کے وہ سامانِ عیش جس سے وہ لطف

	اندوز ہو رہے تھے۔
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ	اور ہم نے تباہ نہیں کیا کسی بستی کو
اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾	مگر اُس کے لیے تھے خبر دار کرنے والے۔
ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾	یاد دہانی کے لیے ، اور ہم نہیں تھے ظلم کرنے والے۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے اِس رویے کی مذمت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تو اُنہیں اصلاحِ حال کے لیے مہلت دی ہوئی ہے اور وہ عذاب لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ پھر جب اُن پر عذاب ایک معین وقت پر آ جائے گا تو پھر کوئی مال و اسباب اور قوت اُنہیں عذاب سے بچا نہ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ نے تو اُنہیں سمجھانے کے لیے خبر دار کرنے والے رسول بھیجے ہیں لیکن وہ آپ ﷺ کی کوئی نصیحت قبول کرنے کو تیار نہیں۔ ایسے لوگوں کو ہلاک کرنا کوئی ظلم نہ ہو گا۔ ظلم تو اُس وقت ہوتا جبکہ ہلاک کرنے سے پہلے اُنہیں سمجھا کر راہِ راست پر لانے کی کوئی کوشش نہ کی گئی ہوتی۔

آیات ۲۱۰ تا ۲۱۲

قرآنِ حکیم کسی کاہن کا کلام نہیں

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾	اور نہیں لے کر اترے اِس قرآن کو شیاطین۔
وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ	اور نہ لائق ہے (یہ سعادت) اُن کے لیے
وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾	اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔
اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾	بے شک وہ تو اُس کے سننے ہی سے محروم کیے ہوئے ہیں۔

مشرکینِ مکہ بہتان لگاتے تھے کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ کاہن ہیں۔ شیاطینِ جن اِن پر قرآن لے کر اترتے ہیں۔ اِن آیات میں اِس بہتان کی زور دار نفی کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ تو توحید، نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے ہیں جبکہ کاہن لوگ تو ایسی جھوٹی سچی

خبریں سناتے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے ماننے والوں سے مال حاصل کرتے ہیں۔اِسی طرح جب فرشتے قرآن لے کر نازل ہوتے ہیں تو شیاطین کو دور بھگا دیا جاتا ہے۔لہٰذا شیاطین کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ قرآن لا سکیں کیونکہ وہ تو قرآن کی سماعت سے ہی محروم کر دیے جاتے ہیں۔

آیات ۲۱۳ تا ۲۲۰

نبی اکرم ﷺ کے لیے خصوصی ہدایات

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	پس اے نبی ﷺ! نہ پکاریے اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو
فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۚ﴿۲۱۳﴾	ورنہ آپ ہو جائیں گے عذاب پانے والوں میں سے۔
وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۙ﴿۲۱۴﴾	اور خبردار کیجیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۲۱۵﴾	اور جھکا دیں اپنا بازو اُن کے لیے جو پیروی کریں آپ ﷺ کی مومنوں میں سے
فَاِنْ عَصَوْكَ	پھر اگر وہ نافرمانی کریں آپ ﷺ کی
فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۚ﴿۲۱۶﴾	تو فرما دیجیے بے شک میں بری ہوں اُس سے جو تم کر رہے ہو۔
وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲۱۷﴾	اور بھروسا کیجیے اُس پر جو زبردست ہے، ہمیشہ رحم کرنے والا۔
الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ﴿۲۱۸﴾	جو دیکھتا ہے آپ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں (نماز کے لیے)۔

وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾	اور آپ ﷺ کا چلنا پھرنا بھی سجدہ کرنے والوں (کے درمیان) میں۔
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾	بے شک وہ ہے ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب ہے اور اُنہیں چند خصوصی ہدایات دی گئیں :

1. مشرکین کے دباؤ میں آکر اُن کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہ کیجیے گا یعنی اُن کا یہ مطالبہ نہ مانیے گا کہ کچھ عرصہ آپ ﷺ اُن کے معبودوں کو پکاریں اور پھر وہ اتنے ہی عرصہ معبودِ واحد کو پکاریں گے۔
2. دعوت و تبلیغ کا پہلا دائرہ اپنا گھر اور پہلا حلقہ اپنے قریبی رشتہ داروں کا ہے۔ لہٰذا اپنے قریبی رشتہ داروں کو آخرت میں ہونے والے حساب کتاب کے حوالے سے خبردار کرتے رہیں۔
3. ایسے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آئیں جو ایمان لا کر آپ ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں۔
4. اگر کوئی ساتھی آپ ﷺ کی نافرمانی کرے تو اُس کی تربیت کے لیے سرزنش کیجیے اور صاف کہہ دیجیے کہ میں تمہاری اِس روش سے بری الذمہ ہوں۔
5. کسی مخالفت کو خاطر میں نہ لائیے اور اُس اللہ پر توکل کیجیے جو ہر وقت آپ ﷺ پر نظرِ کرم رکھتا ہے۔ آپ ﷺ تہجد میں قیام کرتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ پھر جب آپ ﷺ دیگر ساتھیوں کی تہجد کی نماز کا جائزہ لینے نکلتے ہیں وہ تب بھی آپ ﷺ پر نگاہِ کرم رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ سب دیکھنے والا، سب سننے والا اور ہر بات کا جاننے والا ہے۔

آیات ۲۲۱ تا ۲۲۳

کاہنوں کا کردار

هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰى مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ؕ﴿۲۲۱﴾	کیا میں بتاؤں تمھیں کہ کس پر اترتے ہیں شیاطین ؟
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۙ﴿۲۲۲﴾	وہ اترتے ہیں ہر بہت بڑے جھوٹے گناہ گار پر۔
يُّلۡقُوۡنَ السَّمۡعَ	وہ لاڈالتے ہیں سنی ہوئی بات
وَاَكۡثَرُهُمۡ كٰذِبُوۡنَ ؕ﴿۲۲۳﴾	اور اُن میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کاہن لوگ پرلے درجے کے جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔ وہ ہر طرح کے گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیاطینِ جن نازل ہوتے ہیں اور سنی سنائی باتیں اُن تک پہنچاتے ہیں۔ یہ باتیں بھی زیادہ تر جھوٹی خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جو لوگ نبی اکرم ﷺ جیسے اعلیٰ اخلاق و کردار کی حامل ہستی کو کاہن قرار دیتے ہیں وہ غور تو کریں کہ کتنی بڑی ناانصافی کر رہے ہیں۔

آیات ۲۲۴ تا ۲۲۶

شاعروں کا کردار

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ ؕ﴿۲۲۴﴾	اور جو شاعر ہیں تو پیروی کرتے ہیں اُن کی گمراہ لوگ۔
اَلَمۡ تَرَ اَنَّهُمۡ فِىۡ كُلِّ وَادٍ يَّهِيۡمُوۡنَ ﴿۲۲۵﴾	کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔
وَاَنَّهُمۡ يَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا يَفۡعَلُوۡنَ ۙ﴿۲۲۶﴾	اور یہ کہ وہ کہتے ہیں وہ کچھ جو کرتے نہیں ہیں۔

اِن آیات میں شاعروں کی اکثریت کے کردار کے تین منفی پہلو بیان کیے گئے :

1. شاعروں کی پیروی کرنے والے گمراہ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔
2. شاعر ہر وادی میں بھٹکتے ہیں یعنی ہر محفل کا رنگ دیکھ کر اُسی کے مطابق شعر کہتے ہیں تا کہ داد اور نذرانے وصول کر سکیں۔
3. وہ دعوے بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے انتہائی پست کردار رکھتے ہیں۔

ایک طرف شاعروں کا مذکورہ بالا کردار رہا ہے جبکہ دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے انتہائی پارسا ہیں۔ آپ ﷺ ہر محفل میں ایک ہی دعوت پیش فرماتے ہیں اور لوگوں سے کسی اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔ وہ لوگوں کو جس بات کی دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے خود اُس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے لوگ بہت بڑے ناانصاف ہیں جو آپ ﷺ کو شاعر قرار دے رہے ہیں۔

آیت ۲۲۷

اچھے شاعروں کا کردار

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	سوائے اُن کے جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا	اور ذکر کیا اللہ کا کثرت سے
وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ	اور بدلہ لیا اِس کے بعد کہ جو اُن پر ظلم کیا گیا
وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا	اور جلد ہی جان لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا
ع ۱۵ اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع	کہ وہ کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے ہیں؟

اِس آیت میں اعتراف کیا گیا کہ شاعروں میں کچھ نیک سیرت بھی ہوتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں، شریعت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، شاعری کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُس کی تعلیمات کو عام کرتے ہیں اور دینِ اسلام کے شعائر پر اعتراض

کرنے والے شاعروں کے خبیث کلام کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔ جو بد باطن دینِ اسلام کے شعائر پر اعتراض کرتے ہیں یا اُن کا مذاق اڑاتے ہیں، اُنہیں عنقریب اپنی اِس حرکت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور برے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

سورۃ النمل

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی کئی بے مثال قدرتوں کا بیان آیا ہے۔

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۶ ایمان بالآخرت
- آیات ۷تا۱۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظہورِ نبوت و رسالت
- آیات ۱۵تا۴۴ حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایات
- آیات ۴۵تا۵۳ قومِ ثمود کی بدبختی
- آیات ۵۴تا۵۸ قومِ لوط کی خباثت
- آیات ۵۹تا۶۶ اللہ تعالیٰ کی عالی شان قدرتیں
- آیات ۶۷تا۸۲ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۸۳تا۹۰ ایمان بالآخرت
- آیات ۹۱تا۹۳ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے تین ہدایاتِ ربانی

آیات ۱ تا ۶

ایمان بالآخرت کی اہمیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓ ۚ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۱﴾	طا۔ سین۔ یہ آیات ہیں قرآن اور واضح کتاب کی۔
ہُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾	ہدایت اور بشارت ہیں مومنوں کے لیے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	جو قائم کرتے ہیں نماز
وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	اور دیتے ہیں زکٰوۃ
وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٣	اور وہ آخرت پر تو یقین رکھتے ہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	بے شک وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ	ہم نے خوشنما کر دیا ہے اُن کے لیے اُن کے اعمال کو
فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝٤ؕ	پس وہ بھٹک رہے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ	یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے ہے بُرا عذاب
وَ هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝٥	اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں جانے والے ہیں۔
وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ	اور بے شک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً آپ کو قرآن پاک پہنچتا ہے
مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ الثلثة	اُس اللہ کی طرف سے جو کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

یہ آیات سورۂ مبارکہ کی پر شکوہ تمہید ہیں۔اِن میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک واضح کتاب ہے، جو ایسے مومنوں کے لیے ہدایت ہے جو نماز قائم کریں، زکٰوۃ دیں اور بالخصوص آخرت کے واقع ہونے پر پختہ یقین رکھیں۔اِس کے برعکس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے دنیا کی عارضی سہولیات مرغوب کر دی جاتی ہیں۔وہ ہدایت کی نعمت سے محروم ہو کر دنیا کی عارضی نعمتوں کے لیے بھٹکتے پھرتے ہیں۔روزِ قیامت اُن کے لیے بدترین عذاب ہو گا اور وہ سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔اِن حقائق سے وہ ہستی آگاہ فرما رہی ہے جو بڑی حکیم اور کامل علم رکھنے والی ہے۔

آیات ۷ تا ۹

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظہورِ نبوت ورسالت

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ	یاد کرو جب کہا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ	بے شک میں نے دیکھی ہے آگ
سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ	میں ابھی لے آتا ہوں تمہارے لیے وہاں سے کوئی خبر
اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ	یا میں لے آتا ہوں کوئی سلگتا ہوا انگارہ
لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۷	تاکہ تم حرارت حاصل کر سکو۔
فَلَمَّا جَاۗءَهَا	توجب موسیٰ علیہ السلام آئے آگ کے پاس
نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ	پکارا گیا کہ بابرکت ہے جو آگ میں ہے اور جو اِس کے گرد ہے
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۸	اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۹ۙ	(فرمایا اللہ نے) اے موسیٰ! بے شک میں اللہ ہوں، زبردست، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نبوت ورسالت کے ظہور کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مدین سے مصر جا رہے تھے۔ دورانِ سفر ایک رات اُنہیں طویٰ کی مقدس وادی میں آگ نظر آئی۔ اُنہوں نے گھر والوں سے کہا کہ میں آگ کے پاس جا رہا ہوں۔ وہاں موجود لوگوں سے راستے کی رہنمائی حاصل کروں گا یا چند انگارے لے آؤں گا تاکہ تم سردی سے بچنے کے لیے حرارت

حاصل کرسکو۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب، زبردست اور انتہائی حکمت والا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصبِ رسالت پر فائز کرنے کی بشارت دی اور معجزات عطا فرمائے۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے گئے معجزات

وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ	(فرمایا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے) اور ذرا پھینک دو اپنا عصا
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ	تو جب دیکھا اُسے کہ وہ حرکت کر رہا ہے جیسے کہ وہ سانپ ہو
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ	تو وہ پلٹے پیٹھ پھیر کر اور واپس نہیں مڑے
يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۟	(فرمایا اللہ نے) اے موسیٰ علیہ السلام! مت ڈرو
اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰	بے شک نہیں ڈرتے میرے پاس رسول۔
اِلَّا مَنْ ظَلَمَ	سوائے اُس کے جس نے ظلم کیا
ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا	پھر بدل کر نیکی کی
بَعْدَ سُوْٓءٍ	برائی کے بعد
فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱	تو بے شک میں بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہوں۔
وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِیْ جَيْبِكَ	اور داخل کرو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟	وہ نکلے گا بالکل سفید ہو کر بغیر کسی بیماری کے

فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ	(یہ دونشانیاں) نونشانیوں میں سے ہیں فرعون اور اُس کی قوم کی طرف
اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۱۲﴾	بے شک وہ ہیں نافرمان لوگ۔

رسالت کے منصب پر فائز کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے عطا کیے۔ پہلا یہ کہ جب وہ اپنا عصا زمین پر پھینکتے تو وہ سانپ کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ دوسرا یہ کہ جب وہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ چمک رہا ہوتا۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اِن معجزات کے ساتھ فرعون اور اُس کے پیروکاروں کے پاس جائیں اور اُنہیں زمین میں فساد پھیلانے سے روکنے کی کوشش کریں۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

فرعونیوں کا ظلم اور تکبر

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً	تو جب آئیں اُن کے پاس ہماری آنکھیں کھول دینے والی نشانیاں
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾ ج	کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔
وَ جَحَدُوْا بِهَا	اور اُنہوں نے انکار کیا اُن نشانیوں کا
وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ	جبکہ یقین کر چکے تھے اُن کے جی
ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ	ظلم اور تکبر کے ساتھ
فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۱۶	پھر دیکھو کیا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت پر ایمان لانے اور سرکشی کی روش چھوڑ دینے کی دعوت دی۔ اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات دکھائے۔ فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا حالانکہ در حقیقت اُن کے دل گواہی دے چکے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اُن کی پیش کردہ نشانیاں واقعی معجزات ہیں۔ اُنہوں نے انتہائی تکبر کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا مذاق اڑایا اور سرکشی کی روش جاری رکھی۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔

آیات ۱۵ تا ۱۹

حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل

وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ وَ سُلَيۡمٰنَ عِلۡمًا ۚ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم
وَ قَالَا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّنۡ عِبَادِهِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵﴾	اور اُنہوں نے کہا کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں فضیلت دی بہت سوں پر اپنے مومن بندوں میں سے۔
وَ وَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ	اور وارث بنے سلیمان علیہ السلام، داود علیہ السلام کے
وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اور فرمایا سلیمان علیہ السلام نے اے لوگو!
عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ	ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی
وَ اُوۡتِيۡنَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ	اور ہمیں عطا کی گئی ہے ہر چیز
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۶﴾	بے شک یہ واقعی بڑا واضح فضل ہے۔
وَ حُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ	اور جمع کیے گئے سلیمان علیہ السلام کے لیے اُن کے لشکر جنات اور

وَ الطَّيْرِ	انسانوں اور پرندوں میں سے
فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾	پھر وہ الگ الگ ترتیب دیے گئے۔
حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ	یہاں تک کہ جب وہ آئے چیونٹیوں کی وادی پر
قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ	کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو!
ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ	داخل ہو جاؤ اپنے بلوں میں
لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ	ایسا نہ ہو کہ کچل کر رکھ دیں تمہیں سلیمان علیہ السلام اور اُن کے لشکر
وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور اُنہیں احساس ہی نہ ہو۔
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا	تو مسکرائے ہنسی کے ساتھ سلیمان علیہ السلام اُس کی بات سے
وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ	اور عرض کی اے میرے رب! توفیق عطا فرما مجھے
اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ	کہ میں شکر کروں تیری اُس نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی
وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ	اور میں کروں وہ نیک کام کہ تو خوش ہو جائے جس سے
وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور داخل فرما مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں۔

یہ آیات اُس فضل و کرم کی تفصیل بتا رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا۔ اُن دونوں کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت عطا کی۔ پھر بار بار اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ حضرت سلیمان کو ایسے لشکر عطا کیے جن میں انسانوں کے علاوہ جنات اور پرندے بھی شامل تھے۔ پھر اُنہیں پرندوں اور حشرات الارض کی بولیاں بھی سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔ ایک روز

جب اُن کا لشکر ایک ایسی وادی سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی تو ایک چیونٹی نے پکار کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں کچل دے۔ اُس کی یہ پکار سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرائے اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا:

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ

”اے میرے رب! توفیق عطا فرما مجھے کہ میں شکر کروں تیری اُس نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور میں کروں وہ نیک کام کہ تو خوش ہو جائے جس سے اور داخل فرما مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں“۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۶

ہدہد کے ذریعے قومِ سبا کا تعارف

وَ تَفَقَّدَ الطَّیۡرَ	اور سلیمان علیہ السلام نے جائزہ لیا پرندوں کا
فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَی الۡہُدۡہُدَ ۫ۖ	پھر فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں نہیں دیکھ رہا ہدہد کو
اَمۡ کَانَ مِنَ الۡغَآئِبِیۡنَ ﴿۲۰﴾	یا وہ ہے غیر حاضروں میں سے۔
لَاُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا شَدِیۡدًا	یقیناً میں ضرور سزا دوں گا اُسے سخت سزا
اَوۡ لَاَاذۡبَحَنَّہٗۤ	یا میں ضرور ذبح کر دوں گا اُسے
اَوۡ لَیَاۡتِیَنِّیۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲۱﴾	یا وہ ضرور لائے میرے پاس کوئی واضح دلیل۔
فَمَکَثَ غَیۡرَ بَعِیۡدٍ	رہا ہدہد (غیر حاضر) زیادہ دیر نہیں
فَقَالَ اَحَطۡتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِہٖ	پھر (آ کر) کہنے لگا میں نے معلوم کیا وہ جو آپ نے نہیں جانا (اے سلیمان علیہ السلام!)

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾	اور میں لایا ہوں آپ کے پاس قوم سبا سے ایک یقینی خبر۔
اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ	بے شک میں نے پایا ایک خاتون کو جو حکومت کر رہی ہے اُن پر
وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ	اور اُسے دی گئی ہے ہر چیز
وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾	اور اُس کے لیے ایک بڑا شاندار تخت ہے۔
وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور میں نے پایا اُسے اور اُس کی قوم کو کہ وہ سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوا
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ	اور خوشنما کر دیا ہے اُن کے لیے شیطان نے اُن کے اعمال کو
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ	اور اُس نے روک دیا ہے اُنہیں سیدھی راہ سے
فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۙ﴿٢٤﴾	پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔
اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	(اُنہیں روکا گیا ہے) کہ وہ سجدہ نہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور زمین سے
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾	اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اللہ، نہیں ہے کوئی معبود اُس کے سوا
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ السجدة ﴿٢٦﴾	وہ عظیم تخت کا مالک ہے۔

اِن آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں شامل ایک پرندہ کی زبان سے یمن میں آباد قومِ سبا کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہدہد بغیر رخصت کے غائب ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی معقول عذر لے کر نہ آیا تو اُسے سزا دی جائے گی۔ کچھ ہی دیر میں ہدہد آگیا ،اُس نے بتایا کہ وہ اڑتے اڑتے یمن تک گیا اور وہاں سبا نامی ایک قوم کو آباد پایا۔ اُس کی حکمران ایک ملکہ ہے جسے ہر نعمت عطا کی گئی ہے۔ خاص طور پر اُس کا تخت انتہائی نفیس اور قیمتی ہے۔ وہ قوم شیطان کی گمراہی کے تحت سورج کی پرستش کرتی ہے حالانکہ معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اللہ جو پوری کائنات کا مالک ہے۔ کائنات کے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ تمام انسانوں کے رازوں سے واقف ہے اور بلاشبہ سب سے عظیم تخت کا مالک وہی ہے۔

آیات ۲۷ تا ۳۱

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکۂ سبا کے لیے خط

قَالَ سَنَنۡظُرُ اَصَدَقۡتَ	فرمایا سلیمان علیہ السلام نے (ہدہد سے) ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تم نے سچ کہا ہے
اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۲۷﴾	یا تم جھوٹوں میں سے ہو۔
اِذۡهَبۡ بِّكِتٰبِىۡ هٰذَا	لے جاؤ میرا یہ خط
فَاَلۡقِهۡ اِلَيۡهِمۡ	پس ڈال دو اِسے اُن کی طرف
ثُمَّ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ	پھر لوٹ آؤ اُن کے پاس سے
فَانْظُرۡ مَاذَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۸﴾	سو دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔
قَالَتۡ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَؤُا	کہا ملکہ سبا نے اے سردارو!

اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾	بے شک ڈالا گیا ہے میری طرف ایک بڑا عزت والا خط۔
اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ	بے شک وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے
وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ لا	اور وہ ہے اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ	نہ کرو سرکشی میرے مقابلے میں
وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع	اور آجاؤ میرے پاس فرمانبردار بن کر۔

ع ۲/۱۷

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا خط ہدہد کے حوالے کیا اور کہا کہ جا کر ملکہ سبا کو دے آؤ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اِس کا کیا جواب دیتی ہے۔ ملکہ ٔسبا کو جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملا تو اُس نے فوراً اپنی ریاست کے تمام عمائدین کو جمع کیا۔ اُنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط پڑھ کر سنایا۔ اِس خط میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے قومِ سبا کو پیغام بھیجا تھا کہ میری اطاعت قبول کر کے میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "معارف القرآن" میں 'روح المعانی' کے حوالے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کی تحسین اِس طرح نقل کی ہے:

"سیدنا سلیمان علیہ السلام کے اِس والا نامے کو دیکھیے تو چند سطروں میں تمام اہم اور ضروری مضامین بھی جمع کر دیے اور بلاغت کا اعلیٰ معیار بھی قائم ہے۔ کافر کے مقابلے میں اپنی شاہانہ شوکت کا اظہار بھی ہے۔ اِس کے ساتھ حق تعالیٰ کی صفاتِ کمال کا بیان اور اسلام کی طرف دعوت بھی، اور ترفع و تکبر کی مذمت بھی۔ در حقیقت یہ خط بھی اعجازِ قرآنی کا ایک نمونہ ہے۔ سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خط نویسی میں تمام انبیا علیہم السلام کی سنت بھی وہی ہے کہ تحریر میں طول نہ ہو، مگر ضروری کوئی مضمون چھوٹے بھی نہیں۔"

آیات ۳۲ تا ۳۵

ملکۂ سبا کی مشاورت اور حکیمانہ رائے

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا	کہا ملکہ نے اے سردارو!
اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ	مشورہ دو مجھے میرے اس معاملے میں
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾	میں طے نہیں کیا کرتی کسی معاملہ کو جب تک تم موجود نہ ہو۔
قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬	کہا سرداروں نے ہم بڑی قوت والے اور سخت جنگجو ہیں
وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ	اور معاملہ آپ کے اختیار میں ہے
فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾	سو دیکھیے آپ کیا حکم دیتی ہیں۔
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً	کہا ملکہ نے بے شک بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں
اَفْسَدُوْهَا	اُسے اجاڑ دیتے ہیں
وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ	اور کر دیتے ہیں بستی کے عزت والوں کو ذلیل
وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾	اور وہ اِسی طرح کرتے ہیں۔
وَ اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ	اور بے شک میں بھیجنے والی ہوں اُن کی طرف تحفہ
فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾	پھر دیکھتی ہوں کہ کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں ایلچی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے معاملے میں ملکہ سبا نے اپنے سرداروں سے کہا مجھے مشورہ دو، میں بغیر مشاورت کے کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ سرداروں نے کہا کہ ہمیں پوری طاقت سے اُن کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ہم اِس کے لیے تیار ہیں۔ البتہ فیصلے کا اختیار آپ کو ہے آپ جو چاہیں فیصلہ کرلیں۔ ملکہ سبا نے بادشاہوں کے بارے میں ایک ایسی حکیمانہ حقیقت بیان کی جس کا تجربہ ہر دور میں ہوتا رہتا ہے۔ بلاشبہ ہر دور میں بادشاہوں کی اکثریت محکوم علاقوں میں فساد مچاتی رہی ہے اور محکوم قوم کے باضمیر لوگوں کو ذلیل کرتی رہی ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ:

"اِس ایک فقرے میں امپیریلزم اور اُس کے اثرات و نتائج پر مکمل تبصرہ کر دیا گیا ہے۔ بادشاہوں کی ملک گیری اور فاتح قوموں کی دوسری قوموں پر دست درازی کبھی اصلاح اور خیر خواہی کے لیے نہیں ہوتی۔ اُس کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ دوسری قوم کو خدا نے جو رزق دیا ہے اور جو وسائل و ذرائع عطا کیے ہیں اُن سے وہ خود متمتع ہوں اور اُس قوم کو اتنا بے بس کر دیں کہ وہ کبھی اُن کے مقابلے میں سر اٹھا کر اپنا حصہ نہ مانگ سکے۔ اِس غرض کے لیے وہ اُس کی خوشحالی اور طاقت اور عزت کے تمام ذرائع ختم کر دیتے ہیں۔ اُس کے جن لوگوں میں بھی اپنی خودی کا دم داعیہ ہوتا ہے اُنہیں کچل کر رکھ دیتے ہیں، اُس کے افراد میں غلامی، خوشامد، ایک دوسرے کی کاٹ ایک دوسرے کی جاسوسی، فاتح کی نقالی، اپنی تہذیب کی تحقیر، فاتح تہذیب کی تعظیم اور ایسے ہی دوسرے کمینے اوصاف پیدا کر دیتے ہیں اور اُنہیں بتدریج اِس بات کا خوگر بنا دیتے ہیں کہ وہ اپنی کسی مقدس چیز کو بھی بیچ دینے میں تأمل نہ کریں اور اجرت پر ہر ذلیل سے ذلیل خدمت انجام دینے کے لیے تیار ہو جائیں"۔ (تفہیم القرآن جلد سوم، سورۂ نمل آیت 34 حاشیہ 39)۔

اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ انّ الملوک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اِک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اُس کو حکمراں کی ساحری

ملکہ نے فیصلہ کیا کہ چند تحائف بھیج کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مزاج کا اندازہ لگاتے ہیں کہ آیا وہ دنیا پرست بادشاہ ہیں یا اُن کے کچھ اور مقاصد ہیں۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دنیاداری سے نفرت

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ	جب آیا ایلچی سلیمان علیہ السلام کے پاس
قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ٞ	فرمایا سلیمان علیہ السلام نے کیا تم مدد کرتے ہو میری مال سے؟
فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ	توجو کچھ دیا ہے مجھے اللہ نے بہتر ہے اُس سے جو اُس نے دیا ہے تمہیں
بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾	بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے رہو۔
اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ	لوٹ جاؤ واپس اُن کی طرف
فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا	ہم ضرور لے کر آئیں گے اُن کے پاس وہ لشکر کہ کوئی طاقت نہ ہوگی اُن کے پاس اُس کے مقابلے کی
وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً	اور ہم ضرور نکالیں گے اُنہیں وہاں سے ذلیل کرکے
وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾	اور وہ ہوں گے پست۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام اِس بات پر غضبناک ہوئے کہ اُنہیں قیمتی تحائف دے کر دنیاداری کی طرف راغب کیا جارہا ہے۔ اُنہوں نے ملکہ کے بھیجے ہوئے تحائف لوٹادیے اور ملکہ کے ایلچی کو آگاہ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال سے بہتر نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ مجھے تم

لوگوں کا مال نہیں بلکہ ایمان مطلوب ہے۔ فرماں بردار بن کر ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ ورنہ ہم ایسے لشکروں سے تمہاری ریاست پر حملہ آور ہوں گے جن کا مقابلہ کرنا تمہارے لیے ممکن نہ ہو گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا انعام

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا	فرمایا سلیمان علیہ السلام نے اے سردارو!
اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا	تم میں سے کون لے آئے گا میرے پاس ملکہ کا تخت
قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾	اِس سے پہلے کہ وہ آئیں میرے پاس فرماں بردار بن کر۔
قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ	کہا ایک طاقتور جن نے
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ	میں لے آؤں گا آپ کے پاس اُسے
قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ	اِس سے پہلے کہ آپ کھڑے ہوں اپنی جگہ سے
وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾	اور بے شک میں اِس پر قوت رکھنے والا، امانت دار ہوں۔
قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ	کہا اُس نے جس کے پاس علم تھا کتاب میں سے
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ	میں لے آؤں گا آپ کے پاس اُسے
قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ	اِس سے پہلے کہ جھپکے آپ کی طرف آپ کی آنکھ
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ	توجب اُنھوں نے دیکھا اُسے رکھا ہوا اپنے پاس

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ قف	پکار اُٹھے یہ میرے رب کے فضل میں سے ہے
لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ	تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں
اَمْ اَكْفُرُ ط	یا میں ناشکری کرتا ہوں
وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج	اور جس نے شکر کیا پس اُس نے تو شکر کیا اپنے ہی بھلے کو
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾	اور جس نے ناشکری کی تو میرا رب بے نیاز بڑی عزت والا ہے۔
قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا	فرمایا سلیمان علیہ السلام نے روپ بدل دو ملکہ کے لیے اُس کے تخت کا
نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ	تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ سمجھ پاتی ہے
اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾	یا وہ ہوتی ہے اُن میں سے جو نہیں سمجھتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے مصاحبین سے کہا کہ تم میں سے کون ملکہ کی سب سے قیمتی شے یعنی اُس کے تخت کو ملکہ کی یہاں آمد سے قبل اٹھا کر لا سکتا ہے۔ ایک طاقتور جن نے کہا کہ میں آپ کے دربار برخواست کرنے سے پہلے پہلے یہ خدمت انجام دے سکتا ہوں۔ ایک اور مصاحب نے، جسے اللہ تعالیٰ نے کوئی خاص علم دے رکھا تھا، عرض کیا کہ میں یہ کام چشمِ زدن میں کر سکتا ہوں اور اُس نے ایسا کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اِس معجزانہ نعمت کا شکر ادا کیا۔ اب اُنہوں نے ملکہ کی ذہانت کا امتحان لینے کے لیے حکم دیا کہ ملکہ کے تخت میں کچھ تبدیلیاں کر دو تاکہ ہم دیکھیں کہ ملکہ اپنا تخت پہچانتی ہے یا نہیں؟

آیات ۴۲ تا ۴۴

ملکہ سبا کا قبولِ اسلام

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ط	پھر جب ملکہ آئی تو پوچھا گیا کیا اِسی طرح کا ہے تمہارا

	تخت ؟
قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ	اُس نے کہا گویا یہ وہی تو ہے
وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا	اور دے دیا گیا تھا ہمیں علم اِس معجزے سے پہلے ہی
وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾	اور ہم فرماں بردار ہیں۔
وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اور روک دیا سلیمان علیہ السلام نے اُسے اُن سے جن کی وہ عبادت کرتی تھی اللہ کے سوا
اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾	بے شک وہ کافر قوم میں سے تھی۔
قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ	کہا گیا اُس سے داخل ہو جاؤ محل میں
فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً	توجب اُس نے دیکھا فرش کو تو سمجھا اُسے گہرا پانی
وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ	اُس نے اُٹھالیا کپڑا اپنی دونوں پنڈلیوں سے
قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ	فرمایا سلیمان علیہ السلام نے بے شک یہ شیشوں سے جڑا ہوا چمکدار محل ہے
قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ	کہنے لگی اے میرے رب! بے شک میں نے ظلم کیا اپنی جان پر
وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۱۸	اور میں نے فرماں برداری اختیار کی سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ملکۂ سبا جب سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں تو اپنا تخت فوراً پہچان لیا۔ اُنہوں نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی عظمت اور پارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ جب وہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے محل میں داخل ہوئیں تو شیشے کے فرش کے ظاہر سے دھوکا کھا گئیں اور اُسے پانی سمجھ کر اپنا دامن سمیٹنے کی کوشش کی تاکہ لباس گیلا نہ ہو۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بتایا کہ یہ پانی نہیں بلکہ شیشہ کی کاری گری ہے۔ اب وہ جان گئیں کہ اشیاء کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور۔ ہم ظاہری چمک سے متاثر ہو کر نتائج اخذ کر لیتے ہیں اور حقیقت کو نہیں پاتے۔

اے اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اور

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

ہم سورج کی چمک سے متاثر ہو کر اُس کو معبود سمجھ بیٹھے حالاں کہ اصل معبود تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے سورج کو اور اُس کی تاثیر کو پیدا فرمایا ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

قومِ ثمود کی بد بختی

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا	اور یقیناً ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	کہ عبادت کرو اللہ کی

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾	تو تب وہ ہو گئے دو گروہ جو جھگڑ رہے تھے۔
قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ	فرمایا صالح علیہ السلام نے اے میری قوم! تم کیوں جلدی مانگتے ہو برائی، بھلائی سے پہلے
لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ	کیوں نہیں بخشش مانگتے اللہ سے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ	کہا قوم نے ہم نحوست محسوس کرتے ہیں تم سے اور اُن سے جو تمہارے ساتھ ہیں
قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ	فرمایا صالح علیہ السلام نے تمہاری نحوست اللہ کی طرف سے ہے
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾	بلکہ تم لوگ آزمائے جا رہے ہو۔

اِن آیات میں قومِ ثمود کی بد بختی کا ذکر ہے۔ سیدنا صالح علیہ السلام نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی اور نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ جواب میں اُنہوں نے سیدنا صالح علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو قوم میں پھوٹ ڈالنے اور نحوست کے پھیلنے کا سبب قرار دیا اور بڑی حقارت سے دعوتِ حق کو ٹھکرا دیا۔ پھر سیدنا صالح علیہ السلام سے اپنی رسالت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے عذاب لانے کا مطالبہ کیا۔ سیدنا صالح علیہ السلام نے سمجھایا کہ کیوں خیر کے بجائے شر کے لیے جلدی کر رہے ہو؟ میری رسالت تمہارے لیے ایک آزمائش ہے۔ میرے آنے سے حق اور باطل کا فرق واضح ہو گیا ہے۔ آزمائش میں کامیابی کی سبیل کرو، حق کا ساتھ دو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔

آیات ۴۸ تا ۵۳

قومِ ثمود کی سازش اور اُس کا انجام

وَ كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ	اور تھے شہر میں نو شخص
يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ	وہ فساد پھیلاتے تھے زمین میں
وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝۴۸	اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔
قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ	اُنہوں نے کہا باہم قسم کھاؤ اللہ کی
لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ	ہم ضرور رات کو حملہ کریں گے اُن پر اور اُن کے گھر والوں پر
ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ	پھر ہم ضرور کہیں گے اُن کے وارث سے
مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ	ہم موجود نہیں تھے اُن کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت
وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۴۹	اور بے شک ہم یقیناً سچے ہیں۔
وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا	اور اُنہوں نے ایک سازش کی اور ہم نے ایک تدبیر کی
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۰	اور اُنہیں اِس کی خبر تک نہ ہوئی۔
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ	تو دیکھو کیسا ہوا انجام اُن کی سازش کا
اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ	ہم نے تباہ کر دیا اُنہیں

وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾	اور اُن کی سب کی سب قوم کو۔
فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْاؕ	پس یہ اُن کے گھر ہیں جو گرے پڑے ہیں اُن کے ظلم کی وجہ سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾	بلاشبہ اِس میں یقیناً نشانی ہے اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔
وَ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور ہم نے بچالیا اُن کو جو ایمان لائے
وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾	اور بچتے رہے اللہ کی نافرمانی سے۔

یہ آیات اُس سازش کا تذکرہ کر رہی ہیں جو قومِ ثمود کے نو سرداروں نے سیدنا صالح علیہ السلام کے خلاف کرنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے طے کیا کہ ہم رات میں سیدنا صالح علیہ السلام کے گھر پر حملہ کر کے اُنہیں اور اُن کے تمام اہلِ خانہ کو ہلاک کر دیں گے اور بعد میں اِس جرم کا اقبال کرنے سے انکار کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ناپاک منصوبے کو ناکام بنایا اور ایک زلزلے کے ذریعے پوری قوم کو تہس نہس کر دیا۔ البتہ صالح اور اُن کے ساتھ پرہیز گار اہلِ ایمان کو بچالیا گیا۔

آیات ۵۴ تا ۵۸

قومِ لوط کی خباثت اور اُس کا انجام

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ	اور (یاد کرو) لوط علیہ السلام کو جب اُنہوں نے فرمایا اپنی قوم سے
اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾	کیا تم کرتے ہو بے حیائی کے کام جبکہ تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِؕ	کیا تم آتے ہو مردوں پر شہوت سے عورتوں کو چھوڑ کر
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾	بلکہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	تو نہ تھا جواب اُن کی قوم کا
اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا	مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا
اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ	نکال دو لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے
اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾	بے شک یہ لوگ تو بڑے پاکباز بنتے ہیں۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ	پھر ہم نے بچا لیا لوط علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں کو
اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾	سوائے اُن کی بیوی کے ، ہم نے طے کر دیا اُسے پیچھے رہنے والوں میں۔
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ	اور ہم نے برسائی اُن پر بارش
فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع ۱۴ ۱۹	پس برا ہوا خبردار کیے جانے والوں پر برساؤ۔

ہم جنس پرستی کا جرم تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے قومِ لوط نے کیا۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے اُنھیں جب اِس جرم سے باز آنے کی تلقین کی تو اُنھوں نے سیدنا لوط علیہ السلام اور اُن کے اہلِ خانہ کو اپنی بستی سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا لوط علیہ السلام کو اُن کے اہلِ خانہ سمیت اُس بستی سے بہ حفاظت نکالا اور پھر بستی کو الٹ دیا۔ اِس کے بعد اُس پر کنکریوں کی بارش برسائی۔ پوری قوم تباہ ہوئی اور اُن کے ساتھ سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی بھی عذاب کا شکار ہوئی کیوں کہ اُس کی ہمدردیاں اُس فاسق قوم کے ساتھ تھیں۔

آیت ۵۹

اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا معبودانِ باطل

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پکاریے کل شکر اللہ کے لیے ہے

وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ	اور سلامتی ہے اُس کے اُن بندوں پر جن کو اُس اللہ نے چن لیا
آٰللّٰہُ خَیۡرٌ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۵۹﴾	کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ شریک کر رہے ہیں؟

اِس آیت سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے بیان کا ایک نیا مضمون شروع ہو رہا ہے۔ اِس مضمون کی ابتدا اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کے چنے ہوئے بندوں یعنی انبیاء کرام پر سلامتی کی بشارت سے کی جا رہی ہے۔ خطبات کے آداب میں سے ہے کہ خطبے کا آغاز اِسی طرح کے کلمات سے کیا جائے۔ ابتدائی کلمات کے بعد مشرکین کو دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ غور و فکر کریں کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ ہے جو ہر خوبی اور کمال کا پیکرِ کامل ہے۔ دوسری طرف اُن کے تراشے ہوئے لاچار اور بے یار و مددگار معبود ہیں۔ اب وہ خود فیصلہ کرلیں کہ کون بہتر ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے جس کے برابر نہ کوئی ہوا، نہ کوئی ہے اور نہ ہی کوئی ہو سکتا ہے

آیات ۶۰ تا ۶۱

مظاہرِ قدرت کا خالق کون ہے؟

اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ	بھلا وہ کون ہے جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو
وَ اَنۡزَلَ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ	اور نازل کیا تمہارے لیے آسمان سے پانی
فَاَنۡۢبَتۡنَا بِہٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَہۡجَۃٍ ۚ	پھر ہم نے اگائے اُس کے ذریعے باغ رونق والے
مَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَہَا ؕ	نہیں تھا ممکن تمہارے لیے کہ تم اگا سکتے اُن کے درخت
ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ	کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ؟
بَلۡ ہُمۡ قَوۡمٌ یَّعۡدِلُوۡنَ ﴿ؕ۶۰﴾	بلکہ وہ لوگ (پھر بھی اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں۔

اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا	بھلا وہ کون ہے جس نے بنایا زمین کو جائے قرار
وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا	اور جاری کر دیں اُس کے درمیان نہریں
وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ	اور بنائے اُس کے لیے بوجھ (پہاڑ)
وَ جَعَلَ بَيۡنَ الۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًا ؕ	اور رکھ دی دو دریاؤں کے درمیان آڑ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ	کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ ؟
بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ ۶۱	بلکہ اُن میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے للکارنے کے انداز میں شرک کرنے والوں کو مخاطب کر کے دریافت فرمایا :

1. بلند و بالا آسمان کس نے بنائے ہیں؟
2. وسیع و عریض زمین کس کی تخلیق ہے؟
3. آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟
4. بارش کے ذریعے حسین باغات کون اگاتا ہے؟
5. زمین کو سکون وراحت کا مقام کس نے بنایا ہے؟
6. زمین میں نہریں کس نے بہادی ہیں؟
7. زمین پر توازن قائم رکھنے کے لیے بوجھل پہاڑ کس نے نصب کیے ہیں؟
8. میٹھے اور نمکین پانی کی آمیزش روکنے کا سامان کس نے کیا ہے؟

کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہے جو مذکورہ بالا کارنامے انجام دے سکے؟ نہیں! یہ کاریگری صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ افسوس ہے شرک کرنے والوں پر!

آیت ۶۲

بے کسوں کی فریاد کون سنتا ہے؟

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ	بھلا وہ کون ہے جو قبول کرتا ہے دعا ایک بے کس کی جب وہ پکارتا ہے اُسے
وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ	اور دُور کرتا ہے اُس کی تکلیف کو
وَ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ	اور جس نے بنایا ہے تمہیں زمین میں خلیفہ
ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ	کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ ؟
قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ؕ	بہت ہی کم نصیحت ہے جو تم قبول کرتے ہو۔

یہ آیت شرک کرنے والوں سے پوچھ رہی ہے کہ کون ہے جو دکھ درد کے ماروں کی فریادیں سنتا ہے اور اُن کی مشکلات آسان کرتا ہے؟ رحمت کا یہ سامان اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اُسی نے انسان کو زمین میں خلافت کے شرف سے نوازا ہے اور کائنات کو اُس کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ لیکن انسانوں میں بہت کم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار ہیں۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

محسن حقیقی کون ہے؟

اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ	بھلا وہ کون ہے جو راہ دکھاتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں
وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ ؕ	اور بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر آگے آگے اپنی رحمت (یعنی بارش) کے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ	کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ ؟
تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۳﴾	بلند و برتر ہے اللہ اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
اَمَّنۡ يَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ	بھلا کون ہے جو ابتدا کرتا ہے تخلیق کی
ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ	پھر دہراتا ہے اُسے
وَمَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ	اور کون ہے جو رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ	کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ ؟
قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۶۴﴾	اے نبی ﷺ !فرمایئے لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

اِن آیات میں شرک کرنے والوں کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ وہ غور کریں :

1. سمندر اور خشکی میں سفر کے دوران صحیح سمت کی طرف جانے کی قدرتی علامات یعنی پہاڑ، کھائیاں، ندی، نالے، دریا، جنگلات، ستارے کس نے پیدا کیے ہیں؟
2. اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش کی آمد سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کی صورت میں بشارت کون بھیجتا ہے؟
3. کائنات کی ہر شے کو کس نے بنایا ہے اور جو دوبارہ بھی اُن کی تخلیق پر قدرت رکھتا ہے؟
4. آسمان و زمین سے انسانوں کا رزق کون پیدا کرتا ہے؟

مذکورہ بالا نعمتیں محسنِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کی ہیں۔ شرک کرنے والوں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ اپنے شرک کے جواز کے لیے واضح دلیل پیش کریں۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

شرک کا سبب انکارِ آخرت ہے

قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ	اے نبی ﷺ !فرمایئے نہیں جانتا جو بھی ہے آسمانوں اور زمین میں غیب کو سوائے اللہ کے
وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۶۵﴾	اور نہیں جانتے (انسان اور جنات) کہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔
بَلِ ادّٰرَکَ عِلۡمُہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۟	بلکہ ختم ہو گیا ہے اُن کا علم آخرت کے بارے میں
بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡہَا ۟	بلکہ وہ شک میں ہیں اِس کے بارے میں
بَلۡ ہُمۡ مِّنۡہَا عَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ ع ۵	بلکہ وہ اِس سے اندھے ہو رہے ہیں۔

یہ آیات واضح اعلان کر رہی ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے پوشیدہ راز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ جن انسانوں کو مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ کب اُٹھایا جائے گا؟ مشرکین کے غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل اور شرک کرنے کی اصل وجہ آخرت سے غفلت یا انکارِ آخرت ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ اُن سے اُن کے اعمال کے بارے میں باز پرس ہو۔ لٰہذا وہ یا تو سرے سے آخرت اور اُس میں ہونے والے حساب کتاب کا انکار کر دیتے ہیں یا من گھڑت معبودوں کی سفارش کی امید پر آخرت میں بچ نکلنے کا عقیدہ تراش لیتے ہیں۔ البتہ ضمیر اُنہیں جھنجھوڑتا رہتا ہے کہ برائی کا برا بدلہ اور بھلائی کا اچھا بدلہ مل کر رہے گا۔ لیکن وہ ضمیر کی آواز کو دبا کر جانتے بوجھتے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

آیات ۶۷ تا ۷۲

آخرت کا صاف انکار

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا	کیا جب ہم ہو جائیں گے مٹی
وَّ اٰبَآؤُنَآ	اور ہمارے باپ دادا بھی
اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾	کیا واقعی ہم ضرور نکالے جانے والے ہیں؟
لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ	یقیناً وعدہ یہ کیا گیا تھا ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے اِس سے پہلے
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾	یہ نہیں ہے مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔
قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ	اے نبی ﷺ! فرمایئے چلو پھرو زمین میں
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾	پھر دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا۔
وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ	اور نہ افسوس کریں اُن پر
وَ لَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾	اور نہ ہوں مبتلا کسی تنگی میں اُن چالوں سے جو وہ چل رہے ہیں۔
وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ (عذاب کا) وعدہ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾	اگر تم سچے ہو۔

قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ رَدِفَ لَکُمۡ	فرمایئے ممکن ہے کہ وہ ہو پیچھے ہی لگا ہوا تمہارے ساتھ
بَعۡضُ الَّذِیۡ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۷۲﴾	اُس عذاب کا کچھ حصہ جو تم جلدی مانگ رہے ہو۔

اِن آیات میں کفار کا یہ گمراہ کن قول بیان کیا گیا کہ کیسے ممکن ہے جب ہماری اور ہمارے باپ دادا کی ہڈیاں مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں، اُنہیں زندہ کر کے نکالا جائے؟ ایسے ڈراوے ہمارے اسلاف کو بھی دیے گئے تھے لیکن یہ سب محض پچھلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ وہ اللہ کے رسول سے مطالبہ کرتے کہ بتایئے کہ عذاب اگر واقعی آنے والا ہے تو کب آئے گا؟ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ اُن کے اعتراضات پر غمگین نہ ہوں۔ اُنہیں بتایئے کہ عذاب واقع ہونے والا ہے اور وہ بہت ہی قریب ہے۔ البتہ ذرا غور کرو کہ ماضی میں جن قوموں نے رسولوں کی تعلیمات کا انکار کیا اُن کا کیا انجام ہوا؟ دانشمندی یہی ہے کہ اُن کے انجام سے عبرت پکڑو اور نبی ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کرو۔

آیات ۷۳ تا ۷۵

اللہ تعالیٰ کی بے مثال عظمت

وَ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ	اور اے نبی ﷺ! بے شک آپ کا رب یقیناً فضل کرنے والا ہے لوگوں پر
وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَهُمۡ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾	اور لیکن اُن میں سے اکثر شکر ادا نہیں کرتے۔
وَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُهُمۡ	اور بے شک آپ ﷺ کا رب یقیناً جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اُن کے سینے
وَ مَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾	اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

وَ مَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ	اور نہیں ہے کوئی غائب ہونے والی چیز آسمان اور زمین میں
اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۵﴾	مگر وہ موجود ہے واضح کتاب میں۔

یہ آیات عظمتِ باری تعالیٰ کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بندوں کی ناشکری کے باوجود اُن پر بہت احسانات فرمانے والا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر شخص کیا ظاہر کر رہا ہے اور کیا چھپا رہا ہے۔ وہ تو آسمان و زمین کے ہر راز سے واقف ہے اور یہ تمام راز ایک واضح کتاب میں تحریر شدہ ہیں۔ اپنے فضل کی وجہ سے وہ مجرموں پر سے عذاب ٹال رہا ہے لیکن اگر وہ باز نہ آئے تو اپنے علمِ کامل کی بنیاد پر وہ مجرموں کو اُن کے ہر جرم کی سزا ضرور دے گا۔

آیات ۷٦ تا ۷۸

اللہ تعالیٰ کے کلام کی بے مثال عظمت

اِنَّ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	بے شک یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے
اَکۡثَرَ الَّذِیۡ ھُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۷٦﴾	اکثر ایسی باتیں، وہ جن میں اختلاف کرتے ہیں۔
وَ اِنَّہٗ لَھُدًی وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۷۷﴾	اور بے شک وہ یقیناً ہدایت اور رحمت ہے مومنوں کے لیے۔
اِنَّ رَبَّکَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَھُمۡ بِحُکۡمِہٖ ۚ	بے شک اے نبی ﷺ! آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان اپنے حکم سے۔
وَ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۷۸﴾	اور وہی زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی تین شانیں بیان کی گئی ہیں :

1. بنی اسرائیل نے جن معاملات میں اختلاف کیا، قرآنِ حکیم نے اِن معاملات میں اصل حق کو واضح کر دیا۔
2. قرآنِ حکیم ایمان لانے والوں کے لیے ہر اعتبار سے ہدایت ورہنمائی ہے۔
3. قرآنِ حکیم ایمان لانے والوں کے لیے دنیا وآخرت میں رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

دنیا میں قرآن پر ایمان لانے والے بھی ہیں اور اِس کا انکار کرنے والے بھی۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد اِن دونوں کے انجام کا فیصلہ فرمادے گا۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور زبردست قدرت کا مالک ہے۔

آیات ۷۹ تا ۸۱

اللہ کے حبیب ﷺ کے لیے دلجوئی

فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِؕ	تو اے نبی ﷺ! بھروسا کیجیے اللہ پر
اِنَّكَ عَلَى الۡحَـقِّ الۡمُبِيۡنِ ﴿۷۹﴾	بے شک آپ ﷺ واضح حق پر ہیں۔
اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى	بے شک آپ ﷺ نہیں سنا سکتے مردوں کو
وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ﴿۸۰﴾	نہ آپ ﷺ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار جب وہ بھاگے جارہے ہوں پیٹھ پھیر کر۔
وَمَاۤ اَنۡتَ بِهٰدِى الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡؕ	اور نہ ہی آپ ﷺ راہ دکھانے والے ہیں اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (نکالنے کے لیے)
اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا	آپ ﷺ نہیں سنا سکتے مگر اُن کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر
فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾	پھر وہ فرماں برداری اختیار کرنے والے ہیں۔

کفار کے بے بنیاد اعتراضات نبی اکرم ﷺ کے لیے انتہائی کرب کا باعث تھے۔ اِن آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ واضح حق پر ہیں لہٰذا کفار کے مقابلے میں اُسی پر بھروسا کیجیے۔ یہ کافر حقیقت کے اعتبار سے اندھے، بہرے اور مردہ ہیں۔ آپ ﷺ اُنہیں زبردستی ہدایت نہیں دے سکتے۔ یہ بحیثیت انسان مر چکے ہیں اور محض حیوانوں کی سطح پر جی رہے ہیں۔ البتہ جس شخص میں واقعی انسانیت بیدار ہے وہ آپ ﷺ کی باتوں پر ایمان لائے گا اور ضرور آپ ﷺ کی فرماں برداری کرے گا۔

آیت ٨٢

قربِ قیامت کی نشانی

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ	اور جب پوری ہو جائے گی بات (یعنی حجت) اُن پر
اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ	ہم نکالیں گے اُن کے لیے ایک جانور زمین سے
تُكَلِّمُهُمْ ۙ	وہ باتیں کرے گا اُن سے
ع اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۠ ﴿٨٢﴾	کیوں کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

اِس آیت میں قربِ قیامت کی ایک نشانی بیان کی گئی ہے۔ وہ نشانی ایک ایسے جانور کا ظاہر ہونا ہے جو انسانوں کی طرح گفتگو کرے گا اور اُن حقائق کی تصدیق کرے گا جن سے نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔ اِس کی گفتگو ایسے لوگوں پر حجت ہو گی جو آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"قیامت ہر گز واقع نہ ہو گی جب تک دس علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ایک جانور کا ظاہر ہونا، یاجوج اور ماجوج کی یلغار، دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، ایک دھویں کا پیدا ہونا، تین زلزلے جن سے مشرق، مغرب اور جزیرۃ

العرب میں زمین دھنس جائے گی اور یمن سے ایسی آگ کا نکلنا جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی" (سنن ابوداؤد)۔

آیات ۸۳ تا ۸۵

جھٹلانے والوں کا انجام

وَ يَوۡمَ نَحۡشُرُ مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ فَوۡجًا مِّمَّنۡ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا	اور اُس روز ہم جمع کریں گے ہر امت میں سے ایک گروہ اُن میں سے جو جھٹلاتے تھے ہماری آیات
فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾	پھر اُن کی الگ الگ گروہ بندی کی جائے گی۔
حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوۡ	یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے
قَالَ اَكَذَّبۡتُمۡ بِاٰيٰتِىۡ	پوچھے گا اللہ کیا تم نے جھٹلایا تھا میری آیات کو
وَلَمۡ تُحِيۡطُوۡا بِهَا عِلۡمًا	اور تم نہیں سمجھ سکے تھے اُنہیں علم کے اعتبار سے
اَمَّاذَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾	یا کیا تھا جو تم کیا کرتے تھے؟
وَوَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ بِمَا ظَلَمُوۡا	اور پوری ہو جائے گی (عذاب والی) بات اُن پر اِس لیے کہ وہ ظلم کرتے رہے
فَهُمۡ لَا يَنۡطِقُوۡنَ ﴿۸۵﴾	پھر وہ نہیں بول سکیں گے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت دین کی تعلیمات کو جھٹلانے والے جمع کیے جائیں گے۔ پھر اُن کے جرائم کی شدت کے اعتبار سے اُن کی درجہ بندی کی جائے گی۔ اب اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرمائے گا کہ آخر کیوں تم نے میری واضح آیات کو جھٹلایا؟ شرم

کے مارے وہ بات کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کے قانونِ عذاب کا اطلاق ہو جائے گا اور وہ جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔) آمین!

آیت ۸۶

رات اور دن آخرت کے لیے نشانیاں

اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّیۡلَ لِیَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ	کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنایا رات کو تاکہ وہ اُس میں آرام کریں
وَ النَّہَارَ مُبۡصِرًا ؕ	اور دن کو روشن بنایا
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان لانا چاہیں۔

یہ آیت ایمان بالآخرت کے لیے ایک دلیل بیان کر رہی ہے۔ انسان رات اور دن کی حکمتوں پر غور کرے۔ رات اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نشانی ہے جس میں انسان آرام کرتا ہے۔ دن ایک دوسری نشانی ہے جس میں انسان مختلف امور کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ جس طرح دن کا جوڑا رات ہے، اِسی طرح دنیا کی زندگی کا جوڑا آخرت کی زندگی ہے۔ جس طرح رات کو سونے کے بعد انسان دن میں دوبارہ بیدار ہوتا ہے اِسی طرح دنیا میں مرنے کے بعد انسان آخرت میں دوبارہ زندہ ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس حقیقت پر سچا اور پختہ ایمان عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۸۸

روزِ قیامت کی کیفیات

وَ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ	اور جس روز پھونکا جائے گا صور میں

فَفَزِعَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ	تو گھبرا جائے گی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ شے جو زمین میں ہے
اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ ؕ	سوائے اُس کے جسے اللہ چاہے
وَ کُلٌّ اَتَوۡہُ دٰخِرِیۡنَ ﴿۸۷﴾	اور سب آ جائیں گے اللہ کی طرف عاجزی اختیار کرتے ہوئے۔
وَ تَرَی الۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَۃً	اور تم دیکھو گے پہاڑوں کو، تم سمجھتے ہو اُنہیں جما ہوا
وَّ ہِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ	اور وہ چل رہے ہوں گے جیسے بادلوں کا چلنا ہوتا ہے
صُنۡعَ اللّٰہِ الَّذِیۡۤ اَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ	کاری گری ہے اللہ کی کہ جس نے بنایا ہر چیز کو
اِنَّہٗ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو تم کر رہے ہو۔

یہ آیات روزِ قیامت ذی شعور مخلوقات اور پہاڑوں پر طاری ہونے والی کیفیات کا تذکرہ کر رہی ہیں۔ اُس روز جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان و زمین کی جملہ مخلوقات پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ آخر کار سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ آ حاضر ہوں گے۔ وہ پہاڑ جو آج بڑے جمے ہوئے نظر آتے ہیں، بادلوں کی طرح چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اُس اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو گا جس نے کائنات کی ہر شے کو بنایا ہے اور جو ہر شے کی ہر بات سے واقف ہے۔

آیات ۸۹ تا ۹۰

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیۡرٌ مِّنۡہَا ۚ	جو کوئی لائے گا ایک بھلائی تو اُس کے لیے اُس سے بہتر بدلہ ہے

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾	اور وہ کسی بھی گھبراہٹ سے اُس روز محفوظ ہوں گے۔
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ	اور جو کوئی لائے گا ایک برائی
فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ	تو اوندھے ڈالے جائیں گے اُن کے منہ آگ میں
هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾	تم بدلہ میں نہیں دیے جاؤ گے مگر وہی جو تم کمایا کرتے تھے۔

اِن آیات میں انسانوں کے اعمال کے نتائج سے آگاہ کیا گیا۔ جو انسان روزِ قیامت نیکی لے کر آیا یعنی نیکی کرنے کے بعد دکھاوا، تکبر اور احسان جتلا کر یا کسی اور جرم کی وجہ سے نیکی کو ضائع نہ کیا، اُسے ایک نیکی کا کئی گنا اجر ملے گا۔ ایسا نیک بخت انسان اُس روز ایک اطمینان کی کیفیت میں ہوگا کہ آج دنیا میں کی گئی نیکیوں کا صلہ ملے گا۔ اُس پر وہ گھبراہٹ طاری نہ ہوگی جو اُن لوگوں پر ہوگی جنہوں نے اپنی محنتیں دنیا کی لذتیں حاصل کرنے پر لگا دی تھیں۔ کبھی سوچا ہی نہ تھا کہ آخرت کے لیے بھی کچھ کرنا ہے۔ پھر جس بدنصیب نے برائی کی اور روزِ قیامت اُسے لے کر آ گیا یعنی برائی سے توبہ نہ کی تو اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ نتیجہ ہوگا برائی کرنے اور اُس سے توبہ نہ کرنے کا۔

آیات ۹۱ تا ۹۳

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے خصوصی ہدایات

اِنَّمَآ اُمِرْتُ	(فرمایئے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) بلاشبہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے
اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا	کہ میں عبادت کروں اِس شہر کے رب کی جس نے حرمت دی ہے اِسے
وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ؗ	اور اُسی کے اختیار میں ہے ہر چیز

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں فرماں برداروں میں سے۔
وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ج	اور یہ کہ میں پڑھتا رہوں قرآن
فَمَنِ اهْتَدٰى	تو جو ہدایت قبول کرتا ہے
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ج	تو بے شک وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے ہی بھلے کے لیے
وَمَنْ ضَلَّ	اور جو گمراہ ہوتا ہے
فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾	تو فرمائیے بے شک میں تو ہوں ہی خبر دار کرنے والوں میں سے۔
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	فرمائیے کل شکر اللہ کے لیے ہے
سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ	جلد ہی وہ دکھائے گا تمہیں اپنی نشانیاں
فَتَعْرِفُوْنَهَا ط	تو تم پہچان جاؤ گے اُسے
ع وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾	اور نہیں ہے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا رب بے خبر اُس عمل سے جو تم کر رہے ہو۔

یہ آیات اللہ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خصوصی ہدایات کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلقین فرمائی کہ :

1. اُس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہر آن بندگی کرتے رہیں جس نے شہرِ مکہ کو حرمت عطا فرما کر یہاں کے بسنے والوں کو امن دیا۔ وہی اِس شہر کا مالک ہے۔ پھر صرف اِسی شہر ہی کا نہیں، کائنات کی ہر شے کا اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

2. کوئی آپ ﷺ کی دعوت قبول کرے یا نہ کرے آپ ﷺ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے رہیں۔

3. آپ ﷺ لوگوں کو قرآنِ حکیم کا پیغام تسلسل کے ساتھ پہنچاتے رہیں۔ جو قرآن کی دعوت قبول کرے گا اُس کا اچھا بدلہ پاکر رہے گا۔ جو یہ دعوت قبول نہ کرے گا تو اُسے آپ ﷺ برے انجام سے خبردار کرچکے ہیں۔

4. اُس اللہ تعالیٰ کا ہر دم شکر ادا کرتے رہیں جو اپنی پہچان کے لیے بے مثال نشانیاں دکھاتا ہی رہے گا۔ وہ اِس سے واقف ہے کہ نشانیاں دیکھ کر کون حق تسلیم کرتا ہے اور کون ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتا ہے ۔

سورۃ القصص

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ایمان افروز داستان

اِس سورۂ مبارکہ کا غالب حصہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے اہم واقعات پر مشتمل ہے۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۶ معرکۂ موسیٰ علیہ السلام وفرعون کی حکمت
- آیات ۷تا۲۸ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا دور : ولادت تا مدین روانگی
- آیات ۲۹تا۴۳ حیاتِ موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا دور : ظہورِ نبوت تا ہلاکتِ فرعون
- آیات ۴۴تا۵۰ ماضی کے واقعات کا بیان۔ رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت
- آیات ۵۱تا۵۵ صالحین اہلِ کتاب کی تحسین
- آیات ۵۶تا۶۱ مشرکینِ مکہ کی بدبختی
- آیات ۶۲تا۶۷ روزِ قیامت مشرکین کا انجام
- آیات ۶۸تا۷۵ عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۷۶تا۸۲ قارون کا واقعہ بطورِ عبرت
- آیات ۸۳تا۸۵ آخرت میں جزاوسزا
- آیات ۸۶تا۸۸ مشرکین سے سودے بازی کی ممانعت

آیات ۱تا۶

اللہ تعالیٰ مظلوموں کو غالب کردے گا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

طٰسٓمٓ ①	طا۔ سیم۔ میم۔

تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝۲	یہ آیات ہیں واضح کتاب کی۔
نَتۡلُوۡا عَلَيۡكَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰى وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ	اے نبی ﷺ! ہم سناتے ہیں آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ حق کے ساتھ
لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝۳	اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لانا چاہیں۔
اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِى الۡاَرۡضِ	بلاشبہ فرعون سرکشی کر رہا تھا زمین میں
وَ جَعَلَ اَهۡلَهَا شِيَعًا	اور اُس نے بنا رکھا تھا اُس کے رہنے والوں کو گروہ گروہ
يَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ	اُس نے کمزور کر رکھا تھا ایک گروہ کو اُن میں سے
يُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ	ذبح کرتا تھا اُن کے بیٹوں کو
وَ يَسۡتَحۡىٖ نِسَآءَهُمۡ ؕ	اور زندہ رکھتا تھا اُن کی عورتوں کو
اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۝۴	بے شک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔
وَ نُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِى الۡاَرۡضِ	اور ہم چاہتے تھے کہ احسان کریں اُن پر جنہیں کمزور کر دیا گیا تھا زمین میں
وَ نَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً	اور بنا دیں اُنہیں پیشوا
وَّ نَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۝۵ۙ	اور بنا دیں اُنہیں وارث۔
وَ نُمَكِّنَ لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ	اور ہم اقتدار دیں اُنہیں زمین میں
وَ نُرِىَ فِرۡعَوۡنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوۡدَهُمَا	اور ہم دکھائیں فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو

مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶﴾	کمزوروں سے وہ کچھ جس سے وہ ڈر رہے تھے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم ایک واضح کتاب ہے۔اِس کتاب میں بیان شدہ واقعات ایمان لانے والوں کے لیے سبق آموز ہیں۔ایساہی ایک واقعہ سیدناموسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی کشمکش کا ہے۔فرعون ایک ظالم انسان تھاجس نے سیدناموسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل کو غلام بنارکھاتھا۔وہ اُن کی افرادی قوت کو کمزور کرنے کے لیے اُن کے نومولود بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔ظلم اور سفاکی کے اِس عمل میں اُس کاوزیر ہامان اوراُن دونوں کے لشکر بھی شریک تھے۔اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ فرعون،ہامان اور اُن کے لشکروں کو اپنی قدرت دکھارہے گا۔اُنہیں نیست ونابود کرے گااور بنی اسرائیل کوزمین میں غلبہ واقتدار عطافرمائے گا۔

آیات ۷ تا ۹

اللہ تعالیٰ نے دشمن کو محافظ بنادیا

وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوۡسٰٓى	اور ہم نے وحی کیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف
اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ ۚ	کہ آپ پلاتی رہیں اُنہیں دودھ
فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ	پھر جب آپ خوف محسوس کریں اُن کے بارے میں
فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ	تو ڈال دیں اُنہیں دریا میں
وَلَا تَخَافِىۡ وَلَا تَحۡزَنِىۡ ۚ	اور نہ ڈریے اور نہ غم کیجیے
اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ	بے شک ہم لوٹانے والے ہیں اُنہیں آپ کی طرف
وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۷﴾	اور بنانے والے ہیں اُنہیں رسولوں میں سے۔
فَالۡتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرۡعَوۡنَ	تو اٹھالیا اُنہیں فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُوۡنَ لَهُمۡ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ	تاکہ وہ ہوں اُن کے لیے دشمن اور باعثِ غم
اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوۡدَهُمَا كَانُوۡا خٰطِئِيۡنَ ۸	بے شک فرعون یا ہامان اور اُن کے لشکر خطاکار تھے۔
وَ قَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ	اور کہا فرعون کی بیوی نے
قُرَّتُ عَيۡنٍ لِّىۡ وَلَكَ ؕ	وہ ٹھنڈک ہے آنکھوں کی میرے اور تیرے لیے
لَا تَقۡتُلُوۡهُ ۖ	مت قتل کرو اُسے
عَسٰٓى اَنۡ يَّنۡفَعَنَاۤ	ممکن ہے وہ فائدہ پہنچائے ہمیں
اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا	یا ہم بنالیں اُسے بیٹا
وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۹	اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے (انجام کا)۔

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اُن کی والدہ فکر مند ہوئیں کہ فرعون کے کارندے کہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ذبح نہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے اُنہیں بشارت دی کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سلامت رہیں گے اور منصبِ رسالت پر فائز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں رہنمائی دی کہ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو لکڑی کے ایک تابوت میں لٹا کر دریا کے حوالے کر دیں۔ تابوت دریا میں بہتا ہوا فرعون کے باغ میں پہنچ گیا۔ فرعون کے خادموں نے تابوت اٹھایا اور جا کر فرعون کے حوالے کر دیا۔ فرعون سمجھ گیا کہ تابوت میں موجود بچہ کسی اسرائیلی کا ہے جس نے اِس کی جان بچانے کے لیے اِسے دریا میں بہا دیا ہے۔ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دینے والا تھا کہ اُس کی بیوی سیدہ آسیہ سلام علیھا نے منع کر دیا۔ سیدہ آسیہ نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ ہمارے محل میں پرورش پائے گا تو ہمارے لیے ہی فائدہ مند ہو گا۔ ممکن ہے کہ ہم اِسے اپنا بیٹا بنالیں۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دشمن کو ہی اُن کی حفاظت اور پرورش کا نگران بنا دیا۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝
"اللہ اپنے فیصلوں کو پورا کرنے والا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں"۔ (سورہ یوسف آیت ۲۱)۔

آیات ۱۰ تا ۱۳

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش دشمن کے ہاتھوں

وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا ؕ	اور ہو گیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل بے قرار
اِنۡ کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ	اور قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دیتیں راز کو
لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا	اگر نہ ہوتا کہ ہم نے مضبوط کر دیا اُن کے دل کو
لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰﴾	تا کہ وہ رہیں مومنوں میں سے۔
وَ قَالَتۡ لِاُخۡتِہٖ قُصِّیۡہِ ۫	اور اُنہوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے تم پیچھے پیچھے چلو موسیٰ علیہ السلام کے
فَبَصُرَتۡ بِہٖ عَنۡ جُنُبٍ	اور وہ دیکھتی رہی اُنہیں ایک طرف سے
وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾	اور آلِ فرعون (اِس کی) خبر نہیں رکھتے تھے۔
وَ حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ	اور ہم نے حرام کر دیں اُن پر ساری دودھ پلانے والیاں اِس سے پہلے
فَقَالَتۡ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ	تو کہا موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کیا میں بتاؤں تمہیں
عَلٰۤی اَہۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ	ایسے گھر والوں کے بارے میں جو پرورش کریں اِس بچہ کی تمہارے لیے
وَ ہُمۡ لَہٗ نٰصِحُوۡنَ ﴿۱۲﴾	اور وہ اِس کے خیر خواہ ہوں گے۔

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ	پس ہم نے لوٹا دیا موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی والدہ کی طرف
كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا	تاکہ ٹھنڈی ہوں اُن کی آنکھیں
وَلَا تَحْزَنَ	اور وہ غم نہ کریں
وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	اور وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع	لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدائی سے اُن کی والدہ بے قرار ہو گئیں۔ قریب تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارت و رہنمائی دوسروں کو بتا دیتیں لیکن اللہ نے اُنہیں صبر و سکون دیا اور راز کو پوشیدہ رکھنے کی ہمت عطا فرمائی۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تابوت میں ڈال کر دریا میں بہا دیا گیا تو اُن کی بہن ذرا فاصلے پر تابوت کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔ اِس طرح وہ بھی فرعون کے باغ میں پہنچ گئیں۔ پھر جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کسی بھی خاتون کا دودھ قبول نہ کیا تو اُن کی بہن نے پیشکش کی کہ وہ ایک ایسی خاتون کو لا سکتی ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دودھ بھی پلائیں گی اور پوری ذمے داری سے اُن کی دیکھ بھال بھی کریں گی۔ یوں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون کے محل میں آ گئیں، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کرتی رہیں اور فرعون اُنہیں اِس خدمت کا معاوضہ ادا کرتا رہا۔ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ. (دشمنوں نے چال چلی اور اللہ نے تدبیر فرمائی، بلاشبہ اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔ سورہ آلِ عمران آیت: ۵۴)۔

آیت ۱۴

علم و حکمت کی عطا... نبوت کی تمہید

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى	اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام اپنی عمر کی پختگی کو اور ہو گئے پورے توانا

اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ	ہم نے دی اُنہیں حکمت اور علم
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پوری طرح سے بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں علم و حکمت کی دولت عطا فرمائی۔ علم و حکمت کی یہ عطا نبوت کی تمہید ہے۔ نبوت کے ظہور سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو سچے خوابوں، الہام یا کشف وغیرہ کے ذریعے عجائباتِ قدرت کا علم عطا کرنا شروع کر دیتا تھا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اِسی شان کا بیان ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتلِ خطا

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا	اور موسیٰ علیہ السلام داخل ہوئے شہر میں جس وقت غفلت میں تھے شہر والے
فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ۫	تو انہوں نے پایا اُس میں دو آدمیوں کو جو لڑ رہے تھے
هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ	یہ اُن کی قوم میں سے تھا
وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ	اور یہ اُن کے دشمنوں میں سے
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ	پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام سے اُس نے جو اُن کی قوم میں سے تھا
عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ	اُس کے خلاف جو اُن کے دشمنوں میں سے تھا
فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۫	تو گھونسا مارا اُسے موسیٰ علیہ السلام نے پھر کام تمام کر دیا اُس کا
قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ	کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہ ہے شیطان کے عمل میں سے

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۵﴾	بلا شبہ وہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔
قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِىۡ	عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب! بے شک میں نے ظلم کیا اپنی جان پر
فَاغۡفِرۡ لِىۡ	پس بخش دے مجھے
فَغَفَرَ لَهٗ ؕ	تو اللہ نے بخش دیا اُنہیں
اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶﴾	بے شک اللہ ہے ہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا۔
قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ	عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب! جیسا کہ تو نے انعام کیا ہے مجھ پر
فَلَنۡ اَكُوۡنَ ظَهِيۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۷﴾	پس میں ہر گز نہ بنوں گا مدد گار مجرموں کا۔

یہ آیات اُس واقعہ کو بیان کر رہی ہیں کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ایک قتلِ خطا ہوا۔ وہ ایک روز شہر میں صبح کے وقت داخل ہوئے جب کہ لوگ سو رہے تھے اور شہر میں سناٹا تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی یعنی قبطی ایک اسرائیلی پر تشدد کر رہا ہے۔ اسرائیلی نے آپ کو مدد کے لیے پکارا۔ آپ نے قبطی کو ظلم کی سزا دینے کے لیے گھونسا رسید کیا۔ گھونسے کی ضرب ایسی کاری ثابت ہوئی کہ قبطی گرا اور مر گیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اِس پر ندامت ہوئی۔ اُنہوں نے اِسے شیطان کا عمل قرار دیا اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرنے کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے معافی قبول فرمائی اور اُنہیں خواب یا الہام کے ذریعے بخشش کی بشارت دی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عہد کیا کہ میں کبھی بھی کسی مجرم کا مدد گار نہیں بنوں گا۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کی تفسیر میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اِس عہد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یہ عہد بہت وسیع الفاظ میں ہے۔ اِس سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ میں کسی مجرم فرد کا مدد گار نہیں بنوں گا، بلکہ اِس سے مراد یہ بھی ہے کہ میری امداد و اعانت کبھی اُن لوگوں کے ساتھ نہ ہوگی، جو دنیا میں ظلم و ستم کرتے ہیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ

اور متعدد دوسرے مفسرین نے اِس کا یہ مطلب بالکل ٹھیک لیا ہے کہ اُسی روز سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اُس کی حکومت سے قطع تعلق کر لینے کا عہد کر لیا، کیونکہ وہ ایک ظالم حکومت تھی اور اُس نے خدا کی زمین پر ایک مجرمانہ نظام قائم کر رکھا تھا۔ اُنھوں نے محسوس کیا کہ کسی ایمان دار آدمی کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ ایک ظالم سلطنت کا کل پرزہ بن کر رہے اور اُس کی حشمت و طاقت میں اضافے کا موجب بنے۔“

آیات ۱۸ تا ۱۹

قتل خطا کا راز فاش ہو گیا

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ	پھر صبح کی موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں ڈرتے ہوئے محسوس کر رہے تھے خطرہ
فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ	تو اچانک وہی شخص جس نے مدد مانگی تھی اُن سے گزشتہ روز چیخ کر فریاد کر رہا تھا اُن سے
قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے
اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾	بلاشبہ تم واقعی کھلے گمراہ ہو۔
فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ	پھر جب چاہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ ہاتھ ڈالیں اُس پر جو اُن دونوں کا دشمن تھا
قَالَ يٰمُوْسٰٓى	تو بول اٹھا اسرائیلی اے موسیٰ علیہ السلام!
اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ	کیا آپ چاہتے ہیں کہ قتل کر دیں مجھے
كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖۗ	جیسے آپ نے قتل کیا ہے ایک فرد کو گزشتہ روز

اِنۡ تُرِیۡدُ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ جَبَّارًا فِی الۡاَرۡضِ	آپ نہیں چاہتے مگر یہ کہ بن کر رہیں سر کش زمین میں
وَ مَا تُرِیۡدُ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ﴿۱۹﴾	اور آپ نہیں چاہتے کہ ہوں اصلاح کرنے والوں میں سے۔

قتل خطا کے واقعے کے بعد اگلے ہی روز سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ گذشتہ روز اُنہوں نے جس اسرائیلی کی مدد کی تھی وہ آج ایک اور قبطی سے جھگڑ رہا ہے۔ اسرائیلی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی۔ آپ نے اُسے ڈانٹا کہ تم ہی روز جھگڑتے ہو۔ پھر اسرائیلی کو ملامت کرنے کے بعد جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ قبطی کو پکڑ کر اُس اسرائیلی کو اُس سے نجات دلائیں تو اسرائیلی نے سمجھا کہ آپ مجھے ڈانٹ کر شاید اب مجھے مارنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اُس نے قتل خطا کا راز فاش کر دیا اور کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ مجھے اِسی طرح مار دیں گے جیسے آپ نے کل ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مدین میں پناہ لینا

وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡعٰی ۫	اور آیا ایک شخص شہر کے دور والے کنارے سے دوڑتا ہوا
قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ الۡمَلَاَ یَاۡتَمِرُوۡنَ بِکَ	اُس نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام! بے شک سردار مشورہ کر رہے ہیں آپ کے بارے میں
لِیَقۡتُلُوۡکَ	تاکہ وہ قتل کر دیں آپ کو
فَاخۡرُجۡ	پس نکل جایئے یہاں سے
اِنِّیۡ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیۡنَ ﴿۲۰﴾	بے شک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں

فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ	تو نکلے موسیٰ علیہ السلام اُس شہر سے ڈرتے ہوئے محسوس کرتے ہوئے خطرہ
ع ۸/۵ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۲۱ ع	پکارا اے میرے رب! بچالے مجھے ظالم قوم سے۔
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلۡقَآءَ مَدۡيَنَ	اور جب اُنہوں نے رخ کیا مدین کی طرف
قَالَ عَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يَّهۡدِيَنِىۡ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ۝۲۲	کہنے لگے امید ہے میرے رب سے کہ لے جائے مجھے سیدھی راہ پر۔

فرعون تک یہ اطلاع پہنچ گئی کہ قبطی کا قتل سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اُس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ اُس کے دربار میں ایک شخص کی ہمدردیاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ وہ فوری طور پر دوڑتا ہوا آیا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے فیصلہ سے آگاہ کر دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کی اور مصر سے روانہ ہو گئے تاکہ کسی محفوظ مقام پر جا کر پناہ لے سکیں۔ پھر مدین کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بحفاظت مدین کے علاقے میں پہنچا دیا۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

خواتین کا مثالی طرزِ عمل

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ	اور جب وہ پہنچے مدین کے پانی (کے گھاٹ) پر
وَجَدَ عَلَيۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسۡقُوۡنَ ۖ	پایا اُس پر لوگوں کے ایک گروہ کو جو پانی پلا رہے تھے (اپنے جانوروں کو)
وَوَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَيۡنِ تَذُوۡدٰنِ ۚ	اور اُنہوں نے پایا اُن کے علاوہ دو خواتین کو جو اپنے جانور روک رہی تھیں

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ	پوچھا موسیٰ علیہ السلام نے تمہارا کیا معاملہ ہے؟
قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ	اُنہوں نے کہا ہم پانی نہیں پلاتیں یہاں تک کہ واپس چلے جائیں چرواہے
وَ اَبُوْنَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾	اور ہمارے والد بڑے بوڑھے ہیں۔
فَسَقٰی لَهُمَا	تو آپ علیہ السلام نے پانی پلایا اُن کے لیے (اُن کے جانوروں کو)
ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ	پھر آپ پلٹے سائے کی طرف
فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾	تو عرض کی اے میرے رب! بے شک میں اُس کا، جو آپ نازل فرمادیں میری طرف بھلائی میں سے، محتاج ہوں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے تو ایک عجیب منظر دیکھا۔ پانی کے ایک گھاٹ پر چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ البتہ دو خواتین ایک طرف کھڑی تھیں اور اپنے جانوروں کو گھاٹ کی طرف جانے سے روک رہی تھیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو افسوس ہوا کہ چرواہے صنفِ نازک کا احترام نہیں کر رہے۔ آپ کے دریافت کرنے پر خواتین نے بتایا کہ ہمارے والد ضعیف اور کمزور ہیں۔ گھر پر اور کوئی مرد نہیں لہٰذا جانوروں کو چرانے اور پانی پلانے کی ذمے داری ہمیں ادا کرنی پڑتی ہے۔ ہم مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچنے کے لیے اُس وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں جب تک یہ لوگ کنویں پر ہوتے ہیں۔ جب یہ چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بکریوں کو پلاتے ہیں۔ اُن خواتین نے طویل مضمون ایک مختصر سے فقرے میں بیان کیا جس سے اُن کی حیاداری کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک غیر مرد سے زیادہ بات نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ "معارف القرآن" میں اِن آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگرچہ یہ واقعہ اُس زمانے کا ہے جبکہ عورتوں پر پردہ لازم نہیں تھا جس کا سلسلہ اسلام کے بھی ابتدائی زمانے تک جاری رہا۔ ہجرت مدینہ کے بعد عورتوں کے لیے پردے کے احکام نازل ہوئے، لیکن اُس وقت بھی پردے کا جو اصل مقصد ہے وہ طبعی شرافت اور حیا کے سبب عورتوں میں موجود تھا کہ ضرورت کے باوجود مردوں کے ساتھ اختلاط گوارانہ کیا اور تکلیف اٹھانا قبول کیا۔ چوتھا یہ کہ عورتوں کا اِس طرح کے کاموں کے لیے باہر نکلنا اُس وقت بھی پسندیدہ نہیں تھا اِسی لیے اُنہوں نے اپنے والد کے معذور ہونے کا عذر بیان کیا"۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے چرواہوں کو ہٹا کر پہلے اُن خواتین کے جانوروں کو پانی پلایا۔ پھر ایک درخت کے سایہ میں آ کر اللہ تعالیٰ سے پردیس کی بے کسی میں مدد کی یوں التجا کی کہ "اے میرے رب! تو جو خیر میری جھولی میں ڈال دے، میں اُسی کا محتاج ہوں"۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ	پھر آئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس اُن دونوں میں سے ایک خاتون جو چل رہی تھی بڑی شرم کے ساتھ
قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ	کہا اُس خاتون نے بے شک میرے والد بلا رہے ہیں آپ کو
لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ	تاکہ وہ آپ کو بدلہ دیں اُس کا جو آپ نے پانی پلایا ہے ہمارے لیے
فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ	تو جب آئے موسیٰ علیہ السلام اُس کے والد کے پاس اور بیان کیا اُن کے سامنے حال
قَالَ لَا تَخَفْ ۫ۗ	اُنہوں نے کہا مت ڈریے

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵	آپ بچ کر نکل آئے ہیں ظالم قوم سے۔
قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ	کہااُن دونوں میں سے ایک خاتون نے اے اباجان! آپ ملازمت پر رکھ لیں اِنہیں
اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝۲۶	بے شک بہتر آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہ ہے جو قوی امانت دار ہو۔
قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ	کہا شیخ مدین نے بے شک میں چاہتا ہوں کہ نکاح کر دوں آپ کے ساتھ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا
عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ	اِس پر کہ آپ ملازمت کریں میرے پاس آٹھ سال تک
فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا	اور اگر آپ پورے کر دیں دس سال
فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ	تو یہ آپ کی طرف سے ہوگا
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ	اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی مشقت ڈالوں آپ پر
سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷	اور آپ پائیں گے مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں میں سے۔
قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات طے ہوئی میرے اور آپ کے درمیان
اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ	دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کروں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو گی

عٓ	وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع	اور اللہ اُس پر جو ہم کہہ رہے ہیں نگران ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور مدین میں اُنہیں تمام سہولیاتِ زندگی عطا فرمادیں۔ جن خواتین کے ساتھ اُنہوں نے حسن سلوک کیا تھا اُنہوں نے جا کر اپنے والد یعنی شیخ مدین کو تمام ماجرا کہہ سنایا۔ شیخ مدین نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے ایک بیٹی کو بھیجا۔ وہ خاتون بالفاظِ قرآنی تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ "نہایت شرم وحیا سے چلتی ہوئی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی"۔ گویا قرآنِ کریم خواتین کی شرم وحیا کی صفت کو خاص طور پر نمایاں کر کے بیان کر رہا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی محبوب بندیوں کا وصفِ مطلوب ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے شیخ مدین کو اپنی پوری داستان سنائی۔ شیخ مدین نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا کہ اس علاقے میں فرعون کی عملداری نہیں ہے۔ شیخ مدین کو ایک بیٹی نے مشورہ دیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ملازمت پر رکھ لیا جائے کیونکہ یہ قوت والے اور امانت دار ہیں اور بلاشبہ یہ ایک اچھے ملازم کے اوصاف ہیں۔ شیخ مدین کی بیٹیوں کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت داری کا تجربہ ہو چکا تھا۔ شیخ مدین نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو پیشکش کی کہ اگر وہ آٹھ یا دس سال تک اُن کے کاموں میں معاونت پر راضی ہوں تو وہ اُن کو نہ صرف رہائش دیں گے بلکہ ایک بچی کا نکاح بھی اُن سے کر دیں گے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشکش قبول فرمالی۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ظہورِ نبوت ورسالت

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ	پس جب پوری کر دی موسیٰ علیہ السلام نے مدت
وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ	لے کر چلے اپنے گھر والوں کو
اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ	اُنہوں نے دیکھی طور پہاڑ کی طرف آگ
قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا	فرمایا اپنے گھر والوں سے ذرا ٹھہرو
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا	بے شک میں نے دیکھی ہے آگ

لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ	شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر
اَوۡ جَذۡوَۃٍ مِّنَ النَّارِ	یا آگ میں سے کوئی انگارہ
لَعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾	تاکہ تم حرارت حاصل کر سکو۔
فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا	تو جب وہ آئے آگ کے پاس
نُوۡدِیَ مِنۡ شَاطِیِٔ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ	پکارا گیا وادی کے دائیں کنارے سے
فِی الۡبُقۡعَۃِ الۡمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ	درخت کے بابرکت حصے میں سے
اَنۡ یّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۰﴾	اے موسیٰ علیہ السلام! بے شک میں اللہ ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام شیخ مدین کے ساتھ خدمات کی طے شدہ مدت پوری کرنے کے بعد اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مصر روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر ایک رات اُنہیں طور پہاڑ کے قریب آگ دکھائی دی۔ اُنہوں نے گھر والوں سے کہا کہ میں آگ کے پاس جا رہا ہوں۔ وہاں موجود لوگوں سے راستے کی رہنمائی حاصل کروں گا یا چند انگارے لے آؤں گا تاکہ تم سردی سے بچنے کے لیے حرارت حاصل کر سکو۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور دو معجزات بطورِ نشانی عطا فرمائے۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے گئے معجزات

وَ اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ ؕ	(فرمایا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے) اور یہ کہ پھینک دو اپنا عصا

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ	تو جب دیکھا اُسے کہ وہ حرکت کر رہا ہے جیسے کہ وہ سانپ ہو
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ	تو وہ پلٹے پیٹھ پھیر کر اور واپس نہیں مڑے
يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫	(فرمایا اللہ نے) اے موسیٰ علیہ السلام! سامنے آیئے اور مت ڈریے
اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾	بے شک آپ محفوظ لوگوں میں سے ہیں۔
اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ	ڈالیے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں
تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ؗ	وہ نکلے گا بالکل سفید ہو کر بغیر کسی بیماری کے
وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ	اور ملا لیا کریں اپنے جسم سے اپنا بازو خوف کی صورت میں
فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ ؕ	یہ دو نشانیاں ہیں آپ کے رب کی طرف سے فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾	بے شک وہ ہیں نافرمان لوگ۔

منصبِ نبوت ورسالت پر فائز کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے عطا کیے۔ پہلا یہ کہ اُن کا عصا زمین پر ڈالتے ہی ایک سانپ کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ دوسرا یہ کہ اُن کا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالنے کی صورت میں چمکتا ہوا برآمد ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہ بھی فرمایا کہ جب کبھی کوئی خطرناک موقع ایسا آئے جس سے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو جسم سے ملا لیں۔ اِس سے آپ کا دل قوی ہو جائے گا اور رعب ودہشت کی کیفیت باقی نہ رہے گی۔ اب اُنہیں حکم دیا گیا کہ وہ اِن نشانیوں کے ساتھ

فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف جائیں، اُنہیں زمین میں فساد پھیلانے سے روکنے کی کوشش کریں اور توحید پر ایمان لانے اور گناہوں سے توبہ کرنے کی دعوت دیں۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

سیدنا ہارون علیہ السلام کے لیے رسالت کا اعزاز

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ قَتَلۡتُ مِنۡهُمۡ نَفۡسًا	عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب! بے شک میں نے قتل کیا ہے اُن میں سے ایک فرد کو
فَاَخَافُ اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ ﴿۳۳﴾	تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ قتل کر دیں گے مجھے۔
وَ اَخِیۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا	اور میرا بھائی ہارون، وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے زبان کے اعتبار سے
فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ	تو بھیج دیجیے اُسے میرے ساتھ مدد کے لیے تاکہ وہ میری تصدیق کرے
اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ﴿۳۴﴾	بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ جھٹلادیں گے مجھے۔
قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیۡكَ	فرمایا اللہ نے کہ ہم ابھی مضبوط کرتے ہیں آپ کے بازو کو آپ کے بھائی کے ذریعے
وَ نَجۡعَلُ لَکُمَا سُلۡطٰنًا	اور طے کر دیں گے آپ دونوں کے لیے غلبہ
فَلَا یَصِلُوۡنَ اِلَیۡکُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚۛ معانقہ ۔ ۱۱	سو وہ نہیں پہنچ سکیں گے آپ دونوں تک میری نشانیوں کی وجہ سے

اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ ۝۳۵	آپ دونوں اور جنہوں نے آپ کی پیروی کی غالب آنے والے ہیں۔

اِن آیات میں سیدنا ہارون علیہ السلام کو رسالت کا منصب عطا کیے جانے کا ذکر ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ قتلِ خطا کی وجہ سے مجھے فرعون کی طرف سے انتقام کا اندیشہ ہے۔ اگر میرے بڑے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام کو بھی رسالت کے منصب پر فائز کر کے میری معاونت کے لیے فرعون کے دربار میں بھیجا جائے تو میرے لیے سہولت ہو گی۔ سیدنا ہارون علیہ السلام کو زیادہ فصاحت سے اپنی بات پیش کرنے کا سلیقہ بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اِس درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور فرعون کے مقابلے میں غلبے کی بشارت بھی دی۔ اللہ تعالیٰ ہر دین کے خادم کو اُس کے قریبی رشتہ داروں میں سے معاونت کرنے والے عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۳۶ تا ۳۷

آلِ فرعون کی حق دشمنی

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ	تو جب لائے فرعونیوں کے پاس موسیٰ علیہ السلام ہماری واضح نشانیاں
قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَرًى	اُنہوں نے کہا یہ نہیں ہے مگر گھڑا ہوا جادو
وَّمَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۳۶	اور ہم نے نہیں سنا ایسا اپنے پہلے باپ دادا میں۔
وَقَالَ مُوۡسٰى رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰى مِنۡ عِنۡدِهٖ	فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے میرا رب خوب جاننے والا ہے اُسے جو لایا ہے ہدایت اُس کی طرف سے
وَمَنۡ تَكُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ	اور اُسے جس کے لیے ہے آخرت کا گھر (جنت)۔

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۳۷	بے شک کامیاب نہیں ہوا کرتے ظالم۔

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے آلِ فرعون کو حق کی دعوت دی اور معجزات دکھائے تو اُنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ معجزات کو جادو قرار دیا اور آباء واجداد کے تصورات پر اڑے رہنے کا اعلان کیا۔ جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہی بہتر جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون گمراہی پر؟ ہمارے آخری انجام کا فیصلہ اُسی کے اختیار میں ہے۔ بلاشبہ حق قبول کرنے والے اور اُس کا ساتھ دینے والے کامیاب ہوں گے جبکہ گمراہ لوگ ظالم ہیں اور ظالم کبھی کامیاب ہو ہی نہیں سکتے۔

آیات ۳۸ تا ۴۲

فرعون کا مکروفریب اور برا انجام

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ	اور کہا فرعون نے اے سردارو! میں نہیں جانتا تمہارے لیے کوئی معبود اپنے سوا
فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ	پس بھڑکاؤ آگ میرے لیے اے ہامان گارے پر (اینٹیں بنانے کے لیے)
فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا	پھر بناؤ میرے لیے ایک اونچا محل
لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ	تاکہ میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو
وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳۸	اور بے شک میں واقعی خیال کرتا ہوں اُسے جھوٹوں میں سے۔
وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ	اور تکبر کیا اُس نے اور اُس کے لشکروں نے زمین میں ناحق
وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝۳۹	اور اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ ہماری طرف واپس نہیں لائے

	جائیں گے۔
فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ	تو ہم نے پکڑا اُسے اور اُس کے لشکروں کو
فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۚ	پھر پھینک دیا اُنہیں دریا میں
فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾	پس دیکھو کیسا ہوا انجام ظالموں کا۔
وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ	اور ہم نے اُنہیں ایسے پیشوا بنایا جو بلاتے تھے آگ کی طرف
وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾	اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہیں کی جائے گی۔
وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ	اور ہم نے پیچھے لگا دی اُن کے اِس دنیا میں لعنت
ع وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع	اور قیامت کے دن وہ ہوں گے بدحال لوگوں میں سے۔

فرعون نے اپنے سرداروں کے سامنے اعلان کیا کہ تمہارے لیے میرے سوا کوئی اور معبود نہیں یعنی تم نے صرف مجھے ہی حاکم سمجھ کر صرف میرے احکام و قوانین کی پابندی کرنی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے ایک مکروفریب کا منصوبہ بنایا۔ اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اونچا سا محل بنادو۔ میں اونچے محل کے ذریعے آسمانوں میں جاکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو دیکھنے کی کوشش کروں گا کیوں کہ مجھے زمین میں تو اُس کا معبود دکھائی نہیں دیتا۔ مکروفریب کا یہ منصوبہ دراصل توجہ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے ہٹانے کی ایک سازش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو حق دشمنی کی سزا دی اور دریا میں غرق کر دیا۔ وہ بعد میں آنے والوں کے لیے سرکشی کی یہ خبیث مثال قائم کر گئے کہ ظلم یوں کیا جاتا ہے، انکارِ حق پر ڈٹ جانے اور آخر وقت تک ڈٹے رہنے کی روش یہ ہوتی ہے۔ یہ راہ دکھا کر وہ جہنم میں چلے گئے اور سرکش لوگ اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اُسی انجام کی طرف جا رہے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک اُنہیں سرکشی کی ایک علامت بنا دیا اور لعن طعن اُن کے مقدر میں کر دی۔ پھر آخرت میں اُن کی صورتیں بگاڑ کر اُنہیں بری طرح ذلیل کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی کے آخری سانس تک حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۴۳

تورات کے محاسن

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب
مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَہۡلَکۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰی	اِس کے بعد کہ ہم نے ہلاک کیا پہلی نسلوں کو
بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ	(یہ کتاب) آنکھیں کھول دینے والے دلائل والی تھی لوگوں کے لیے
وَ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً	اور ہدایت اور رحمت تھی
لَّعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴۳﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کئی قوموں کی اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل زمین کے وارث بنے اور اُن کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی۔ تورات میں تین طرح کے محاسن تھے:

1. یہ غافل انسانوں کی آنکھیں کھول دینے والی یعنی اُنہیں حق کی طرف متوجہ کرنے والی تھی۔
2. یہ حق کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لیے ہدایت تھی۔
3. یہ ہدایت پالینے والوں کے لیے رحمت تھی کیونکہ ہر نعمت اُسی وقت نعمت ہے جب اُس سے استفادہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کے مطابق کیا جائے۔

موجودہ تورات میں یہ محاسن نہیں کیوں کہ اُس میں تحریف کر دی گئی ہے۔ اب قرآنِ حکیم ہے جو مذکورہ بالا محاسن سے مزین ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۶

گذشتہ واقعات کا بیان ... رسالتِ محمدی کا ثبوت

وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ	اور اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم! نہیں تھے آپ (موجود طور کے) مغربی طرف
اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ	جب ہم نے بھیجا موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کی طرف حکم (رسول بنانے کا)
وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾	اور نہ تھے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم (اِس واقعے کو) دیکھنے والوں میں سے۔
وَ لٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا	اور لیکن ہم نے پیدا کیں کئی نسلیں
فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ	پھر طویل ہو گئی اُن پر مدت
وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ	اور نہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم رہتے تھے مدین والوں میں
تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا	کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم سناتے اُنہیں ہماری آیات
وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور لیکن ہم ہی ہیں رسول بھیجنے والے۔
وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ	اور نہ تھے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم طور پہاڑ کے کنارے پر
اِذْ نَادَيْنَا	جب ہم نے پکارا تھا (موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کو)
وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ	لیکن یہ (وحی کے ذریعے آگاہی) رحمت ہے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کے رب کی طرف سے
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ	تا کہ آپ خبر دار کریں اُنہیں، نہیں آیا جن کے پاس کوئی خبر دار کرنے والا اِس سے پہلے

لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ۝٤٦	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان ہوئی کہ گذشتہ واقعات کا حکیمانہ اسلوب میں بیان اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ مصر، مدین یا کوہِ طور کے پاس موجود نہ تھے کہ وہاں ظہور پزیر ہونے والے واقعات کی تفصیل بتائیں۔ اِسی طرح آپ ﷺ کو نہ کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کرتے دیکھا گیا اور نہ ہی اہل کتاب کے پاس جا کر تفصیلات جاننے کی کوشش کرتے دیکھا گیا کہ کوئی کہہ سکے کہ آپ ﷺ نے دیگر ذرائع سے اِن واقعات کا علم حاصل کیا ہے۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے ماضی کے واقعات بتائے تا کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کو اور بالخصوص اُن مکہ والوں کو جن کے پاس ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا تھا، کائنات کے اصل حقائق سے آگاہ کر دیں اور اُنہیں عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ کریں۔

آیات ۴۷ تا ۵۰

مشرکین مکہ کے بے بنیاد عذر

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ	اور (اے نبی ﷺ!) اگر نہ ہوتا ایسا کہ (آپ آتے اِن کی طرف)، آپڑتی اُن پر کوئی مصیبت اُن اعمال کی وجہ سے جو اُنہوں نے آگے بھیجے ہیں
فَيَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا	تو وہ کہنے لگتے اے ہمارے رب!
لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا	کیوں نہیں آپ نے بھیجا ہماری طرف کوئی رسول
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ	پھر ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی
وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝٤٧	اور ہم ہو جاتے مومنوں میں سے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا	جب آ گیا اُن کے پاس حق ہماری طرف سے
قَالُوْا لَوْ لَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی ؕ	کہنے لگے کیوں نہ دی گئی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اُس طرح کی (لکھی ہوئی کتاب) جیسی دی گئی تھی موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو
اَوَ لَمْ یَکْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ۚ	اور کیا وہ انکار نہیں کر چکے اُس کتاب کا جو دی گئی تھی موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اِس سے پہلے
قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۛ وقفۃ	کہتے رہے کہ یہ دونوں(قرآن اور تورات) ایک دوسرے کے مددگار جادو ہیں
وَ قَالُوْٓا اِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾	اور یہ بھی کہا کہ بے شک ہم اِن سب کا انکار کرنے والے ہیں۔
قُلْ فَاْتُوْا بِکِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	فرمایئے لے آؤ کوئی کتاب اللہ کی طرف سے
هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَآ	جو زیادہ ہدایت والی ہو اِن دونوں کتابوں سے
اَتَّبِعْهُ	میں پیروی کروں گا اُس کی
اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۹﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ	پھر اگر وہ قبول نہ کریں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بات
فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ	تو جان لیجیے کہ بلاشبہ وہ پیروی کر رہے ہیں اپنی خواہشات کی
وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِ ؕ	اور کون زیادہ گمراہ ہو گا اُس سے جو پیروی کرے اپنی خواہشات کی بغیر اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۰﴾ ع ۵	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالموں کو۔

یہ آیات مشرکین مکہ کے حق سے اعراض کے جواز کے طور پر پیش کیے جانے والے بے بنیاد عذر کی حقیقت واضح کر رہی ہیں۔ اگر مشرکین مکہ پر اُن کے شرک اور جرائم کی پاداش میں بغیر کسی رسول کے بھیجے ہوئے عذاب آتا تو فریاد کرتے کہ اے اللہ! تو نے کسی رسول اور اپنی کتاب کے ذریعے سے ہماری ہدایت کا اہتمام کیوں نہ کیا۔ اگر رسول آتے تو ہم اُن پر ایمان لاتے اور تیرے احکام کی پیروی کرتے۔ پھر جب رسول ﷺ آچکے ہیں تو اب یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اِن رسول ﷺ کو بھی بیک وقت لکھی ہوئی کتاب دی جائے جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی گئی تھی۔ حالانکہ یہ لوگ تورات کی تعلیمات کی بھی مخالفت کر چکے ہیں۔ یہ تورات اور قرآن دونوں کو ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے اور شرک کی یکساں مذمت کرنے والے معاون قرار دے رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی طرف سے مشرکین مکہ کو چیلنج دیا گیا کہ تم قرآن اور تورات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اور کتاب لے آؤ جو اِن دونوں سے زیادہ صحیح ہدایت فراہم کرنے والی ہو، میں اُس کتاب کی پیروی کروں گا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمادیا کہ مشرکین مکہ اِس چیلنج کو کبھی بھی قبول نہیں کریں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی نہیں بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ اُس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو خواہشاتِ نفس کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت پر ترجیح دے؟ اللہ تعالیٰ ایسے بے انصافوں کو ہدایت نہیں دے گا۔

آیات ۵۱ تا ۵۵

اہلِ کتاب کے لیے تحسین و بشارت

وَ لَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَہُمُ الۡقَوۡلَ	اور یقیناً ہم مسلسل بھیجتے رہے اُن کی طرف اپنا کلام
لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۱﴾	تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔
اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِہٖ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب اِس سے پہلے

النصف

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٢	وہ اِس کلام پر ایمان لا رہے ہیں۔
وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ	اور جب اِسے پڑھا جاتا ہے اُن کے سامنے
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ	وہ پکار اُٹھتے ہیں ہم ایمان لے آئے اِس پر
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ	بے شک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے
اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝٥٣	بے شک ہم تھے اِس سے پہلے بھی مسلمان۔
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ	یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا اُن کا اجر دو مرتبہ
بِمَا صَبَرُوْا	اِس لیے کہ اُنھوں نے صبر کیا
وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ	اور وہ دور کرتے ہیں برائی کو اچھائی سے
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٥٤	اور اُس میں سے جو ہم نے رزق دیا ہے اُنہیں خرچ کرتے ہیں۔
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ	اور جب وہ سنتے ہیں کوئی بے ہودہ بات
اَعْرَضُوْا عَنْهُ	ٹل جاتے ہیں اُس سے
وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا	کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ	اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ	سلام ہو تم پر
لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝٥٥	ہم نہیں اُلجھتے جاہلوں سے۔

اِن آیات میں اہلِ مکہ کی محرومی اور اہلِ کتاب کے صالح عنصر کی خوش بختی کا بیان ہے۔ مکہ والوں کے سامنے قرآنِ حکیم تسلسل کے ساتھ نازل ہوتا رہا لیکن وہ ہدایت قبول کرنے سے محروم رہے۔ دوسری طرف حبشہ سے عیسائیوں کا ایک وفد آیا اور ایک ہی بار قرآنِ کریم سن کر ایمان لے آیا۔ مکہ والوں نے اُن کی توہین کی اور نازیبا کلمات کہے لیکن اُنہوں نے جواب میں صبر اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، گالیاں دینے والوں کو سلام کیا اور اُن کی برائی کا جواب بھلائی سے دیا۔ عیسائی کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے قبل آنے والے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے لہٰذا مسلمان تھے۔ اب نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاکر گویا دوبارہ مسلمان ہوئے اِس لیے اُنہیں دہرے اجر کی بشارت دی گئی۔ دہرے اجر کی بشارت ایک حدیثِ مبارکہ میں اِس طرح بیان ہوئی:

"تین اشخاص کو ان کی نیکیوں کا اجر دگنا ملے گا۔ پہلا وہ شخص جس کی ملکیت میں کنیز ہو، وہ اسے تعلیم دے اور عمدہ تعلیم دے، اسے ادب سکھائے اور عمدہ ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے اسی کے ساتھ نکاح کرلے تو اسکے لیے دگنا اجر ہے، دوسرا اہل کتاب میں سے مومن شخص جو پہلے بھی مومن تھا اور پھر ایمان لائے نبی اکرم ﷺ پر تو اس کے لیے دگنا اجر ہے اور تیسرا وہ غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی"۔ (بخاری)

آیت ۵۶

کسی کو ہدایت صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے

اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ	بے شک اے نبی ﷺ! آپ ہدایت نہیں دے سکتے
مَنۡ اَحۡبَبۡتَ	جسے آپ ﷺ پسند کریں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ	اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾	اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

نبی اکرم ﷺ کو انتہائی دکھ تھا کہ حبشہ سے آکر لوگ ایمان لے آئے لیکن مکہ والے اِس نعمت سے محروم رہے۔

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے

گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا !

خاص طور پر ابو طالب کے ایمان نہ لانے پر آپ ﷺ شدید غمگین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ آپ ﷺ کی ذمے داری حق کو پہنچا دینا ہے۔ آپ ﷺ یہ ذمے داری بخوبی ادا فرمارہے ہیں۔ البتہ کسی کو ہدایت دینا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون واقعی مخلص اور ہدایت کا طلب گار ہے۔ ہر داعی کے لیے اِس آیت میں ایک واضح پیغام ہے کہ وہ لوگوں کے مایوس کن طرزِ عمل سے ہمت نہ ہارے۔ اُس کا کام صرف حق کی طرف بلانا ہے۔ اگر وہ استقامت، خلوص اور ہمدردی سے یہ کام کر رہا ہے تو اپنی ذمے داری ادا کر رہا ہے۔ لوگوں کا دعوت قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہے۔ وہ جس میں حق کی تڑپ پائے گا اُسے ضرور ہدایت دے گا۔

آیات ۵۷ تا ۵۹

کیا توحید کا اقرار تباہ کر دے گا؟

وَ قَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ	اور مشرکین نے کہا اگر ہم نے پیروی کی ہدایت کی آپ کے ساتھ
نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ	تو ہمیں نکال باہر کیا جائے گا اپنی اِس سرزمین سے
اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا	اور کیا ہم نے آباد نہیں کیا اُنہیں امن والے حرم میں
يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ	لائے جاتے ہیں جس کی جانب پھل ہر جنس کے
رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا	رزق کے طور پر ہماری طرف سے
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾	لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ	اور ہم نے تباہ کیا کتنی ہی بستیوں کو
بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ج	وہ اترارہی تھیں اپنی معیشت پر
فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ	تو یہ ہیں اُن کے گھر
لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ط	جو آباد نہیں کیے گئے اُن کے بعد مگر بہت کم
وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵۸	اور ہم ہی ہمیشہ وارث بننے والے ہیں۔
وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى	اوراے نبی ﷺ! نہیں ہے آپ کا رب تباہ کرنے والا بستیوں کو۔
حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا	یہاں تک کہ وہ بھیجتا ہے اُن کے مرکز میں رسول
يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ج	جو پڑھ کر سناتے ہیں اُنہیں ہماری آیات
وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى	اور ہم نہیں ہیں تباہ کرنے والے بستیوں کو
اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝۵۹	مگر جب اُن کے رہنے والے ظالم ہوں۔

مشرکین مکہ دہائی دیتے تھے کہ اگر ہم نے بت پرستی کی نفی کردی تو پورا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا۔ وہ ہمارے تجارتی راستے بند کر دیں گے اور مکہ پر حملہ کر کے ہمیں نیست و نابود کر دیں گے۔ جواب میں فرمایا گیا:

1. اللہ تعالیٰ نے حدودِ حرم میں جنگ کی ممانعت کر دی ہے جس کا احترام تمام قبائل عرب بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا مکہ پر حملہ ناممکن ہے۔
2. دعائے ابراہیم علیہ السلام کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا مکہ والوں پر یہ احسان ہے کہ یہاں ہر طرح کے میوے دنیا بھر سے آتے رہیں گے۔ لہٰذا مکہ والوں کے لیے بھوک سے مرنے کا کوئی امکان نہیں۔

3. جمے ہوئے کاروبار، چلتی ہوئی تجارت اور مضبوط معیشت تباہی سے نہیں بچاسکتی۔ ماضی میں اپنی معیشت پر ناز کرنے والی گذشتہ قوموں کی تباہی و بربادی کی نہایت عبرتناک مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اُن کی تباہ شدہ بستیاں بہت کم ہی دوبارہ آباد ہوئیں۔

4. اللہ تعالیٰ نے کسی بستی کو تباہ کرنے سے پہلے اُس میں رسول بھیجے۔ رسول کے آنے کے بعد بستی والوں کا معاملہ نازک ہو جاتا ہے۔ رسول اپنی واضح دعوت اور پاکیزہ کردار کے ذریعے حجت تمام کر دیتے ہیں۔ پھر اُن کی دعوت کو جھٹلانے والے ظالم تباہ ہو کر رہتے ہیں۔ لہٰذا مکہ والوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔

آیات ۶۰ تا ۶۱

دنیا کے فائدے عارضی اور گھٹیا ہیں

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ	اور جو بھی تمہیں دیا گیا ہے کسی چیز میں سے
فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ	سو وہ سامانِ عیش ہے دنیا کی زندگی کا اور اُسی کی زینت ہے
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۭ	اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے
ع اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۶۰	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔
اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا	تو کیا وہ شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا اچھا وعدہ
فَهُوَ لَاقِيْهِ	پھر وہ پانے والا ہے اُسے
كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	اُس کی طرح ہے جسے ہم نے فائدے کے لیے دیا دنیا کی زندگی کا سامانِ عیش
ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۶۱	پھر وہ روزِ قیامت ہو پکڑ کر حاضر کیے جانے والوں میں سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ دنیا کا مال واسباب وقتی بھی ہے اور گھٹیا بھی۔ آخرت کی نعمتیں دائمی اور اعلیٰ ہیں۔ وہ لوگ واقعی احمق ہیں جو دنیا میں اپنی معیشت کی خوشحالی کو حق کا ساتھ دینے پر ترجیح دیں۔ ایسے لوگ گھاٹے کا سودا کرتے ہیں جو عارضی دنیا میں تو عیش کرلیں لیکن آخرت کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں قیدی بن کر جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھتے رہیں۔ ایک عقل مند انسان لازماً اِس کو ترجیح دے گا کہ دنیا میں چند سال پابندیاں برداشت کرلے لیکن یہاں سے ایسی بھلائیاں کما کرلے جائے جو آخرت کی دائمی زندگی میں اُس کے لیے ہمیشہ کے عیش کا ذریعہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی عقل مندی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۲ تا ۶۶

روزِ قیامت مشرکین کی بے بسی اور ذلت

وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ	اور اُس روز اللہ پکارے گا اُنہیں
فَیَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیۡنَ کُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۶۲﴾	پھر پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم (میرا شریک ہونے کا) دعویٰ کیا کرتے تھے؟
قَالَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡقَوۡلُ	کہیں گے وہ لوگ جن پر ثابت ہوگیا (اللہ کے عذاب کا) قول
رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَغۡوَیۡنَا ۚ	اے ہمارے رب! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا
اَغۡوَیۡنٰہُمۡ کَمَا غَوَیۡنَا ۚ	ہم نے گمراہ کیا اُنہیں جیسے ہم خود گمراہ ہوئے
تَبَرَّاۡنَاۤ اِلَیۡکَ ۫	ہم اعلانِ برأت کرتے ہیں آپ کے سامنے
مَا کَانُوۡۤا اِیَّانَا یَعۡبُدُوۡنَ ﴿۶۳﴾	وہ نہیں کیا کرتے تھے ہماری عبادت۔

وَ قِيۡلَ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ	اور کہا جائے گا پکارو اپنے شریکوں کو
فَدَعَوۡهُمۡ	پھر وہ پکاریں گے اُنہیں
فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ	اور وہ جواب نہیں دیں گے اُنہیں
وَ رَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ	اور وہ دیکھیں گے عذاب
لَوۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۶۴﴾	کاش کہ وہ ہدایت پا لیتے۔
وَ يَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ	اور اُس روز اللہ پکارے گا اُنہیں
فَيَقُوۡلُ مَاذَاۤ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۶۵﴾	پھر پوچھے گا تم نے کیا جواب دیا تھا رسولوں کو؟
فَعَمِيَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَنۡۢبَآءُ يَوۡمَئِذٍ	تو تاریک ہو جائیں گی اُن پر تمام خبریں اُس روز
فَهُمۡ لَا يَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾	پھر وہ ایک دوسرے سے نہ پوچھ سکیں گے۔

یہ آیات روزِ قیامت مشرکین کی لاچاری و ذلت کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے وہ خود ساختہ معبود جن کے بارے میں تم بڑا بااختیار ہونے اور میرا شریک ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے؟ مشرکین کے معبودانِ باطل یعنی دنیادار مذہبی و سیاسی پیشوا کہیں گے کہ ہم خود گمراہ تھے اور ہم نے اِن کو بھی گمراہ کیا۔ البتہ یہ ہماری نہیں بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کی بندگی کرتے تھے۔ نفسانی خواہشات کی تسکین کے لیے ہماری گمراہ کن باتوں کو قبول کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مشرکین سے کہے گا کہ پکارو اپنے معبودوں کو۔ وہ پکاریں گے لیکن پکار کا کوئی جواب نہ آئے گا، اب وہ عذاب کا سامنا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا اُن سے کہ تم نے میرے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ وہ شرم کے مارے نہ سر اٹھا سکیں گے، نہ کوئی جواب دے سکیں گے اور نہ ہی کسی اور سے کچھ پوچھ سکیں گے۔

آیت ۶۷

مشرکین کے لیے فلاح کا راستہ ... سچی توبہ

فَاَمَّا مَنۡ تَابَ	تو وہ جس نے توبہ کی
وَ اٰمَنَ	اور ایمان لایا
وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور عمل کیا اچھا
فَعَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ مِنَ الۡمُفۡلِحِیۡنَ ﴿۶۷﴾	پس امید ہے کہ وہ ہوگا کامیاب ہونے والوں میں سے۔

یہ آیت شرک جیسا جرم کرنے والوں کو بھی فلاح کا راستہ دکھا رہی ہے۔ وہ راستہ ہے سچی توبہ کرنا جس کا تقاضا یہ ہے کہ:

1. گناہ پر دلی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بخشش کے لیے رجوع کیا جائے۔
2. سچے دل سے کلمۂ توحید پڑھ کر اپنے ایمان کی تجدید کی جائے۔
3. احکامِ شریعت کے مطابق عمل کر کے توبہ کی سچائی کا ثبوت پیش کیا جائے۔ احکام شریعت پر عمل کا مظہر یہ بھی ہے کہ اگر کسی بندے کے ساتھ زیادتی کی ہے تو اُس کی تلافی کی جائے اور اُسے راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

بشارت دی گئی کہ سچی توبہ کرنے والے ہمیشہ ہمیش کی کامیابی حاصل کر لیں گے۔

آیات ۶۸ تا ۷۰

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عالی شان عظمت

وَ رَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخۡتَارُ ؕ	اور تمہارا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور چن لیتا ہے (جسے چاہتا ہے)
مَا کَانَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ ؕ	نہیں ہے دوسروں کے لیے کوئی اختیار

سُبۡحٰنَ اللّٰہِ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۸﴾	پاک ہے اللہ اور بلند و برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔
وَ رَبُّکَ یَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُہُمۡ	اور بے شک تمہارا رب جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اُن کے سینے
وَ مَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۶۹﴾	اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں
وَ ہُوَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ	اور وہی اللہ ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاُوۡلٰی وَ الۡاٰخِرَۃِ ۫	اُسی کے لیے ہے شکر دنیا میں اور آخرت میں
وَ لَہُ الۡحُکۡمُ	اور اُسی کا حکم چلتا ہے
وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۷۰﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

سابقہ آیات میں معبودانِ باطل کی نفی کے بعد ان آیات میں معبودِ حقیقی کی عظمت بیان کی جارہی ہے۔اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کے حسبِ ذیل پہلو بیان کیے گئے:

1. وہ ہر شے کا خالق ہے اور جو چاہے تخلیق فرماتا ہے۔
2. وہ جسے چاہتا ہے عزت و فضیلت سے نوازتا ہے۔
3. کل اختیار اُسی کے لیے ہے اور اُس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔
4. وہ ہر طرح کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔
5. وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے، یہاں تک کہ اُسے معلوم ہے کہ ایک شخص کیا ظاہر کر رہا ہے اور کیا چھپا رہا ہے؟
6. اِس دنیا میں حمد کے لائق صرف وہی ہے اور آخرت میں بھی حمد اُسی کے لیے ہو گی۔
7. دنیا اور آخرت میں فیصلہ کرنے اور اُسے نافذ کرنے کا اختیار اُسی کو حاصل ہے۔

8. روزِ قیامت اُسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے اور ہر فرد کے لیے کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ بھی وہی فرمائے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت کو حاصل کرنے سے عاجز ہیں لیکن دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین!۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

سلسلۂ روز و شب ... اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ	اے نبی ﷺ! پوچھیے کیا تم دیکھتے ہو
اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمُ الَّيۡلَ سَرۡمَدًا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ	اگر طاری کر دے اللہ تم پر رات کو مسلسل روزِ قیامت تک
مَنۡ اِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِضِيَآءٍ ؕ	کون سا معبود ہے اللہ کے سوا جو لے آئے تمہارے پاس روشنی؟
اَفَلَا تَسۡمَعُوۡنَ ۝۷۱	تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟
قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ	اے نبی ﷺ! پوچھیے کیا تم دیکھتے ہو
اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمُ النَّهَارَ سَرۡمَدًا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ	اگر طاری کر دے اللہ تم پر دن کو مسلسل روزِ قیامت تک
مَنۡ اِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِلَيۡلٍ تَسۡكُنُوۡنَ فِيۡهِ ؕ	کون سا معبود ہے اللہ کے سوا جو لے آئے تمہارے پاس رات تم آرام کرتے ہو جس میں؟
اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ۝۷۲	تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ	اور یہ اللہ کی رحمت میں سے ہے کہ اُس نے بنائے تمہارے لیے دن اور رات
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ	تاکہ تم آرام کرو رات میں
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ	اور تلاش کرو اللہ کے فضل میں سے (دن میں)
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۳	اور تاکہ تم شکر کرو۔

سلسلہ رُوز و شب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی اور نعمت ہے۔ یہ رات اور دن کا نظام خود بخود نہیں چل رہا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ بندوں پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو کون دن کا اُجالا لا سکتا ہے؟ اِسی طرح اگر وہ ہمیشہ کے لیے دن طاری کر دے تو کون ہے جو سکون دینے والی تاریکی بر آمد کر سکتا ہے؟ بلاشبہ اُس نے رات انسانوں کے آرام کے لیے بنائی ہے اور دن مختلف سر گرمیوں کے لیے جد وجہد کی غرض سے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۴ تا ۷۵

خود ساختہ معبود کام نہ آئیں گے

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ	اور اُس روز اللہ پکارے گا اُنہیں
فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۷۴	پھر پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم (میرا شریک ہونے کا) دعویٰ کیا کرتے تھے؟
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا	اور ہم نکالیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ
فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ	پھر ہم کہیں گے لاؤ اپنی دلیل

فَعَلِمُوۡۤا اَنَّ الۡحَقَّ لِلّٰهِ	تو وہ جان لیں گے کہ سچ بات اللہ ہی کی ہے
وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ۞ ؏	اور کھو جائے گا اُن سے جو وہ گھڑتے رہے تھے جھوٹ۔

اِن آیات میں ایک بار پھر یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ روزِ قیامت کوئی خود ساختہ معبود کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں تمہارے من گھڑت معبود؟ پھر ہر اُمت کے رسول، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس امت پر گواہ بن کر آئیں گے۔ وہ گواہی دیں گے کہ اُنہوں نے اُمت تک توحید کی دعوت پہنچانے کا حق ادا کر دیا تھا۔ مشرکین کے پاس اپنے شرک کا کوئی جواز نہ ہوگا۔ بے بسی اور لاچاری کے اُس عالم میں کوئی اُن کے کام نہ آئے گا۔

آیات ۷۶ تا ۷۷

قارون کو اہل خیر کی نصیحت

اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى	بے شک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا
فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ ۖ	پس اُس نے سرکشی کی اُن پر
وَاٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ ۗ	اور ہم نے دیے اُسے خزانے اتنے کہ بلاشبہ اُن کی چابیاں یقیناً مشکل سے اٹھتی تھیں ایک طاقتور جماعت سے
اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ لَا تَفۡرَحۡ	جب کہا اُس سے اُس کی قوم نے مت اترا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ ۞	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا اترانے والوں کو
وَابۡتَغِ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮكَ اللّٰهُ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ	اور تلاش کر اُسے جو دیا ہے اللہ نے تجھے آخرت کا گھر
وَلَا تَنۡسَ نَصِيۡبَكَ مِنَ الدُّنۡيَا	اور مت بھول اپنا حصہ دنیا سے

وَ اَحۡسِنۡ كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ	اور بھلائی کر جیسے بھلائی کی اللہ نے تیرے ساتھ
وَ لَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ	اور مت خواہش کر فساد کی زمین میں
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۷۷﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا فساد پھیلانے والوں کو۔

مال و دولت پر مرنے والوں اور اِسی کو کامیابی کا معیار سمجھنے والوں کی عبرت کے لیے اِن آیات سے قارون کے واقعہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ قارون کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا۔ وہ دنیوی مفادات کی خاطر فرعون جیسے سفاک دشمن کا ایجنٹ بن کر اپنی ہی قوم پر ظلم کر رہا تھا۔ اُس کے مال و دولت کے خزانے اِس قدر کثیر تھے کہ اُن کی محض کنجیوں کو اٹھانے کے لیے قوت والے مزدوروں کی بڑی نفری درکار ہوتی تھی۔ وہ اِس دولت کے نشے میں تکبر کر رہا تھا اور زمین میں ظلم و ستم کر کے فساد مچا رہا تھا۔ قوم کے اہلِ خیر نے اُسے نصیحت کی کہ:

1. زمین میں ناحق تکبر نہ کرو، اللہ تعالیٰ کو تکبر کرنے والے ناپسند ہیں۔
2. دولت کے ذریعے نیک کام کر کے آخرت کے لیے اَجر و ثواب کی صورت پیدا کرو۔
3. بخل نہ کرو اور دولت سے دنیا کی جائز نعمتیں حاصل کر کے استفادہ کرو۔
4. جیسے اللہ تعالیٰ نے تم پر احسانات کیے ہیں تم بھی نیکیوں کے ذریعے اُس کا شکر ادا کرو۔
5. لوگوں پر ظلم و ستم کر کے زمین میں فساد نہ مچاؤ، اللہ تعالیٰ کو فساد کرنے والے پسند نہیں ہیں۔

آیت ۷۸

اپنے علم اور قابلیت پر ناز

قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ عِنۡدِىۡ ؕ	کہا قارون نے مجھے دیا گیا ہے مال اُس علم کی بنا پر، جو میرے پاس ہے

اَوَ لَمۡ يَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَهۡلَكَ مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنَ الۡقُرُوۡنِ	اور کیا اُس نے نہیں جانا کہ اللہ ہلاک کر چکا ہے اُس سے پہلے کئی نسلیں
مَنۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُ قُوَّةً	جو تھیں زیادہ طاقتور اُس سے
وَّ اَكۡثَرُ جَمۡعًا ؕ	اور زیادہ تھیں مال جمع کرنے میں
وَلَا يُسۡـَٔلُ عَنۡ ذُنُوۡبِهِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۷۸﴾	اور پوچھا نہیں جاتا ایسے مجرموں سے اُن کے گناہوں کے بارے میں۔

اہل خیر کی نصیحت کے جواب میں قارون نے اکڑ کر کہا کہ مجھے مال و دولت اپنے علم، صلاحیت اور قابلیت کی بنیاد پر حاصل ہوا ہے۔ گویا یہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں بلکہ یہ میرا حق ہے جو مجھے ملا ہے۔ ارشاد ہوا کہ کیا وہ جانتا نہیں کہ ماضی میں کتنی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا حالانکہ وہ طاقت اور مال و دولت کے اعتبار سے کہیں آگے تھیں۔ پھر عذاب دیتے وقت مجرموں سے اُن کے گناہوں کا کوئی عذر یا جواز پوچھا نہیں جاتا۔ لہٰذا ہر آن ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

آیات ۷۹ تا ۸۰

اللہ تعالیٰ کا انعام کسے ملے گا؟

فَخَرَجَ عَلٰى قَوۡمِهٖ فِىۡ زِيۡنَتِهٖ ؕ	پھر (ایک روز) نکلا قارون اپنی قوم کے سامنے اپنی زیب وزینت کے ساتھ
قَالَ الَّذِيۡنَ يُرِيۡدُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا	کہا اُن لوگوں نے جو چاہتے تھے دنیا کی زندگی
يٰلَيۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ قَارُوۡنُ ۙ	اے کاش! ہمارے لیے بھی ہوتا ویسا جیسا دیا گیا ہے قارون کو
اِنَّهٗ لَذُوۡ حَظٍّ عَظِيۡمٍ ﴿۷۹﴾	بلاشبہ وہ ہے یقیناً بہت بڑے نصیب والا۔

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ	اور کہا اُن لوگوں نے جنہیں علم دیا گیا تھا
وَیۡلَکُمۡ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لِّمَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ	افسوس ہے تم پر! اللہ کا عطا کردہ بدلہ بہتر ہے اُس کے لیے جو ایمان لایا اور اُس نے عمل کیا اچھا
وَ لَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾	اور نہیں دی جاتی یہ نعمت مگر صبر کرنے والوں کو۔

قارون ایک روز اپنی پوری شان و شوکت سے شہر میں نمودار ہوا۔ دنیاداروں نے حسرت سے کہا کہ کاش ہمیں بھی قارون جیسا مال و دولت عطا ہو۔ ایسے میں علمِ حقیقت رکھنے والوں نے کہا کہ نہیں، اصل اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ انعام ہے۔ یہ انعام دنیا میں شریعت پر عمل سے ملنے والا سکون اور پاکیزہ روزی اور آخرت کی دائمی اور اعلیٰ نعمتوں سے بھری ہوئی جنت ہے۔ یہ انعام اُن خوش نصیبوں کو عطا کیا جائے گا جو ایمان لانے کے بعد اعمالِ صالحہ کر رہے ہوں۔ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اُس کی نافرمانی سے پرہیز اور حق کی راہ میں آنے والی مشقتوں پر صبر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال ؎

جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۸۱ تا ۸۲

قارون کی عبرتناک بربادی

فَخَسَفۡنَا بِہٖ وَ بِدَارِہِ الۡاَرۡضَ ۟ قف	تو ہم نے دھنسا دیا اُسے اور اُس کے گھر کو زمین میں
فَمَا کَانَ لَہٗ مِنۡ فِئَۃٍ یَّنۡصُرُوۡنَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ٭ ق	پھر نہ تھی اُس کے لیے کوئی جماعت جو مدد کرتی اُس کی اللہ کے مقابلے میں

وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِیۡنَ ﴿۸۱﴾	اور نہ وہ اِس قابل تھا کہ ہوتا بدلہ لینے والوں میں سے۔
وَ اَصۡبَحَ الَّذِیۡنَ تَمَنَّوۡا مَکَانَہٗ بِالۡاَمۡسِ	اور ہو گئے وہ لوگ جو تمنا کرتے تھے اُس جیسا ہونے کی کل تک
یَقُوۡلُوۡنَ وَیۡکَاَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ	کہنے لگے ارے! گویا اللہ ہی تو کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَ یَقۡدِرُ ۚ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے)
لَوۡ لَاۤ اَنۡ مَّنَّ اللّٰہُ عَلَیۡنَا	اگر اللہ نہ کرتا احسان ہم پر
لَخَسَفَ بِنَا ؕ	تو دھنسا دیتا ہمیں بھی
وَیۡکَاَنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ع	ارے! بے شک کامیاب نہیں ہوا کرتے کافر۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ایک روز قارون اپنے جملہ مال واسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب کوئی اُس کا مددگار نہ تھا جو اُسے تباہی سے بچا سکتا اور نہ وہ خود اِس قابل تھا کہ اس انجام کا بدلہ لے سکتا۔ وہی لوگ جو کل تک اُس کی طرح دولت مند بننے کی تمنا کر رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ وہ اُس تباہی سے بچ گئے جو قارون پر آئی تھی۔ وہ جان گئے کہ کسی کو زیادہ رزق دینے کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے بہت خوش ہے۔ اِس کے برعکس کسی کا رزق تنگ ہے تو اِس کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہے۔ اُنہیں یہ غلط فہمی تھی کہ دنیوی خوشحالی اور دولت مندی ہی فلاح ہے اور وہ سمجھ رہے تھے کہ قارون بڑی فلاح پا رہا ہے۔ اب اُنہیں معلوم ہو گیا کہ حقیقی فلاح کسی اور ہی چیز کا نام ہے اور وہ کافروں کو نصیب نہیں ہوتی۔ حقیقی فلاح اللہ تعالیٰ کے دیے پر راضی رہنے ہی میں ہے نہ کہ مال و دولت اور اقتدار و حکومت میں۔

آیت ۸۳

آخرت کا حسین انجام کس کے لیے ہے؟

تِلۡكَ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ نَجۡعَلُهَا لِلَّذِيۡنَ لَا يُرِيۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِى الۡاَرۡضِ	یہ آخرت کا گھر، ہم خاص کر دیں گے اُسے اُن کے لیے جو نہیں چاہتے بڑا بننا زمین میں
وَلَا فَسَادًا ؕ	اور نہ ہی (چاہتے ہیں) فساد
وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۝۸۳	اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی ہے کہ آخرت کا اجر و ثواب اور جنت کی نعمت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو:

1. فرعون کی طرح زمین میں سرکشی، تکبر اور اپنی بڑائی قائم نہیں کرتے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر رہتے ہیں اور فرعون کی طرح اللہ کے بندوں کو اپنا بندہ بنا کر رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔
2. قارون کی طرح زمین میں فساد نہیں مچاتے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اُس کے قوانین کی اطاعت سے نکل کر آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے وہ سراسر فساد ہی فساد ہے۔ فساد کا ایک جزو وہ ہے جو قارون کی طرح حرام طریقوں سے دولت سمیٹنے اور حرام راستوں میں خرچ کرنے سے برپا ہوتا ہے۔

آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ روزِ قیامت حسین انجام اُن کے لیے ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہنے والے اور اُس کی نافرمانیوں سے بچنے والے ہوں۔ گویا آخرت میں کامیابی کے لیے بڑائی اور فساد سے بچنے کے ساتھ ساتھ تقویٰ اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

آیت ۸۴

نیکی اور بدی کے نتیجے کا فرق

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ	جو کوئی لائے گا ایک بھلائی
فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ	تو اُس کے لیے اُس سے بہتر بدلہ ہے
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ	اور جو کوئی لائے گا ایک برائی
فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ	تو بدلہ نہیں دیا جائے گا اُن کو جو کر رہے ہیں برائیاں
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾	مگر اُسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہ آیت خوشخبری سنا رہی ہے کہ جس شخص نے نیکی کی اور پھر اُس کی نیکی کسی گناہ کی وجہ سے ضائع نہ ہوئی تو اُسے روزِ قیامت کئی گنا اجر ملے گا۔اِس کے برعکس جس بدنصیب نے برائی کی اور پھر اُس سے توبہ نہ کی تو اُسے برائی کا بالکل ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

آیت ۸۵

خدمتِ قرآن کا اعلیٰ صلہ

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ	اے نبی ﷺ! بے شک وہ اللہ جس نے فرض کیا ہے آپ پر قرآن (کی تبلیغ و اقامت)
لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ	وہ ضرور واپس لانے والا ہے آپ کو آپ کی چاہت کی جگہ
قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى	فرمائیے میرا رب خوب جاننے والا ہے اُسے جو لایا ہے ہدایت

وَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾	اور اُسے جو کھلی گمراہی میں ہے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی گئی کہ جس رب تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآنِ حکیم لوگوں تک پہنچانے اور اِس کے احکام کے نفاذ کی بھاری ذمے داری ڈالی ہے، وہ آپ ﷺ کو ضرور کامیابی کی اُن منازل تک پہنچائے گا جو آپ ﷺ کو پسند ہیں۔ دنیا میں آپ ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور آخرت میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قربت کے اعلیٰ ترین مقام یعنی مقامِ محمود پر فائز ہوں گے۔ البتہ دنیا میں وقتی طور پر مشکلات ہیں۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کی تعلیمات قبول کر رہے ہیں اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کون کیا کر رہا ہے، وہ ہر ایک کو اُس کے عمل کے اعتبار سے بدلہ دے دے گا۔

آیات ۸۶ تا ۸۸

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا

وَ مَا کُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا	اور اے نبی ﷺ! آپ تو نہیں رکھتے تھے امید
اَنۡ یُّلۡقٰۤی اِلَیۡکَ الۡکِتٰبُ	کہ نازل کی جائے گی آپ کی طرف کتاب
اِلَّا رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ	مگر رحمت ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَکُوۡنَنَّ ظَہِیۡرًا لِّلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾	سو آپ ﷺ ہر گز نہ ہوں کافروں کے مدد گار۔
وَ لَا یَصُدُّنَّکَ عَنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ	اور وہ کسی صورت روکنے نہ پائیں آپ ﷺ کو اللہ کی آیات سے
بَعۡدَ اِذۡ اُنۡزِلَتۡ اِلَیۡکَ	اِس کے بعد کہ وہ نازل کی گئی ہیں آپ ﷺ کی طرف
وَ ادۡعُ اِلٰی رَبِّکَ	اور بلائیے اپنے رب کی طرف
وَ لَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۸۷﴾	اور ہر گز نہ ہوں مشرکین میں سے۔

	وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ	اور مت پکار اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو
وقف لازم	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قف	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
	كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ	ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کی ذات کے
	لَهُ الْحُكْمُ	اُسی کا حکم چلتا ہے
ع	وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۸۸ ع	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

مکی دور کے آخر میں مشرکین مکہ آپ ﷺ کو پیشکش کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کچھ ہماری مان لیں اور ہم کچھ آپ ﷺ کی مان لیں گے۔ایک معینہ مدت تک آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ پھر ہم اتنی ہی مدت آپ ﷺ کے معبودِ واحد کی عبادت کریں گے۔ اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت ورسالت اپنے خاص فضل سے عطا فرمائی ہے۔اب اُس کے شکر کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ اُسی کے ہو کر رہیں اور کافروں کے اتحادی نہ بنیں۔ خیال رکھیں کہ کہیں کافر آپ ﷺ کو شرک کی طرف آمادہ کر کے اللہ تعالیٰ کے واضح احکام سے پھیر نہ دیں۔ آپ ﷺ صرف اور صرف اُسی کی بندگی کریں۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اُسی کی ذات ہمیشہ قائم ودائم رہنے والی ہے، ہر فیصلے کا اختیار اُسی کے پاس ہے اور روزِ قیامت اُسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

سورۃ العنکبوت

صبر واستقامت کی تلقین

سورۂ عنکبوت مکی دور میں ایک ایسے پس منظر میں نازل ہوئی جب کفار کی طرف سے اہلِ ایمان پر تشدد اور مار پیٹ کا بازار گرم تھا۔

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو نرمی اور سختی دونوں ہی طرح سے صبر اور حق پر ڈٹے رہنے کی تلقین فرمائی۔

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۱۳ — صبر واستقامت کی تلقین
- آیات ۱۴تا۴۰ — صبر واستقامت کے بارے میں رسولوں کی مثالیں
- آیات ۴۱تا۴۴ — مشرکانہ تصورات کی حقیقت
- آیات ۴۵تا۶۹ — اہل ایمان کے لیے ہدایات۔ مشرکین کے لیے وعیدیں

آیات ۱ تا ۴

جنت کا حصول آسان نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾	الف۔لام۔میم۔
اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا	کیا سمجھ لیا ہے لوگوں نے کہ وہ چھوڑ دیے جائیں گے
اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا	(اِس پر) کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے
وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾	اور اُنھیں آزمایا نہ جائے گا۔
وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ	اور یقیناً ہم نے آزمایا تھا اُن کو جو اِن سے پہلے تھے

فَلَيَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا	پھر اللہ ظاہر کرکے رہے گا اُن کو جو سچے ثابت ہوئے
وَ لَيَعۡلَمَنَّ الۡكٰذِبِيۡنَ ۝۳	اور وہ ظاہر کرکے رہے گا جھوٹوں کو۔
اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّسۡبِقُوۡنَا ؕ	یا سمجھ لیا ہے اُن لوگوں نے جو کر رہے ہیں برے کام کہ وہ بچ کر نکل جائیں گے ہم سے
سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ۝۴	براہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ محض زبان سے ایمان کا اقرار اُنہیں جہنم سے بچالے گا اور جنت میں پہنچادے گا۔ اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعے ظاہر کردے گا کہ کون صدقِ دل سے ایمان لایا ہے اور کون محض زبانی کلامی ایمان کا دعوے دار ہے۔ ماضی میں قوموں کی آزمائش اللہ تعالیٰ کی اِس سنت کی گواہ ہے۔ حق کے مخالفین نے نہ صرف زبان سے اہل حق کو ستایا بلکہ پانی وغذا کی بندش، قید وبند کی مشکلات اور تشدد اور مارپیٹ کے ذریعے بھی شدید اذیتوں سے دوچار کیا۔ کئی مومنوں کو تڑپا تڑپا کر شہید کردیا گیا۔اب بھی حق کی راہ پر چلنے والوں کو ایسے حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ البتہ جن ظالموں کے تشدد سے اہل ایمان کی آزمائش ہورہی ہے وہ کان کھول کر سن لیں کہ وہ بدترین انجام سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۵ تا ۷

تربیت کے لیے نرمی اور سختی دونوں ضروری ہیں

مَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰهِ	جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ سے ملنے کی
فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ	تو بے شک اللہ کا مقرر کردہ وقت یقیناً آنے والا ہے
وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝۵	اور وہی تو سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

وَ مَنۡ جَاهَدَ	اور جو کوئی جہاد کرتا ہے
فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفۡسِهٖ ؕ	تو بلاشبہ وہ تو جہاد کرتا ہے اپنے ہی لیے
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ۞	بے شک اللہ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے۔
وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
لَنُکَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ	ہم ضرور دور کردیں گے اُن سے اُن کی برائیاں
وَ لَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَحۡسَنَ الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۞	اور ہم ضرور بدلہ دیں گے اُنہیں بہترین اُس کا جو عمل وہ کرتے رہے ہیں۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو آزمائش میں ڈٹ جانے کی ہدایت دے رہی ہیں۔ البتہ اُن کی تربیت کے لیے نرمی اور سختی دونوں اسلوب اختیار کیے گئے ہیں۔ سختی کے اعتبار سے آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ بھی دین پر استقامت کے لیے مشقت اٹھا رہے ہیں وہ اپنے ہی اجر و ثواب کا سامان کر رہے ہیں۔ اِس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ نرمی کے اسلوب میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ بھی آج تشدد اور اذیتوں کا سامنا کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے حال سے واقف ہے۔ عنقریب اُنہیں اِس صبر و استقامت کا بھرپور صلہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ معاف فرمادے گا اور اُن کے حق پر ڈٹے رہنے اور دوسروں کو بھی دینِ حق کی دعوت دینے کے عمل کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیات ۸ تا ۹
والدین کی طرف سے شرک کرنے کا حکم

وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ حُسۡنًا ؕ	اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے ساتھ بھلائی کی

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ	اور اگر وہ دونوں مجبور کریں تمہیں
لِتُشْرِكَ بِیْ	کہ تم شریک کرو کسی کو میرے ساتھ
مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ	نہیں ہے تمہارے پاس جس کے لیے کوئی علم
فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ	تو مت کہنا مانو اُن کا
اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ	میری طرف ہی لوٹنا ہے تم سب کو
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۸	تو میں بتادوں گا تمہیں وہ جو تم کیا کرتے تھے۔
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۹	ہم ضرور شامل فرمادیں گے اُنہیں نیک لوگوں میں۔

اِن آیات میں اُن نوجوانوں کے مسئلے کے حوالے سے رہنمائی دی گئی جنہیں اُن کے والدین شرک کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ ہی نے دیا ہے۔البتہ اگر وہ شرک یا شریعت کی کسی نافرمانی پر مجبور کریں تو اب اُن کی بات نہیں مانی جائے گی۔ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق :

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ. (ابوداؤد)

”مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی خالق کی نافرمانی میں۔“

روزِ قیامت اولاد اور والدین سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ دے دیا جائے گا۔ دنیا میں اگر والدین ناراض ہو کر اولاد کو علیحدہ کر دیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کے ایسے علمبرداروں کو نیک لوگوں کی پاکیزہ

صحبت عطا فرمادے گا۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم کو مشرکہ والدہ نے گھر سے نکال دیا لیکن اب اُنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک رفاقت حاصل ہوگئی۔ تربیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے مکہ سے باہر جا کر قرآن کے مبلغ بننے کی سعادت حاصل کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ منورہ تبلیغ قرآن کے لیے بھیجا۔ آپ نے اپنی مؤثر تبلیغ کے ذریعے ایک سال کے دوران بہتر ۷۲ مردوں اور تین خواتین کو دائرۂ اسلام میں لانے کا شرف حاصل کیا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

اللہ ظاہر فرمادے گا کہ کون مومن ہے اور کون منافق؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	ہم ایمان لائے اللہ پر
فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ	پھر جب اُسے ستایا جاتا ہے اللہ کی راہ میں
جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ	وہ ٹھہراتا لوگوں کی طرف سے ستانے کو اللہ کے عذاب کی طرح
وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ	اور اگر آجائے کوئی مدد تمہارے رب کی طرف سے
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ	تو وہ ضرور کہیں گے کہ بے شک ہم تو تمہارے ساتھ تھے
اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰	تو کیا اللہ زیادہ باخبر نہیں ہے اِس سے جو کچھ جہان والوں کے سینوں میں ہے؟
وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور اللہ ظاہر کر کے رہے گا اُن کو جو ایمان لائے

وَ لَيَعۡلَمَنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ ﴿۱۱﴾	اور وہ ظاہر کر کے رہے گا منافقوں کو۔

یہ آیات منافقانہ کردار واضح کر رہی ہیں۔ جہاں سہولتیں اور فوائد ہوں وہاں منافق ساتھ دیتا ہے اور جہاں مال و جان کی قربانی کا معاملہ آئے منافق پیچھے ہٹ جاتا ہے۔اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعے ہر کلمہ گو مسلمان کے حقیقی کردار کو ظاہر فرمادے گا۔ حق کی خاطر جان و مال کی بازی لگانے والے، مومن ثابت ہوں گے اور دنیا کی خاطر، دین کے لیے قربانیوں سے گریز کرنے والے منافق قرار پائیں گے۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

نوجوانوں کے لیے کافر بزرگوں کا فریب

وَ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا	اُن لوگوں سے جو ایمان لائے
اتَّبِعُوۡا سَبِيۡلَنَا	پیروی کرو ہمارے راستے کی
وَ لۡنَحۡمِلۡ خَطٰيٰكُمۡ ؕ	اور ہم اٹھالیں گے تمہاری خطائیں
وَ مَا هُمۡ بِحٰمِلِيۡنَ مِنۡ خَطٰيٰهُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ	اور نہیں ہیں وہ اٹھانے والے اُن کی خطاؤں میں سے کچھ بھی
اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۲﴾	بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
وَ لَيَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَهُمۡ	اور وہ لازماً اٹھائیں گے اپنے بوجھ
وَ اَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِهِمۡ ۫	اور کچھ دوسرے بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ

وَ لَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع	اور ضرور اُن سے پوچھا جائے گا قیامت کے دن اُس کے بارے میں جو وہ گھڑتے رہے جھوٹ۔

ع ۱۳ ۱۴

مشرکین مکہ کے بڑے بوڑھے نوجوانوں کو بڑے میٹھے انداز میں سمجھاتے تھے کہ محمد ﷺ کی بات نہ مانو، ہمارے راستے پر چلو۔ اگر ہمارے راستے پر چلنا گناہ ہے تو ہم روزِ قیامت یہ گناہ اپنے سر لے لیں گے۔اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کے روز کوئی کسی کا گناہ اپنے ذمے نہ لے سکے گا۔ اگر توبہ نہ کی تو ہر ایک کو اپنے کیے ہوئے گناہ کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔البتہ گمراہ کرنے والوں کو دگنی سزا ملے گی۔اپنی گمراہی کا وبال بھی اُن پر آئے گا اور دوسروں کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی جھیلنا پڑے گا۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"جس نے کسی بھلائی کو جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا تو اُس کے لیے اجر ہے اور اُس کا اجر بھی ہے جس نے اِس بھلائی پر عمل کیا، عمل کرنے والے کے اجر میں کمی کیے بغیر۔اور جس نے کسی برائی کو جاری کیا پھر اُس پر عمل کیا تو اُس کے لیے وبال ہے اور اُس کا وبال بھی ہے جس نے اِس برائی پر عمل کیا عمل کرنے والے کے وبال میں کمی کیے بغیر۔" (ابنِ ماجہ)

آیات ۱۴ تا ۱۵

حضرت نوح علیہ السلام کی استقامت

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ	اور یقیناً ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی طرف
فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ	تو وہ رہے اُن میں پچاس کم ہزار برس
فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ	پھر آ پکڑا قوم کو طوفان نے
وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾	جبکہ وہ ظالم تھے۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ	پھر ہم نے بچالیا نوح علیہ السلام کو اور کشتی والوں کو

وَ جَعَلۡنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۵﴾	اور ہم نے بنادیا کشتی کو ایک نشانی تمام جہان والوں کے لیے۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان ۹۵۰ برس تک رہے اور اُنہیں حق کی دعوت دیتے رہے۔ قوم نے حق کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑی استقامت کے ساتھ حق کی راہ میں ڈٹے رہے۔ آخر کار ایک طوفان کے ذریعے مخالفینِ حق کو ہلاک کر دیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور اہلِ حق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک کشتی میں سوار ہوگئے اور طوفان کے شر سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کشتی کو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک یادگار بنا دیا۔ مکہ میں ظالموں کے ظلم وستم کا شکار ہونے والے مومنوں کو یہاں پیغام دیا گیا کہ تمہیں تو ابھی چند برس ہی ظلم وستم سہتے اور ایک گمراہ قوم کی ہٹ دھرمیاں برداشت کرتے گزرے ہیں، ذرا ہمارے بندے نوح علیہ السلام کے صبر وثبات اور عزم واستقلال کو دیکھو جنہوں نے نو سو پچاس برس تک اِن مصائب کا مقابلہ کیا۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

وَ اِبۡرٰهِيۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ	اور (ہم نے بھیجا) ابراہیم علیہ السلام کو جب اُنہوں نے کہا اپنی قوم سے
اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوۡهُ ؕ	عبادت کرو اللہ کی اور بچو اُس کی نافرمانی سے
ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶﴾	یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔
اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا	بے شک تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا چند بتوں ہی کی
وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا ؕ	اور تم گھڑتے ہو سراسر جھوٹ

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	بلا شبہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا
لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا	اختیار نہیں رکھتے تمہارے لیے کسی رزق کا
فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ	سو تم تلاش کرو اللہ کے ہاں ہی رزق
وَ اعۡبُدُوۡہُ	اور عبادت کرو اُس کی
وَ اشۡکُرُوۡا لَہٗ ؕ	اور اُس کا شکر کرو
اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾	اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
وَ اِنۡ تُکَذِّبُوۡا	اور اگر تم جھٹلاؤ
فَقَدۡ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِکُمۡ ؕ	تو جھٹلا چکی ہیں کئی امتیں تم سے پہلے
وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۸﴾	اور نہیں ہے رسول کے ذمے مگر صاف صاف پہنچا دینا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طویل عرصہ تک اپنی قوم کو دعوتِ حق دی جس کا لب لباب یہ تھا :

1. صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اُس کی نافرمانی سے بچو۔ اِسی میں تمہاری بھلائی ہے۔
2. اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر تمام معبود خود ساختہ یعنی تمہارے اپنے گھڑے ہوئے ہیں اور اُن کی کوئی حقیقت نہیں۔
3. تم باطل معبودوں کی عبادت کے حوالے سے نفع یا نقصان کی جو داستانیں بیان کرتے ہو وہ سب جھوٹی ہیں۔
4. انسانوں کو رزق اور تمام ضروریات اللہ تعالیٰ فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اُسی کا شکر ادا کرو اور اُس کے ساتھ من گھڑت معبودوں کو مت شریک کرو۔
5. کوئی چاہے نہ چاہے اُسے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے اور اُس کے لیے ہمیشہ ہمیش کی جنت یا جہنم کا فیصلہ اُسی نے کرنا ہے۔

6.اگر تم نے دعوتِ حق کو جھٹلادیاتو یہ روش ماضی میں بھی کئی قوموں نے اختیار کی تھی۔رسولوں کی ذمے داری صاف حق کا پیغام پہنچادیناہے لوگوں سے منوانا نہیں۔البتہ جو لوگ حق سے اعراض کریں گے وہ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے شدید عذاب سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۳

تمام انسانوں کے لیے درسِ عبرت

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا	اور کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا
كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ	کیسے ابتدا کرتا ہے اللہ تخلیق کی
ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ	پھر وہ دُہرائے گا اُسے
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۹﴾	بے شک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ	اے نبی ﷺ! فرمایئے چلو پھرو زمین میں
فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ	پھر دیکھو کیسے اُس نے ابتدا کی تخلیق کی
ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ ؕ	پھر اللہ ہی پیدا کرے گا اُسے دوسری پیدائش میں
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۰﴾ ۚ	بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ	وہ عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَيَرۡحَمُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ	اور رحم کرتا ہے جس پر چاہتا ہے
وَاِلَيۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴿۲۱﴾	اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے۔

وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ	اور تم نہیں ہو بے بس کرنے والے (اللہ کو) زمین میں
وَلَا فِى السَّمَآءِ‌	اور نہ ہی آسمان میں
ع وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۲۲	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جنہوں نے انکار کیا اللہ کی آیات کا
وَلِقَآئِهٖۤ	اور اُس کی ملاقات کا
اُولٰٓئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ	وہ ناامید ہو چکے ہیں میری رحمت سے
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۲۳	اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِن آیات میں تمام انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے :

1. اللہ تعالیٰ نے کائنات میں کیسی کیسی مخلوقات بنائی ہیں۔ وہ اللہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اُس کے لیے ایسا کرنا انتہائی آسان ہے۔
2. روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری حاضری ہو کر رہے گی۔ وہ جسے چاہے گا عذاب دے گا اور جسے چاہے گا بخش دے گا۔
3. کوئی مخلوق زمین یا آسمان میں کہیں بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتی۔ نہ ہی کوئی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس کی مدد کرنے والا یا حمایتی ہو گا۔
4. جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات اور آخرت میں اُس کے سامنے حاضری کا انکار کر رہے ہیں، وہ اُس کی رحمت سے مایوس ہوں گے اور دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	پھر نہ تھا جواب ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا
اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ	مگر یہ کہ اُنہوں نے کہا قتل کر دو اِنہیں یا جلا دو اِنہیں
فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ	تو بچا لیا اُنہیں اللہ نے آگ سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔
وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ	اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بے شک تم نے جو بنائے ہیں اللہ کے سوا بت
مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ	آپس کی دوستی کی وجہ سے ہیں دنیا کی زندگی میں
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ	پھر قیامت کے دن انکار کرے گا تم میں سے ایک دوسرے کا
وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫	اور لعنت کرے گا تم میں سے ایک دوسرے پر
وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ	اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے
وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ۖق	اور نہ ہوگا تمہارے لیے کوئی مددگار۔
فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ (وقف لازم)	تو دعوت قبول کر لی ابراہیم علیہ السلام کی لوط علیہ السلام نے

وَ قَالَ اِنِّىۡ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىۡ ؕ	فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بے شک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف
اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۲۶	بلاشبہ وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ	اور ہم نے عطا کیے اُنہیں اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام
وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالۡكِتٰبَ	اور ہم نے رکھ دی اُن کی اولاد میں نبوت اور کتاب
وَاٰتَيۡنٰهُ اَجۡرَهٗ فِى الدُّنۡيَا ۚ	اور ہم نے دیا اُنہیں اُن کا اجر دنیا میں
وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝۲۷	اور بے شک وہ آخرت میں یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا اور اُنہیں دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے آگ کو گل و گلزار بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو آگاہ کیا کہ تم جانتے ہو کہ مٹی کے بنائے ہوئے بت تمہارے کچھ کام نہیں آسکتے۔ لیکن یہ دنیا کی رشتہ داریوں اور تعلقات کے بندھن ہیں جن کی وجہ سے تم باطل تصورات پر اڑے ہوئے ہو۔ ایک دوسرے سے وابستہ مفادات اور ایک دوسرے کی ناراضی کا خوف ہے جو تمہارے پاؤں کی بیڑی بن چکا ہے۔ اب تم جان بوجھ کر حق کی طرف آنے سے اعراض کر رہے ہو۔ البتہ جان لو کہ قیامت کے دن کوئی تعلق کام نہ آئے گا۔ گمراہی میں مبتلا دوست اور رشتہ دار ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے کو اپنی گمراہی کا ذمے دار قرار دیں گے۔ وہاں تم سب کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی اور کوئی تمہاری مدد کے لیے نہ آئے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب محسوس کیا کہ اِس قوم سے کسی بھلائی کی توقع نہیں تو آپ نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ حضرت لوط علیہ السلام آپ پر ایمان لائے اور ساتھ ہی ہجرت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک رشتہ داروں سے کٹے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اسحق علیہ السلام جیسا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام جیسا پوتا عطا فرمایا۔ پھر اُن کی نسل میں نبوت کا سلسلہ جاری فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دنیا میں اِس طرح نوازا کہ

چار ہزار برس سے اُن کا نام روشن ہے اور قیامت تک رہے گا۔ تمام مسلمان، عیسائی اور یہودی اُنہیں اپنا امام مانتے ہیں۔ پھر آخرت میں بھی وہ اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۰

قومِ لوط کی خباثت

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ	اور (یاد کرو) لوط علیہ السلام کو جب اُنہوں نے فرمایا اپنی قوم سے
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ؗ	بے شک تم تو کرتے ہو وہ بے حیائی کا کام
مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾	نہیں کیا تم سے پہلے جسے کسی نے بھی جہان والوں میں سے۔
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ	کیا تم (شہوت کے مارے) آتے ہو مردوں پر
وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ	اور کاٹتے ہو (بقائے نسل کے اصل) راستے کو
وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ	اور کرتے ہو اپنی مجلسوں میں برے کام
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	تو نہ تھا جواب اُن کی قوم کا
اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ	مگر یہ کہ اُنہوں نے کہا لے آؤ ہم پر اللہ کا عذاب
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾	اگر تم سچوں میں سے ہو۔
ع ۳ ۸ ۱۵ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع	عرض کی لوط علیہ السلام نے اے میرے رب! مدد فرما میری فسادی لوگوں کے خلاف۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ تاریخ انسانی میں ہم جنس پرستی جیسے قبیح جرم کا ارتکاب سب سے پہلے قومِ لوط نے کیا۔ وہ بد بخت بھری محفلوں میں اِس جرم کا ارتکاب کرتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اُن کی اصلاح کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ سرکشی کی اِس انتہا کو پہنچے کہ حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل کر کے اپنی رسالت کی سچائی کا ثبوت پیش کرو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اِس سرکش قوم کے مقابلے میں مدد کرنے کی التجا کی۔

آیات ۳۱ تا ۳۵

قومِ لوط کا برا انجام

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ	اور جب لائے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری
قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ	کہنے لگے بے شک ہم ہلاک کرنے والے ہیں اِس بستی کے رہنے والوں کو
اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۚ﴿۳۱﴾	بے شک اِس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔
قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ	فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اِس بستی میں تو لوط علیہ السلام بھی ہیں
قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڼ وقفة	کہا فرشتوں نے ہم خوب جاننے والے ہیں اُنہیں جو اِس بستی میں ہیں
لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗٓ	ہم ضرور بچالیں گے لوط علیہ السلام کو اور اُن کے گھر والوں کو
اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڼ	سوائے اُن کی بیوی کے
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

وَ لَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا	اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط علیہ السلام کے پاس
سِیْٓءَ بِهِمْ	وہ غمگین ہوئے اُن کی وجہ سے
وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا	اور تنگ ہوئے اُن کی وجہ سے دل میں
وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ	کہا فرشتوں نے مت ڈریے
وَلَا تَحْزَنْ قف	اور نہ ہی غم کیجیے
اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ	بے شک ہم بچالیں گے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو
اِلَّا امْرَاَتَكَ	سوائے آپ کی بیوی کے
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝۳۳	وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔
اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ	بے شک ہم نازل کرنے والے ہیں اِس بستی کے رہنے والوں پر
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ	عذاب آسمان سے
بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ۝۳۴	اِس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔
وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ	اور یقیناً ہم نے چھوڑی اُس بستی میں
اٰیَةًۢ بَیِّنَةً	ایک واضح نشانی
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۳۵	اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط علیہ السلام پر عذاب نازل کرنے کے لیے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں بھیجا۔ وہ فرشتے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اُنہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی۔ پھر بتایا کہ ہم قومِ لوط کو تباہ کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اُس ظالم قوم کو سنبھلنے کے لیے کچھ مزید مہلت مل جائے۔ مگر اُن کی یہ خواہش پوری نہیں کی گئی کیونکہ اُس قوم پر عذابِ الٰہی کا نزول طے ہو چکا تھا۔ جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ اُنہیں خوبصورت لڑکوں کی صورت میں دیکھ کر گھبرائے۔ اُنہیں قوم کی طرف سے اِن مہمانوں کے ساتھ بری حرکت کا اندیشہ تھا۔ فرشتوں نے اُنہیں اپنی حقیقت بتا کر تسلی دی۔ پھر قوم پر عذاب کے فیصلہ سے آگاہ کیا اور بتایا کہ آپ اپنے اہل خانہ سمیت اِس عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ البتہ آپ کی بیوی کی ہمدردیاں فاسق قوم کے ساتھ ہیں اور اُس کا انجام بھی اُن کے ساتھ ہی ہوگا۔ اُس بدبخت قوم کی بستی کو الٹ دیا گیا اور اوپر سے کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ طویل عرصہ تک اُن کی بستی کے کھنڈرات بعد میں آنے والی قوموں کے لیے نشانِ عبرت بنے رہے۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

مجرم قوموں کی عبرتناک مثالیں

وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاہُمۡ شُعَیۡبًا ۙ	اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو
فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ	تو اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی
وَ ارۡجُوا الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ	اور امید رکھو آخرت کے دن کی
وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۳۶﴾	اور مت پھرو زمین میں فسادی بن کر۔
فَکَذَّبُوۡہُ	تو اُنہوں نے جھٹلا دیا شعیب علیہ السلام کو
فَاَخَذَتۡہُمُ الرَّجۡفَۃُ	تو پکڑ لیا اُنہیں زلزلے نے

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۳۷﴾	تو وہ ہو گئے اپنے گھر میں اوندھے گرے ہوئے۔
وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا	اور (ہم نے برباد کیا) عاد اور ثمود کو
وَ قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫	اور واضح ہو چکے ہیں تمہارے لیے اُن کے (تباہ شدہ) مکانات
وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ	اور خوشنما کر دیا اُن کے لیے شیطان نے اُن کے اعمال کو
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ	اور اُس نے روک دیا اُنہیں سیدھی راہ سے
وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ﴿۳۸﴾	حالانکہ وہ سمجھدار تھے۔
وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫	اور (ہم نے ہلاک کیا) قارون، فرعون اور ہامان کو
وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ	اور بلاشبہ لائے تھے اُن کے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح نشانیاں
فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ	تو اُنہوں نے تکبر کیا زمین میں
وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ﴿۳۹﴾	اور وہ نہیں تھے بچ نکلنے والے۔

اِن آیات میں چار مجرم قوموں کی روش بطورِ عبرت پیش کی گئی ہے۔ اصحابِ مدین نے سیدنا شعیب علیہ السلام کی دعوت حق کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک زلزلہ کے ذریعے اُنہیں برباد کر دیا۔ قومِ عاد اور قومِ ثمود نے باوجود سمجھدار ہونے کے رسولوں کی واضح تعلیمات کو قبول نہ کیا اور شیطان کی سجھائی ہوئی احمقانہ روش کو اختیار کر کے خسارے کا سودا کیا۔ فرعون، ہامان اور قارون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزوں کو جادو قرار دے دیا اور انتہائی تکبر کے ساتھ حق کی دعوت کو رد کر دیا۔ البتہ وہ اللہ کی قدرت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور تباہی کا شکار ہوئے۔

آیت ۴۰

عذاب کی چار صورتیں

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ	تو ہر ایک کو ہم نے پکڑا اُس کے گناہ کی وجہ سے
فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ	پھر اُن میں سے کوئی وہ تھا ہم نے بھیجی جس پر پتھراؤوالی ہوا
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ	اور اُن میں سے کوئی وہ تھا پکڑ لیا جسے ایک ہولناک آواز نے
وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ	اور اُن میں سے کوئی وہ تھا ہم نے دھنسا دیا جسے زمین میں
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ	اور اُن میں سے کوئی وہ تھا جسے ہم نے غرق کر دیا
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ	اور نہ تھا اللہ کہ ظلم کرتا اُن پر
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۰	اور لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

اِس آیت میں عذاب کی چار صورتیں بیان ہوئیں جن کے ذریعے بڑی بڑی تہذیبوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا:

1. تیز آندھی جس کے ذریعے ظالم قوموں پر کنکریاں برسائی گئیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر یہی عذاب آیا۔
2. زلزلہ جس کے ذریعے قومِ ثمود اور اصحابِ مدین کو ہلاک کیا گیا۔
3. زمین میں دھنسا دینا جس کے ذریعے قارون کو نیست و نابود کیا گیا۔
4. طوفان یا سمندر میں غرق کر دینا جیسا کہ قومِ نوح علیہ السلام اور آلِ فرعون کو تباہی سے دوچار کیا گیا۔

قوموں پر عذاب اُن کے اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے رسولوں کے ذریعے اُنہیں سیدھی راہ پر لانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اُنھوں نے دنیا کے وقتی مفادات کو ترجیح دی اور رسولوں کی دعوت کو رد کر دیا۔ اپنی بربادی و تباہی کے وہ خود ذمے دار تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

شرک کی حقیقت ... مکڑی کا جال

مَثَلُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ	اُن لوگوں کی مثال جنھوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا اور مددگار
کَمَثَلِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ ۚ	مکڑی کی مثال جیسی ہے
اِتَّخَذَتۡ بَیۡتًا ؕ	جس نے بنایا ایک گھر
وَ اِنَّ اَوۡہَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ ۘ (وقف منزل)	حالاں کہ بے شک سب گھروں میں زیادہ کمزور یقیناً مکڑی کا گھر ہے
لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾	کاش! وہ جان لیتے۔
اِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ	بے شک اللہ جانتا ہے اُنہیں جن کو وہ پکارتے ہیں اُس کے سوا کسی بھی چیز میں سے
وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۴۲﴾	اور وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
وَ تِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُہَا لِلنَّاسِ ۚ	اور یہ مثالیں، ہم بیان کرتے ہیں اِنہیں لوگوں کے لیے
وَ مَا یَعۡقِلُہَاۤ اِلَّا الۡعٰلِمُوۡنَ ﴿۴۳﴾	اور نہیں سمجھتے اِنہیں مگر وہی جو علم رکھتے ہیں۔

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ	بنایا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بامقصد
ع اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۴۴﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے مومنوں کے لیے۔

اِن آیات میں شرک کے جرم کی حقیقت واضح کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر معبودوں سے کسی چیز کی امید یا اُن پر اعتماد کرنا بالکل اِسی طرح ہے جیسے کسی مکڑی کا جال بنانا۔ مکڑی کا جال جس طرح انتہائی کمزور ہوتا ہے بالکل اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر بھروسہ اور اعتماد بھی بے فائدہ اور ناپائیدار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مشرکین کے خود ساختہ معبودوں کی لاچاری اور بے بسی سے خوب واقف ہے۔ زبردست اور کمالِ حکمت کا پیکر صرف وہی ہے۔ وہ گمراہ کن تصورات اور طرزِ عمل کو واضح مثالوں کے ذریعے بیان کرتا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اِن مثالوں پر غور نہیں کرتی، گویا ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے بامقصد بنائی ہے۔ ہر شے کا مقصد ہے اُس کے حکم کے مطابق کام کرنا۔ انسانوں کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ اُس کے عطا کردہ اختیار کو اُس کی اطاعت اور بندگی میں استعمال کریں۔ یہ طرزِ عمل اُن کی دنیا و آخرت دونوں ہی کو سنوار دے گا۔ البتہ یہ سعادت اُسی کو حاصل ہو گی جو قرآنِ حکیم کے بیان کردہ حقائق پر ایمان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن حقائق پر یقین کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ۴۵

اللہ تعالیٰ کا ذکر ... تسکینِ قلب اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ

اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ	اے نبی ﷺ! تلاوت کیجیے اُس کی جو وحی کیا گیا ہے آپ کی طرف کتاب میں سے
وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ	اور قائم کیجیے نماز
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ	بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی سے
وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ	اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے
وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ﴿۴۵﴾	اور اللہ جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشکلات کے دوران ہمت بندھانے اور ثابت قدم رکھنے والی ایک مؤثر نعمت اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے تلاوتِ قرآنِ کریم اور جامع ترین صورت ہے نماز، نماز میں قولی ذکر بھی ہے اور بدنی بھی۔ پھر اِس میں تلاوتِ قرآن، اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، تکبیر، دعائیں غرض ذکر کی جملہ صورتیں جمع ہیں۔ نماز کی صورت میں ذکر انسان کو بار بار عہدِ بندگی (اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ)... اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔۔ یاد دلا کر برائی و بے حیائی سے روک دیتا ہے۔

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدے میں گریں، لوحِ جبیں تازہ کریں

پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حاصل تسکین قلب بھی ہے اور تزکیۂ نفس بھی۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

اہل کتاب کے لیے دعوت

وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ	اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر اُس طور پر جو بہت اچھا ہو
اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ	سوائے اُن کے جو بے انصافی کریں اُن میں سے
وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ	اور کہو ہم ایمان لائے اُس پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا تمہاری طرف
وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ	اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے
وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾	اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں۔
وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ	اور اے نبی ﷺ! اِسی طرح ہم نے نازل کی آپ کی طرف یہ کتاب
فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ	پھر وہ لوگ کہ ہم نے کتاب دی ہے جنہیں، ایمان لائیں گے اِس پر
وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ	اور اِن (مکہ والوں) میں سے بھی وہ ہیں جو ایمان لائیں گے اِس پر
وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾	اور انکار نہیں کرتے ہماری آیات کا مگر کافر۔

اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۵۶ میں مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کی تلقین کی گئی ہے۔ اُس وقت حبشہ ہی ایسا علاقہ تھا جہاں

مسلمان ہجرت کر کے جا سکتے تھے۔ حبشہ پر اُس زمانے میں اہل کتاب میں سے عیسائیوں کی حکومت تھی۔اِن آیات میں مسلمانوں کو اہل کتاب کو دعوتِ حق دینے کے بارے میں درج ذیل نکات کی رہنمائی دی گئی:

1. گفتگو میں شائستہ اور مہذب انداز اختیار کیا جائے۔
2. جو اہل کتاب بحث اور ہٹ دھرمی کا طرزِ عمل اختیار کریں اُن سے خوبصورتی کے ساتھ علیحدگی اختیار کر لی جائے۔
3. دعوت کی بنیاد باہمی مشترک نکات کو بنایا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر کتاب پر ایمان لانا، صرف اُسی کو معبود تسلیم کرنا اور اُس کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینا۔

آیت ۴۷ میں بشارت دی گئی کہ اہلِ کتاب اور اہلِ مکہ میں ایسے سلیم الفطرت لوگ ہیں جو ایمان لے آئیں گے۔ البتہ جو تعصب اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں وہ ہرگز نہیں مانیں گے۔

آیات ۴۸ تا ۵۱

عظمت قرآن اور صداقت رسول ﷺ

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ	اور اے نبی ﷺ! آپ نہیں پڑھتے تھے اِس سے پہلے کوئی کتاب
وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ	اور نہ ہی لکھتے تھے اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے
اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۴۸	(اگر ایسا ہوتا) تب تو ضرور شک میں پڑ جاتے باطل پرست لوگ
بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ	بلکہ یہ تو واضح آیات ہیں
فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ	اُن لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے

وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾	اور انکار نہیں کرتے ہماری آیات کا مگر ظالم۔
وَ قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ	اور اُنھوں نے کہا کیوں نہ نازل کیے گئے اُن پر کچھ معجزے اُن کے رب کی طرف سے ؟
قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰیٰتُ عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ	فرمایئے معجزے تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں
وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۵۰﴾	اور بے شک میں تو ہوں ہی صاف صاف خبر دار کرنے والا۔
اَوَ لَمۡ یَکۡفِہِمۡ	اور کیا یہ کافی نہیں ہوا اُن کے لیے
اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ	بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ ﷺ پر کتاب جو پڑھی جاتی ہے اُن کے سامنے
ع اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ع	بے شک اِس میں یقیناً رحمت اور نصیحت ہے اُن کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی عظمت اور نبی اکرم ﷺ کی صداقت کو نمایاں کیا گیا۔ اہلِ مکہ کو توجہ دلائی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نے چالیس برس کی عمر مبارک تک نہ کبھی سخن سازی کی اور نہ ہی کوئی تحریری کاوش کی۔ اگر ایسا ہوتا تو شبہ کیا جا سکتا تھا کہ آپ ﷺ نے قرآن بھی خود سے تصنیف کیا ہے۔ نہیں یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے اور سلیم الفطرت انسانوں کی فطرت کی پکار ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

قرآنِ حکیم جیسا معجزانہ کلام سامنے آنے کے باوجود کچھ ایسے ظالم ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے معجزات دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اِن ظالموں کو آگاہ کر دیں کہ اُن کے فرمائشی معجزے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی دکھا سکتا ہے۔ مجھے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآن جیسا معجزہ عطا کیا ہے جس کی مانند کلام لانا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔ پھر یہ قرآن بلاشبہ رحمت بھی ہے اور اصل حقائق کی یاد دہانی کرانے کا ذریعہ بھی۔

آیات ۵۲ تا ۵۵

حق کو جھٹلانے والوں کا بدترین انجام

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ	اے نبی ﷺ! فرمایئے کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے باطل پر
وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ	اور اُنہوں نے انکار کیا اللہ کا
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾	وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔
وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ	اور وہ جلدی کرتے ہیں آپ ﷺ سے عذاب کے لیے
وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى	اور اگر نہ ہوتی ایک طے شدہ مدت
لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ	یقیناً آ جاتا اُن پر عذاب
وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً	اور وہ ضرور آئے گا اُن پر اچانک

وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۳﴾	اور اُنہیں احساس تک نہ ہوگا۔
يَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ ؕ	اور وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ ﷺ سے عذاب
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ۙ﴿۵۴﴾	اور بے شک جہنم یقیناً گھیر لینے والی ہے کافروں کو۔
يَوۡمَ يَغۡشٰهُمُ الۡعَذَابُ	جس دن ڈھانپ لے گا اُنہیں عذاب
مِنۡ فَوۡقِهِمۡ	اُن کے اوپر سے
وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ	اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے
وَيَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾	اور فرمائے گا اللہ چکھو اُسے جو تم کرتے رہے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کو اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ آسمانوں اور زمین کے ہر راز کا جاننے والا معبودِ حقیقی یعنی اللہ اِس بات پر گواہ ہے کہ میں حق پر ہوں۔ عنقریب حق کو جھٹلانے والے اور باطل پر ایمان لانے والے بہت بڑے خسارے کا شکار ہونے والے ہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے عذاب لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔اُن پر عذاب اچانک آ پہنچے گا۔ پھر روزِ قیامت وہ جہنم کے دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ جہنم کی آگ اُنہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانپ لے گی اور اللہ تعالیٰ یہ کہہ کر اُن کی حسرت میں اضافہ فرمائے گا کہ چکھو اپنے سیاہ کرتوتوں کا مزہ۔

آیات ۵۶ تا ۶۰

ہجرت کا حکم

يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا	اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو!
اِنَّ اَرۡضِىۡ وَاسِعَةٌ	بے شک میری زمین بہت کشادہ ہے

فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾	پس تم صرف میری ہی بندگی کرو۔
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ	ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے
ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾	پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا	ہم ضرور ٹھکانا دیں گے اُنہیں جنت کے بالاخانوں میں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	رواں ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾	اور کیا ہی خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا	یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے صبر کیا
وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾	اور وہ اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔
وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ	اور کتنے ہی جاندار ہیں
لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا	جو نہیں اٹھائے پھرتے اپنا رزق
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ	اللہ ہی رزق دیتا ہے اُنہیں اور تمہیں بھی
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾	اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

یہ آیات ہجرت کے حکم اور ہجرت کرنے والوں کے لیے تسلی کے بیان پر مشتمل ہیں۔اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہمیت کسی خطۂ زمین کی نہیں،اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔اگر کسی علاقہ میں اُس کی عبادت کرنا دشوار ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔اُس کی زمین وسیع ہے۔وہ اُس کے حکم سے اُس کے بندوں کو ضرور بہتر ٹھکانا فراہم کر دے گی ؎

جرأت ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا! ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

اگر کوئی شخص زمین ہی کو مقدس سمجھ کر اس سے چمٹا رہے اور ہجرت نہ کرے تو عنقریب موت آکر اُسے اپنی پسندیدہ زمین سے جدا کر دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندگی کے ساتھ حاضری ہو گی۔اِس کے برعکس ہجرت کرنے والوں کو جنت کے بالاخانوں کی صورت میں عمدہ ٹھکانا نصیب ہو گا۔ پھر اِس دنیا میں بھی ہجرت کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ دیارِ غیر میں کہاں سے ضروریاتِ زندگی میسر آئیں گی۔ جو اللہ ہر مخلوق کو روزی اور ضروریاتِ زندگی فراہم کر رہا ہے وہ اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو بھی اپنے بھرپور فضل سے نوازے گا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

حق واضح کرنے والے دو سوالات

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ	اور اے نبی ﷺ! اگر آپ اُن سے پوچھیں
مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ	کس نے بنایا ہے آسمانوں اور زمین کو
وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ	اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو
لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ	وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۶۱﴾	تو کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں؟

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ	اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ	اور تنگ کرتا ہے اُس کے لیے
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾	بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔
وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ	اگر آپ ﷺ اُن سے پوچھیں
مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	کس نے نازل کیا آسمان سے پانی
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا	پھر زندہ کیا زمین کو اُس کی موت کے بعد
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ	وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ	فرمائیے کل شکر اللہ کے لیے ہے
ع بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ع	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

اِن آیات میں شرک کرنے والوں سے دو ایسے سوالات پوچھے گئے جو اُنہیں سوچنے اور حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں:

1. بتاؤ تمام آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں اور سورج اور چاند کو انسانوں کی خدمت میں کس نے لگا دیا ہے؟

جواب میں مشرکین بول پڑے کہ یہ کاری گری اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف کائنات کا خالق اور اِس کا نظام چلانے والا ہے بلکہ وہی ہر انسان کو رزق دینے والا بھی ہے۔ اُس نے کسی کا رزق وسیع کر دیا اور کسی کا محدود۔ بلاشبہ وہ ہر انسان کی مصلحت سے واقف ہے۔

2. بتاؤ آسمان سے بارش کون برساتا ہے اور بارش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر کے نباتات کون اُگاتا ہے؟

مشرکین پکار اٹھے کہ یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ بلاشبہ وہی ہر خوبی و کمال کا مالک ہے لیکن افسوس انسانوں کی اکثریت غور نہیں کرتی۔

آیت ٦٤

دنیا کی زندگی محض ڈرامہ ہے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	اور نہیں ہے یہ دنیوی زندگی
اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ	مگر تماشا اور کھیل
وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ	اور بے شک آخرت کا گھر یقیناً وہی اصل زندگی ہے
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾	کاش کہ وہ جان لیتے۔

اِس آیت میں ایک ایسا مضمون بیان کیا جارہا ہے جو پیشِ نظر رکھنے سے انسان کی سوچ اور ترجیحات کا رُخ بدل جاتا ہے۔ یہ مضمون دنیا کی زندگی کی حقیقت اور آخرت کی زندگی کی ابدیت کا بیان ہے دنیا کی محدود زندگی کو آخرت کی لامحدود زندگی سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ دنیا کی زندگی ایک ڈرامے کی طرح ہے جس کا دورانیہ محدود ہوتا ہے۔ مختلف افراد اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ کوئی بادشاہ ہے اور کوئی فقیر۔ البتہ ڈرامہ ختم ہوتے ہی ہر فرد اپنی اصل اوقات پر آجاتا ہے۔ اِسی طرح دنیا میں کوئی شاہانہ انداز کی زندگی سے نوازا گیا ہے اور کسی کی گزر اوقات مشکل کر دی گئی ہے۔ البتہ یہ تمام حالات عارضی ہیں۔ عنقریب موت کے بعد ہر ایک کو، خواہ امیر ہو یا فقیر، ایک جیسے کفن اور ایک جیسی قبر کی کوٹھڑی میں قیامت کا انتظار کرنا ہے۔ ڈرامے میں ایوارڈ، ڈائریکٹر کی ہدایات کی روشنی میں انجام دی گئی کارکردگی پر ملتا ہے۔ اِسی طرح آخرت میں بدلہ دنیا میں اپنے اپنے کردار میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات کا پاس کرنے کے اعتبار سے ملے گا۔ پھر یہ بدلہ دائمی ہو گا جو ہمیشہ ہمیش کی جنت یا ہمیشہ ہمیش کی جہنم کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس لامحدود زندگی کی تیاری کے لیے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۵ تا ۶۶

اللہ تعالیٰ کا کرم ... بندوں کا ظلم

فَاِذَا رَکِبُوۡا فِی الۡفُلۡکِ	پھر جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں
دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ	تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے اپنا دین
فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ	پس جب اللہ نجات دے دیتا ہے اُنہیں خشکی کی طرف
اِذَا ہُمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿ۙ۶۵﴾	تو فوراً ہی وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔
لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ۚۙ	تاکہ وہ ناشکری کریں اُس نعمت کی جو ہم نے دی ہے اُنہیں
وَ لِیَتَمَتَّعُوۡا ٝ	سو وہ فائدہ اٹھالیں
فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾	پھر عنقریب وہ جان لیں گے۔

بحری سفر کے دوران لوگوں پر خوف طاری رہتا ہے کہ کہیں کوئی طوفان نہ آجائے اور کشتی یا جہاز ڈوب نہ جائے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اِس مشکل سے صرف وہی بچا سکتا ہے۔ البتہ جب وہ اُنہیں خشکی پر باسلامت پہنچا دیتا ہے تو کچھ لوگ اُس کے ساتھ من گھڑت معبودوں کو بھی پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندوں کی یہ ناشکری اور سرکشی تھوڑے سے وقت کے لیے ہے۔ عنقریب محاسبہ ہوگا اور اُنہیں اپنی مشرکانہ روش کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

مشرکینِ مکہ کی ناشکری و ناانصافی

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا	کیا وہ نہیں دیکھتے بے شک ہم نے بنا دیا ہے امن والا حرم

وَ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ	اور اُٹھا لیے جاتے ہیں لوگ اُن کے آس پاس سے
اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ	تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں
وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ۝۶۷	اور اللہ کی نعمت کی وہ ناشکری کرتے ہیں؟
وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو منسوب کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ
اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ	یا جھٹلادے حق کو جب وہ اُس کے پاس آئے
اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝۶۸	کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کافروں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے اطراف میں حدودِ حرم مقرر فرما کر شہرِ مکہ کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ اطراف میں جنگ و جدال ہوتا رہتا ہے لیکن مکہ میں امن وامان کی فضا قائم رہتی ہے۔ اِس کے باوجود مشرکینِ مکہ حق کے بجائے باطل یعنی اللہ تعالیٰ کے بجائے بتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ شرک کے جھوٹے عقیدے کے لیے دلائل پیش کرتے ہیں اور خالص توحید کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ بہت بڑے ناشکرے اور ناانصاف ہیں۔

آیت ۶۹

ہدایت جہاد کرنے والے کو ملتی ہے

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا	اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہیں ہماری راہ میں
لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ	ہم ضرور ہدایت دیتے ہیں اُنہیں اپنے راستوں کی
ع وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۶۹	اور بے شک اللہ یقیناً ساتھ ہے نیک لوگوں کے۔

سورۂ عنکبوت کی اِس آخری آیت میں بڑے تاکیدی اسلوب میں آگاہ کیا گیا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرتے ہیں وہ اُنہی کو اپنے راستوں کی ہدایت دیتا ہے۔ قرآن وحدیث کے مطالعہ سے علم تو حاصل ہو سکتا ہے لیکن علم کے ساتھ ساتھ ایک باطنی بصیرت، نئے نئے مسائل میں حق و باطل کے درمیان تمیز، خلوص واخلاص اور زیادہ سے زیادہ مال وجان کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق اُسی کو ملے گی جو دین کی نصرت واقامت کے لیے میدان میں نکل آئے۔ قرآن غلبۂ دین کی جدوجہد کے دوران اِس جدوجہد کے مختلف تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے رہنمائی دیتا ہے۔ ہم یہ جدوجہد کریں گے تو ہمیں اُن مسائل کا سامنا ہوگا جن کا قرآنِ حکیم نے حل پیش کیا ہے۔ اب ہمیں اِس کتاب کی عطا کردہ ہدایات کا فہم حاصل ہوگا۔ مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''تفہیم القرآن'' کے مقدمہ میں اِس نکتے کی خوب وضاحت فرمائی ہے:

''لیکن فہمِ قرآن کی اِن ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لیے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر اِسے پڑھیں اور اِس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصورِ مذہب کے مطابق ایک نِری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اِس کے سارے رموز حل کر لیے جائیں۔ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اِس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر اللہ سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اِس سے آواز اٹھوائی اور وقت کے علمبردارانِ کفر وفسق وضلالت سے اِس کو لڑا دیا۔ گھر گھر سے ایک ایک سعید روح اور پاکیزہ نفس کو کھینچ کھینچ کر لائی اور داعیٔ حق کے جھنڈے تلے اِن سب کو اکٹھا کیا۔ گوشے گوشے سے ایک ایک فتنہ جو اور فساد پرور کو بھڑکا کر اٹھایا اور حامیانِ حق سے اِن کی جنگ کرائی۔ ایک فردِ واحد کی پکار سے اپنا کام شروع کر کے خلافتِ الٰہیہ کے قیام تک پورے ۲۳ سال یہی کتاب اِس عظیم الشان تحریک کی رہنمائی کرتی رہی اور حق و باطل کی اِس طویل و جاں گسل کشمکش کے دوران ایک ایک منزل اور ایک ایک مرحلے پر اِسی نے تخریب کے ڈھنگ اور تعمیر کے نقشے بتائے۔ اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکۂ اِسلام وجاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اِس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اِس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اِسے تو پوری طرح آپ اُسی

وقت سمجھ سکتے ہیں جب اِسے لے کر اٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اِسی طرح قدم اٹھاتے چلے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے“۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اَنْ نُجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِكَ بِاَمْوَالِنَا وَاَنْفُسِنَا۔ آمین!

سورۃ الروم

اللہ کی نعمتوں اور قدرتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور زبردست قدرتوں کا بیان نمایاں ہے تاکہ لوگ اُس کی نعمتوں کا احساس کرکے اور اُس کی پکڑ سے ڈر کر اپنے سیرت و کردار کی اصلاح کرلیں۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۶ ایک خوش کن بشارت
- آیات ۷تا۱۹ مضامین عبرت و موعظت
- آیات ۲۰تا۲۷ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۲۸تا۳۲ توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۳۳تا۳۷ بندوں کا افسوسناک طرزِ عمل
- آیات ۳۸تا۴۰ قربِ الٰہی کا حصول
- آیات ۴۱تا۴۵ عذابِ الٰہی کا سبب اور نجات کی راہ
- آیات ۴۶تا۵۴ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۵۵تا۵۷ احوالِ قیامت
- آیات ۵۸تا۶۰ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

آیات ۱تا۶

مسلمانوں کے لیے خوشخبری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓـمّٓ ۚ ﴿۱﴾	الف۔لام۔میم۔
غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ﴿۲﴾	مغلوب ہوگئے رومی۔
فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ	قریب کی زمین میں
وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ﴿۳﴾	اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آئیں گے۔
فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ	چند برسوں میں
لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ	اللہ ہی کے لیے ہے اختیار پہلے بھی اور بعد بھی
وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۴﴾	اور اُس روز خوش ہوں گے مومن۔
بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ	اللہ کی مدد سے
یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ	وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے
وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۵﴾	اور وہی زبردست ہے، ہمیشہ رحم کرنے والا۔
وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ	(یقیناً یہ) اللہ کا وعدہ ہے
لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ	خلاف نہیں کرتا اللہ اپنے وعدے کے

وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝٦	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یہ آیات سن ۶۱۴ء میں اُس وقت نازل ہوئیں جب ایرانی آتش پرستوں نے رومی اہل کتاب کو فلسطین کی سرزمین میں شکست سے دوچار کیا۔اِس واقعہ سے مشرکین مکہ خوش ہوئے اور مسلمانوں کو رنج ہوا۔اِس کا سبب یہ تھا کہ مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ بھی مشرک تھے۔اِس کے برعکس مسلمانوں کی ہمدردیاں اہل کتاب رومیوں کے ساتھ تھیں۔اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو بشارت دی کہ عنقریب رومیوں کو فتح حاصل ہوگی۔یہ فتح ایک ایسے روز حاصل ہوگی جس روز مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے سہارے ایک کامیابی پر خوشیاں منارہے ہوں گے۔یہ خوشخبری ۹سال بعد عین بدر کے دن پوری ہوئی اور قرآنِ حکیم کے کتابِ الٰہی ہونے کا ثبوت واضح طور پر ظاہر ہو گیا۔

آیات ۷ تا ۸

آخرت واقع ہونے کے دو ثبوت

يَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۖۚ	وہ جانتے ہیں صرف ظاہر کو دنیا کی زندگی میں سے
وَهُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝٧	اور وہ آخرت سے تو بالکل ہی غافل ہیں۔
اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۗ	اور کیا وہ غور نہیں کرتے اپنے آپ میں
مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ	نہیں بنایا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے مگر بامقصد
وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ	اور ایک مقررہ مدت کے لیے
وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ لَكٰفِرُوۡنَ ۝٨	اور بے شک لوگوں میں سے اکثر اپنے رب کی ملاقات کے یقیناً انکاری ہیں۔

یہ آیات آخرت سے متعلق انسانوں کی اکثریت کی غفلت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اگر وہ غور کریں تو دو حقائق آخرت کے واقع ہونے کا واضح ثبوت ہیں:

1. کائنات میں ہر شے کی تخلیق بامقصد ہے۔ انسان کے وجود میں ضمیر کا بھی ایک مقصد ہے۔ ضمیر ہر نیکی پر تسکین دیتا ہے اور ہر برائی پر جھنجھوڑتا ہے۔ ضمیر کا یہ وصف ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ نیکی کا اچھا بدلہ اور بدی کا برا بدلہ مل کر رہے گا۔
2. کائنات میں ہر شے ایک خاص مدت کے بعد فنا ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح ایک روز پوری کائنات بھی فنا ہو جائے گی۔ البتہ انسان فنا ہو کر ختم نہیں ہو جائے گا، ضمیر کی خلش اِس حقیقت کا پتہ دے رہی ہے کہ اُسے دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا، پھر اُسے نیکی کا اچھا اور بدی کا برا بدلہ دیا جائے گا، افسوس کہ انسانوں کی اکثریت واضح حقائق سامنے آنے کے بعد بھی آخرت کے دن اور اُس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا انکار کر رہی ہے۔

آیات ۹ تا ۱۰

سرکش قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

اَوَ لَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ	اور کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے تھے
کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً	وہ زیادہ سخت تھے اِن سے قوت میں
وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ	اور اُنہوں نے جوتا زمین کو
وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا	اور آباد کیا اُسے اُس سے زیادہ جتنا اِنہوں نے آباد کیا ہے
وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ	اور آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ	تو نہ تھا اللہ کہ ظلم کرتا اُن پر
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾	اور لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔
ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى	پھر ہو گیا انجام اُن کا جنہوں نے برائی کی تھی برا
اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اِس لیے کہ اُنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو
ع وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾	اور وہ اُن کا مذاق اڑاتے رہے۔

سابقہ قوموں کی تاریخ اور اُن کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ قومیں اسباب، صلاحیت اور قوت کے اعتبار سے زیادہ ترقی یافتہ تھیں۔ البتہ جب اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول واضح تعلیمات کے ساتھ آئے تو اُنہوں نے اپنی دنیوی ترقی اور علم کی بنیاد پر رسولوں کی دعوت کو حقارت سے جھٹلا دیا۔ رسولوں کی طرف سے عذاب کی خبروں کا مذاق اڑایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو نیکی و بدی کا شعور دے کر، ضمیر کے ذریعے جھنجھوڑ کر اور رسولوں کے ذریعے خبردار کر کے اُن کی اصلاح کا پورا انتظام کیا لیکن وہ بدنصیب اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے ذمہ دار تھے۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

احوالِ آخرت

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ	اللہ ہی ابتدا کرتا ہے تخلیق کی
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	پھر وہ دہرائے گا اُسے
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾	اور پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہو گی قیامت
يُبۡلِسُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۲﴾	اُس روز مایوس ہو جائیں گے مجرم۔
وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ مِّنۡ شُرَكَآئِهِمۡ شُفَعٰٓؤُا	اور نہیں ہوں گے اُن کے لیے اُن کے شریکوں میں سے سفارش کرنے والے
وَ كَانُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۳﴾	اور وہ خود بھی ہو جائیں گے اپنے شریکوں کے انکاری۔
وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہو گی قیامت
يَوۡمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوۡنَ ﴿۱۴﴾	اُس روز وہ ہو جائیں گے جدا جدا
فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	پھر جو لوگ ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور کرتے رہے اچھے عمل
فَهُمۡ فِىۡ رَوۡضَةٍ يُّحۡبَرُوۡنَ ﴿۱۵﴾	پس وہ ہیں جن کی جنت میں آؤ بھگت کی جائے گی۔
وَ اَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
وَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
وَ لِقَآئِ الۡاٰخِرَةِ	اور آخرت کی ملاقات کو
فَاُولٰٓئِكَ فِى الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾	پس وہ لوگ عذاب میں حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ وہ اُنہیں دوبارہ بھی زندہ کرے گا۔ مجرم اُس نئی زندگی میں اچانک بیدار ہو کر اور غیر متوقع صورتِ حال کا سامنا کر کے شدید مایوسی سے دوچار ہوں گے۔ پھر تمام انسان اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے دو گروہوں میں تقسیم

ہو جائیں گے۔ یعنی دنیا کے وہ تمام تعلقات جو نسل، وطن، زبان، قبیلہ و برادری اور معاشی و سیاسی مفادات کی بنیاد پر ہیں، ختم ہو جائیں گے۔ خالص عقیدے اور اخلاق و کردار کی بنیاد پر نئے سرے سے گروہ بندی ہو گی۔ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو گا۔ نیک انسانوں کا مقام جنت ہو گا جہاں اُن کی بھرپور مہمان نوازی ہو گی۔ مجرم لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے، کوئی من گھڑت معبود اُن کی سفارش نہیں کرے گا بلکہ وہ خود بھی اپنے خود ساختہ معبودوں سے اعلانِ بیزاری کریں گے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

مردہ زمین کو زندہ کرنے والا تمہیں بھی زندہ کرے گا

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ	پس (بیان کرو) پاکیزگی اللہ کی
حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ	جب تم شام کرتے ہو
وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾	اور جب تم صبح کرتے ہو۔
وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	اور اُسی کے لیے شکر ہے آسمانوں اور زمین میں
وَ عَشِیًّا	اور پچھلے پہر
وَّ حِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾	اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔
یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ	وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ	اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے
وَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ	اور زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد
ع ۹ ۵ وَ كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾ ع	اور اِسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

اِن آیات میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں۔ یعنی اِس بات کا اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر کمی اور کمزوری سے پاک ہے۔ وہی ہے جس کی تعریف پوری کائنات میں جاری و ساری ہے۔ وہ مردہ سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ جیسے انڈے سے زندہ پرندے کو پیدا فرماتا ہے اور پرندوں سے انڈے۔ وہی مردہ کو زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین پر بارش برسا کر اُس سے نباتات، پودے اور درخت اگاتا ہے۔ پھر وہی زندہ مخلوقات کو موت دیتا ہے۔ لہٰذا وہ اِس پر بھی قادر ہے کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے اور قبروں سے نکال کر میدانِ حشر میں جمع کردے۔

آیات ۲۰ تا ۲۱

انسان کے لیے سامانِ تسکین

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ	اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے
اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ	کہ اُس نے بنایا تمہیں مٹی سے
ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝۲۰	پھر اُسی وقت سے تم وہ انسان ہو جو (زمین میں) پھیلتے جا رہے ہو۔
وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا	کہ اُس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے
لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا	تاکہ تم سکون حاصل کرو اُن کے پاس
وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ	اور اُس نے رکھ دی تمہارے درمیان محبت اور رحمت
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مظہر ہے کہ اُس نے مٹی سے کروڑوں انسان تخلیق فرمائے جو پوری زمین پر پھیلتے جا رہے ہیں۔انسانوں کو اُس نے مرد اور عورت کی صورتوں میں پیدا فرمایا۔ پھر مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لیے جوڑا بنا کر اُن میں باہم کشش رکھی۔ دونوں کے باہمی ملاپ کو ایک دوسرے کے لیے تسکین حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ پھر میاں اور بیوی کے درمیان باہم محبت و الفت کا جذبہ رحمت کے طور پر پیدا فرمایا۔اللہ تعالیٰ کا یہ احسان زندگی کی مختلف مشکلات اور پریشانیوں کے دوران انسان کو حوصلہ اور چین و سکون دینے کا بہت بڑا سہارا ہے۔

آیات ۲۲ تا ۲۵

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتیں اور رحمتیں

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ	بنانا آسمانوں اور زمین کا
وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَاَلۡوَانِکُمۡ ؕ	اور الگ الگ ہونا تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے۔
وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
مَنَامُکُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ	تمہارا سونا رات اور دن کو
وَابۡتِغَآؤُکُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ	اور تمہارا تلاش کرنا اُس کے فضل میں سے
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان کے لیے جو سنتے ہیں۔

وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
يُرِيۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا	کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی خوف سے اور امید سے
وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی
فَيُحۡىٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ	پھر زندہ کرتا ہے پانی سے زمین کو اُس کی موت کے بعد
اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان کے لیے جو سمجھتے ہیں۔
وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِهٖ ؕ	کہ قائم ہیں آسمان اور زمین اُس کے حکم سے
ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمۡ دَعۡوَةً ۖ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۖ	پھر جب وہ پکارے گا تمہیں ایک ہی بار زمین میں سے
اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ﴿۲۵﴾	تو فوراً ہی تم نکل آؤ گے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کئی قدرتیں اور رحمتیں بیان کی ہیں:

1. آسمانوں اور زمین کی تخلیق اُس کی عظیم قدرت کا کتنا بڑا شاہکار ہے۔
2. دنیا میں بولی جانے والی مختلف بولیاں بھی قدرتِ خداوندی کا حیران کن مظہر ہیں۔
3. کائنات میں مختلف رنگوں میں مخلوقات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی حسین کاری گری کا نمونہ ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن

اے ذوق! اِس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

4. رات اور دن میں حاصل ہونے والی میٹھی نیند اُس کے کرم کی فرحت بخش نشانی ہے۔
5. دن کا اجالا اور اُس میں اپنی ضروریات کے لیے بھاگ دوڑ کی سرگرمیاں بھی اُسی کی رحمت کی مرہون منت ہیں۔
6. آسمانوں پر چمکنے والی بجلیاں اور اُن کو دیکھ کر خوف و امید کی کیفیات اللہ کی عظمت اور جلال کا احساس دلاتی ہیں۔
7. آسمانوں سے برستی ہوئی موسلا دھار بارش اُس کی حیات بخش نعمت ہے۔
7. بارش سے مردہ زمین کا زندہ ہونا اور طرح طرح کی نباتات کا پیدا ہونا اُس کی قدرت کے عظیم خزانوں کا عکس ہے۔
9. آسمانوں اور زمین کا ایک توازن کے ساتھ قائم رہنا اُس کا کتنا بڑا انعام اور اُس کے زبردست ہونے کی دلیل ہے۔
10. اللہ تعالیٰ کے اقتدار و اختیار کا یہ عالم ہے کہ اُس کے ایک حکم سے تمام کے تمام انسان قبروں سے نکل کر اُس کی بارگاہ میں جمع ہو جائیں گے۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ تعالیٰ کی اونچی شان

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾	سب اُس کے فرمانبردار ہیں۔
وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ	اور وہی ابتدا کرتا ہے تخلیق کی
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	پھر وہ دہرائے گا اُسے
وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ	اور یہ بہت آسان ہے اُس پر
وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ	اور اُس کے لیے اونچی مثالیں ہیں آسمان اور زمین میں
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ع	اور وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

کائنات کی ہر شے کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر شے اُسی کے طے کردہ قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے۔ اُس نے بڑی آسانی سے پہلی بار ہر شے کو بنایا لہٰذا دوسری بار اُس شے کو بنانا اُس کے لیے بالکل بھی مشکل نہیں۔ بلاشبہ تمام آسمانوں اور زمین میں اُسی کی شان سب سے اونچی اور قائم و دائم رہنے والی ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی بھی چیز حسن اور خوبی میں اُس کی شان اور صفات جیسی ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ اگر کسی چیز میں کوئی خوبی موجود بھی ہے تو وہ بھی اُسی کی عطا کردہ ہے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

شرک کی نفی ایک مثال کے ذریعے

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ	اللہ نے بیان کی تمہارے لیے مثال خود تمہی میں سے
هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ	کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی شریک ہیں اُس میں جو ہم نے رزق دیا ہے تمہیں
فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ	پھر تم اُس میں برابر ہو
تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ	تم اندیشہ رکھتے ہو اُن کے بارے میں جیسے تمہارا اندیشہ رکھنا ہوتا ہے اپنوں کے بارے میں
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾	یونہی ہم واضح کرتے ہیں آیات کو اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں۔
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ	بلکہ پیروی کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اپنی خواہشات کی بغیر کسی علم کے
فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ	پھر کون ہدایت دے گا اُس کو جسے گمراہ کر دیا اللہ نے
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾	اور نہ ہو گا اُن کے لیے کوئی مددگار۔

یہ آیات ایک واضح مثال کے ذریعے شرک کی نفی کر رہی ہیں۔ غور کرو کیا کوئی آقا اپنے غلام کو اپنے مال اور اختیارات میں برابر کا ساجھی بناتا ہے؟ کیا غلام کی ضروریات اور آرام کے لیے وہی کچھ کرتا ہے جو اپنے لیے کرتا ہے؟ جب ایک انسان دوسرے انسان کو اپنا ہمسر بنانے کے لیے تیار نہیں تو کیسے ممکن ہے کہ خالق اپنی مخلوق کو اپنے ساتھ شریک کرلے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاسکتی۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

فطرت کی پکار ... اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ	پس اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! سیدھا کر لیجیے اپنا رخ دین کے لیے یکسو ہو کر
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ	(اختیار کیے رہیں) اللہ کی وہ فطرت بنایا ہے اُس نے لوگوں کو جس پر
لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ	بدلنا نہیں ہے اللہ کے بنائے ہوئے کو
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ	یہی سیدھا دین ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳۰﴾	لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ	رجوع کرنے والے ہو جاؤ اُس کی طرف
وَاتَّقُوْهُ	اور پرہیزگاری اختیار کرو اُس کی
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کرو نماز
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾	اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں میں سے۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ	اُن لوگوں میں سے جنہوں نے ٹکڑے کردیا اپنا دین
وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ	اور ہو گئے گروہ گروہ
كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۟	ہر گروہ کے لوگ اُس پر جو اُن کے پاس ہے خوش ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، اُس سے لو لگانے کی خواہش اور صرف اُسی کی اطاعت کرنے کا جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔اِسی کا نتیجہ ہے کہ انسان اگر برائی کرتا ہے تو اُسے باطن میں ایک خلش سی محسوس ہوتی ہے کیوں کہ برائی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔اِس کے برعکس ہر نیکی سے انسان کے باطن میں خوشی کی لہر اٹھتی ہے کیوں کہ نیکی سے وہ خوش ہوتا ہے۔ انسانوں کو چاہیے کہ وہ فطرت کی پکار کے مطابق طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں اور اُسی سے لو لگانے کے لیے نماز قائم کریں۔ یہ ہے بالکل خالص دین۔ کچھ باتوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور کچھ میں نہ کرنا در اصل دین کے حصے بخرے کرنا ہے۔دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے درحقیقت مشرک ہیں۔اِس لیے کہ وہ کچھ اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں اور کچھ اپنی خواہش نفس کی۔ وہ دین کے کسی ایک حصہ کو اختیار کرکے خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہی پر سمجھ رہے ہیں۔آج بدقسمتی سے ہماری اکثریت اِس جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۷

انسانوں کا غیر متوازن طرزِ عمل

وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ	اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف
دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ	تو وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرنے والے ہو کر اُس کی طرف
ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً	پھر جب وہ چکھاتا ہے اُنہیں اپنی طرف سے رحمت
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۟ۙ	تو اُسی وقت کچھ لوگ اُن میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

لِیَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ؕ	تاکہ وہ ناشکری کریں اُن نعمتوں کی جو ہم نے دی ہیں اُنہیں
فَتَمَتَّعُوۡا ٝ	سو تم فائدہ اٹھالو
فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾	پھر عنقریب تم جان لوگے۔
اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنًا	کیا ہم نے نازل کی ہے اُن پر کوئی دلیل
فَہُوَ یَتَکَلَّمُ بِمَا کَانُوۡا بِہٖ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳۵﴾	پھر وہ بتاتی ہے اُنہیں اُس کے بارے میں جس کو وہ شریک کر رہے ہیں۔
وَ اِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَۃً	اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت
فَرِحُوۡا بِہَا ؕ	وہ خوش ہوتے ہیں اُس سے
وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌۢ	اور جب پہنچتی ہے اُنہیں کوئی برائی
بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ	اُس کمائی کی وجہ سے جو آگے بھیجی اُن کے ہاتھوں نے
اِذَا ہُمۡ یَقۡنَطُوۡنَ ﴿۳۶﴾	تو اُس وقت وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔
اَوَ لَمۡ یَرَوۡا	اور کیا وہ نہیں دیکھتے
اَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ	اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے
وَ یَقۡدِرُ ؕ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہے)
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اِن آیات میں انسانوں کی اکثریت کے خود غرضانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ جب اُنہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گڑ گڑاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر جب وہ تکلیف دور فرما دیتا ہے تو اِسے اپنے خود ساختہ معبودوں کا کرم قرار دیتے ہیں۔ کیا اُن کے

پاس اپنے شرک کے لیے کوئی دلیل ہے ؟ نہیں ! حقیقت یہ ہے کہ کل اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو وسیع کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ جو لوگ واقعی حق پر ایمان لانا چاہیں اُن کے لیے اِس حقیقت میں معرفت وہدایت کا سامان ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

قربِ الٰہی کے حصول کے لیے رہنمائی

فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّهٗ	پس دیا کرو قرابت دار کو اُس کا حق
وَ الۡمِسۡكِيۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِيۡلِ ؕ	اور مسکین اور مسافر کو بھی
ذٰلِكَ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ ۫	یہ بہتر ہے اُن کے لیے جو چاہتے ہیں اللہ کی رضا
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۸﴾	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
وَ مَاۤ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا	اور جو تم دیتے ہو سود پر
لِّيَرۡبُوَا۠ فِىۡۤ اَمۡوَالِ النَّاسِ	تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے اموال میں
فَلَا يَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ	تو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں
وَ مَاۤ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ زَكٰوةٍ	اور جو تم دیتے ہو زکوۃ میں سے
تُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ ۫	چاہتے ہو اللہ کی رضا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ ﴿۳۹﴾	تو وہی لوگ کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔
اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ	اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں

ثُمَّ رَزَقَكُمْ	پھر رزق دیا تمھیں
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ	پھر موت دے گا تمھیں
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ	پھر زندہ کرے گا تمھیں
هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ	کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں سے جو کرے اِن کاموں میں سے کچھ بھی؟
ع سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾	پاک ہے وہ اور بلند و برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

جو انسان اپنے رب کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے مستحق قرابت داروں، محتاجوں اور مسافروں کی مدد کے لیے مال خرچ کرے۔ وہ یہ نیکی نفلی صدقات کے ذریعے بھی انجام دے سکتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعے بھی۔ اِس کے برعکس مال کو سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا اللہ تعالیٰ کو ناراض اور اُس کی قربت سے محروم کر دیتا ہے۔ ہمیں اُس اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں رزق اور تمام ضروریاتِ زندگی عطا کیں۔ وہی ہمیں موت دے گا، پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور ہمیں اُس کے سامنے جوابدہی کے لیے حاضر ہونا ہے۔ اُس جوابدہی کے وقت رسوائی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم وہ کام کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قوموں پر عذاب گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	برپا ہو گیا ہے فساد سمندر اور خشکی میں
بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ	اُس کی وجہ سے جو کمایا لوگوں کے ہاتھوں نے

لِيُذِيۡقَهُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ عَمِلُوۡا	تاکہ اللہ چکھائے مزہ اُنہیں کچھ اعمال کا جو اُنہوں نے کیے
لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۱﴾	تاکہ وہ باز آجائیں۔
قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ	اے نبیؐ! فرمایئے چلو پھرو زمین میں
فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ	پھر دیکھو کیا انجام ہوا اُن کا جو پہلے گزرے
كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّشۡرِكِيۡنَ ﴿۴۲﴾	اُن میں سے اکثر مشرک تھے۔

اِن آیات کی رُو سے سمندروں اور خشکی میں لوگوں پر آفات، عذاب اور بدامنی کے مسائل اُن کے گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ اِن مصائب کے ذریعے اللہ تعالیٰ قوموں کو جھنجھوڑتا ہے تاکہ وہ اپنی روش پر توبہ کریں اور نیکی کی راہ اختیار کریں۔ تاریخ اِس بات پر گواہ ہے کہ عذاب اُن قوموں پر آیا جو شرک کا جرم کر رہی تھیں یا اللہ تعالیٰ کے دین کے حصے بخرے کر کے کچھ احکام پر عمل کرتی تھیں اور کچھ احکام کو پاؤں تلے روندتی تھیں۔

آیات ۴۳ تا ۴۵

عذاب سے بچنے کی راہ

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ الۡقَيِّمِ	پس اے نبی ﷺ! سیدھا کر لیجیے اپنا رخ خالص دین کے لیے
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ	اِس سے پہلے کہ وہ دن آئے، ٹلنا نہیں ہے جس کا اللہ کی طرف سے
يَوۡمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوۡنَ ﴿۴۳﴾	اُس روز وہ جدا جدا ہو جائیں گے۔
مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ ۚ	جس نے کفر کیا تو اُسی پر ہے اُس کا کفر (یعنی وبال)

وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا	اور جس نے عمل کیا اچھا
فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَ ۙ﴿۴۴﴾	تو وہ اپنے لیے ہی راہ سنوار رہے ہیں۔
لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	تاکہ بدلہ دے اللہ اُنہیں جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور عمل کرتے رہے اچھے
مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ	اپنے فضل میں سے
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۵﴾	بے شک وہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔

یہ آیات ہدایت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے ہمیں اپنا رخ کر لینا چاہیے خالص دین کی طرف۔ یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ عنقریب روزِ حساب آنے والا ہے جب تمام انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان دائمی عذاب سے دوچار ہوں گے اور اُس کے وفادار اور فرمانبردار، اُس کے فضل و کرم سے بہترین اجر و ثواب پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۶ تا ۴۷

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں

وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
اَنۡ يُّرۡسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ	کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں بنا کر
وَّ لِيُذِيۡقَكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ	اور تاکہ چکھائے تمہیں اپنی رحمت میں سے
وَ لِتَجۡرِىَ الۡـفُلۡكُ بِاَمۡرِهٖ	اور تاکہ چلتی رہیں کشتیاں اُس کے حکم سے

وَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ	اور تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل میں سے
وَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۴۶﴾	اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔
وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ	اور اے نبی ﷺ! یقیناً ہم نے بھیجا آپ سے پہلے رسولوں کو اُن کی قوم کی طرف
فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ	پس وہ لائے اُن کے پاس واضح نشانیاں
فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ	پھر ہم نے انتقام لیا اُن سے جنہوں نے جرائم کیے
وَ كَانَ حَقًّا عَلَيۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾	اور تھا لازم ہم پر مومنوں کی مدد کرنا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی پانچ نعمتیں اور قدرتیں بیان کی گئی ہیں:

1. بارش سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کا خوشخبری لے کر آنا۔
2. بارش کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا برسنا۔
3. دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں کا چلنا جن کے ذریعے بڑے پیمانے پر تجارتی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔
4. لوگوں کی ہدایت کے لیے رسولوں کا بھیجنا۔
5. سرکش قوموں کو ہلاک کر کے اہلِ ایمان کی مدد کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۸ تا ۵۳

بارش اور اُس کی برکات

اَللّٰهُ الَّذِيۡ يُرۡسِلُ الرِّيٰحَ	اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں

فَتُثِيْرُ سَحَابًا	تو وہ اُٹھالاتی ہیں بادل
فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ	پھر اللہ پھیلاتا ہے اُسے آسمان میں جیسے چاہتا ہے
وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا	اور وہ کر دیتا ہے اُسے ٹکڑے ٹکڑے
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ	پس تم دیکھتے ہو بارش کو نکلتی ہے اُس کے درمیان سے
فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ	پھر جب وہ برساتا ہے اُسے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾	تو وہ یکدم خوش ہو جاتے ہیں۔
وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ	حالانکہ بے شک وہ اِس سے پہلے کہ بارش برسائی جاتی اُن پر
مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾	اِس سے پہلے یقیناً انتہائی ناامید تھے
فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ	سو دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار
كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ	کیسے وہ زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد
اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ	بے شک وہی یقیناً زندہ کرنے والا ہے مردوں کو
وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا	اور یقیناً اگر ہم بھیج دیتے کوئی ہوا
فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا	پھر وہ دیکھتے کھیتی کو زرد
لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾	تو ضرور کرنے لگتے اُس کے بعد ناشکری۔
فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى	تو بے شک آپ ﷺ نہیں سنا سکتے مردوں کو

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾	اور نہ آپ ﷺ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار جب وہ بھاگے جا رہے ہوں پیٹھ پھیر کر۔
وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ	اور نہ ہی آپ ﷺ راہ دکھانے والے ہیں اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (نکالنے کے لیے)
اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا	آپ ﷺ نہیں سنا سکتے مگر اُن کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر
فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع ۱۳ ۸	پھر وہ فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بارش کی آمد سے قبل ہوائیں بھیجتا ہے جو ٹنوں وزنی بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں۔ پھر جس طرح چاہتا ہے اِن بادلوں کو آسمان پر بکھیر دیتا ہے۔ اب بادلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اور اُن کے بیچوں بیچ سے بارش نازل فرماتا ہے۔ پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے یہ بارش برساتا ہے اور وہ خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ بارش کے نزول سے قبل یہی لوگ بڑی مایوسی کا شکار تھے۔ اب بارش سے اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اُگاتا ہے۔ جس طرح اُس نے زمین کو زندہ کیا وہ مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ لو کے تھپیڑے یا سخت ٹھنڈی ہوا بھیج کر کسی کی فصل کو جھلسا دے تو وہ شکوے اور شکایات کرنے لگتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت دی تھی اُسی نے واپس لے لی ہے۔ قدرتِ خداوندی کی اتنی واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود بعض بدنصیب ایسے ہیں جو حق قبول کرنے کو تیار نہیں۔ بلاشبہ ایسے بدنصیبوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاسکتی۔

آیت ۵۴

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے کی بے بسی

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ	اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں کمزوری سے
ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً	پھر اُس نے بنائی کمزوری کے بعد قوت

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَيْبَةً ؕ	پھر اُس نے بنائی قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ	وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے
وَ هُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾	اور وہی سب کچھ جاننے والا، بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

انسان اپنی تخلیق پر غور کر کے اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا احساس کر سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو اِس صورت میں پیدا کیا کہ وہ بالکل لاچار، کمزور اور دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی رفتہ رفتہ اُسے قوت اور توانائی دیتا ہے۔ پھر وہی رفتہ رفتہ اُسے دوبارہ لاغر اور لاچار کر دیتا ہے۔ بلاشبہ انسان پورے کا پورا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے ۔

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

آیات ۵۵ تا ۵۷

روزِ قیامت مجرموں کی حسرت

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہو گی قیامت
يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ	قسمیں کھائیں گے مجرم
مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ	ہم نہیں رہے (دنیا یا برزخ میں) سوائے ایک گھڑی کے
كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾	اِسی طرح سے وہ (دنیا میں) بہکائے جاتے تھے۔
وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِيْمَانَ	اور کہیں گے وہ لوگ جنہیں دیا گیا تھا علم اور ایمان

لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ اِلٰی یَوۡمِ الۡبَعۡثِ ۫	یقیناً تم رہے ہو اللہ (کے حساب) کی کتاب میں دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک
فَهٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ	سو یہ ہے دوبارہ اُٹھائے جانے کا دن
وَ لٰکِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾	اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔
فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَعۡذِرَتُهُمۡ	تو اُس روز فائدہ نہیں دے گا اُنہیں جنہوں نے ظلم کیا ہے اُن کا عذر
وَ لَا هُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾	اور نہ ہی اُنہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا۔

روزِ قیامت مجرم بڑی حسرت سے کہیں گے کہ ہم دنیا یا برزخ میں صرف ایک گھڑی کا وقت گزار کر آئے ہیں۔ وہ سعادت مند لوگ جو ایمان اور علم کی دولت سے فیض یاب ہوئے، مجرمین سے کہیں گے نہیں بلکہ تم دنیا و برزخ میں دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک رہے، آج وہ دن آچکا ہے۔ البتہ گناہوں پر پشیمانی اور توبہ کا موقع صرف دنیا میں تھا۔ آج کے دن کی حسرت وندامت بے فائدہ ہے۔ نہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے جرائم کا کوئی عذر پیش کر سکتے ہو اور نہ ہی اُس کی بارگاہ میں کوئی رحم کی اپیل داخل کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۶۰

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

وَ لَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ	اور یقیناً ہم نے بیان کی ہے لوگوں کے لیے اِس قرآن میں ہر قسم کی مثال
وَ لَئِنۡ جِئۡتَهُمۡ بِاٰیَۃٍ	اور اے نبی ﷺ! اگر آپ لے آئیں اُن کے پاس کوئی نشانی

لَیَقُوۡلَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا	ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾	تم نہیں ہو مگر ناحق کرنے والے۔
کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۹﴾	اِسی طرح سے اللہ مہر کر دیتا ہے اُن کے دلوں پر جو نہیں جانتے۔
فَاصۡبِرۡ	پس اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ڈٹے رہیے
اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ	بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
ع وَّ لَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ الَّذِیۡنَ لَا یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۶۰﴾	اور ہر گز نہ ہٹا پائیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو (راہِ حق سے) وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔

سورۂ روم کی اِن آخری آیات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی گئی کہ قرآنِ کریم میں لوگوں کی ہدایت کے لیے ہر مثال بیان کر دی گئی ہے۔ البتہ جب قرآنِ کریم کی یہ تعلیمات کفار کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو وہ اُنہیں خود ساختہ قرار دے کر جھٹلا دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن بدبختوں کو ہدایت سے محروم رکھنے کے لیے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ آخری آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوشخبری دی گئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو گا اور حق کو غلبہ حاصل ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیں اور ثابت کر دیں کہ کوئی دھمکی، کوئی تشدد، کوئی لالچ اور کوئی مصالحت کی پیشکش آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سیدھی راہ سے نہیں ہٹا سکتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان پر عمل کا حق ادا کر دیا۔ اِس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اب اِس بات کا ثبوت تاریخ کی بے لاگ شہادت دیتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا پر ویسے ہی بھاری ثابت ہوئے جیسا اللہ اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھاری بھر کم دیکھنا چاہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جس نے جس میدان میں بھی زور آزمائی کی، اُس نے اُسی میدان میں مات کھائی اور آخر اِس شخصیتِ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ انقلاب برپا کر کے دکھا دیا جسے روکنے کے لیے عرب کے کفر و شرک نے اپنی ساری طاقت صرف کر دی اور اپنے سارے حربے استعمال کر ڈالے"۔

سورۃ لقمٰن

حکمت سے پُر، تعلیمات کا خزانہ

اِس سورۂ مبارکہ میں حکمت سے پُر، ایسی تعلیمات کا ذکرِ جمیل ہے جو انسانوں کے عقیدے، عمل اور سیرت میں رُوح پرور انقلاب برپا کر دیتی ہیں۔

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۹ — قرآنِ حکیم کے حوالے سے دو طرزِ عمل
- آیات ۱۰تا۱۱ — عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۲تا۱۹ — حضرت لقمان کی پُر حکمت نصیحت
- آیات ۲۰تا۲۴ — اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کے دو طرزِ عمل
- آیات ۲۵تا۳۰ — عظمتِ باری تعالیٰ
- آیات ۳۱تا۳۳ — مضامینِ عبرت و موعظت
- آیت ۳۴ — عظمتِ باری تعالیٰ

آیات ۱تا۵

قرآنِ حکیم سے کن کو ہدایت ملتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾	الف۔لام۔میم۔
تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۙ﴿۲﴾	یہ آیات ہیں حکمت بھری کتاب کی۔

هُدًى وَّ رَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ۝۳	ہدایت اور رحمت ہیں نیکی کرنے والوں کے لیے۔
الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ	جو قائم کرتے ہیں نماز
وَ يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ	اور دیتے ہیں زکوۃ
وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝۴	اور وہ آخرت پر تو یقین رکھتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ	یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۵	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا ایک پُر حکمت کلام ہے۔ یہ اُن بندوں کے حق میں ہدایت ورحمت ہے جو نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کر کے دل سے دنیا کی محبت دور کرتے رہتے ہیں اور اپنے پورے طرزِ عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اُنہیں آخرت میں جوابدہی کا پورا یقین ہے۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگ نہ صرف ہدایت پر ہیں بلکہ روزِ قیامت سرخرو ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۹

قرآنِ حکیم کے حوالے سے دو طرزِ عمل

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِيۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ	اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو خریدتا ہے غافل کرنے والی بات
لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۖۗ	تاکہ وہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے بغیر کسی علم کے
وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ	اور بنائے اُسے مذاق

اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝۶	یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔
وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا	اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اُسے ہماری آیات
وَلّٰى مُسۡتَكۡبِرًا	وہ رُخ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے
كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا	گویا کہ اُس نے نہیں سنا اُنہیں
كَاَنَّ فِىۡۤ اُذُنَيۡهِ وَقۡرًا ۚ	گویا کہ اُس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے
فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۷	سوائے نبی ﷺ! خوشخبری دے دیجیے اُسے دردناک عذاب کی۔
اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور عمل کرتے رہے اچھے
لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِيۡمِ ۝۸ ۙ	اُن کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں۔
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن باغات میں
وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ	(یقیناً) اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۹	اور وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں قرآن حکیم کے بارے میں انسانوں کے دو طرزِ عمل بیان کیے گئے:

1. ایک طرزِ عمل قرآنِ حکیم سے دشمنی کا ہے۔ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والے خود تو قرآنِ حکیم کے پڑھنے پڑھانے سے محروم ہیں ہی، وہ دوسروں کو بھی محروم کرنے کے لیے اُنہیں کھیل، تماشے، ڈرامے، گانے، موسیقی اور غافل کرنے والی دیگر سرگرمیوں میں ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔جب بھی اُنہیں قرآن سے نصیحت

کی جاتی ہے تو بڑے تکبر اور حقارت سے وعظ و نصیحت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔اِس طرزِ عمل کی سزا دکھ دینے والا رسوا کن عذاب ہے۔

2. دوسرا طرزِ عمل اُن لوگوں کا ہے جو قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے تمام احکام پر پورے جوش و جذبہ سے عمل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے لازوال نعمتوں والی جنت کا وعدہ کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقینی اور پورا ہو کر رہنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اِس وعدہ کا مصداق بنادے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۱

تخلیقِ باری تعالیٰ کے شاہکار

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا	اللہ نے بنایا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھتے ہو اُنہیں
وَ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ	اور اُس نے ڈال دیے زمین میں بوجھ (یعنی پہاڑ) کہ وہ ہلاتی نہ رہے تمہیں
وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ	اور پھیلا دیے اُس میں ہر قسم کے جاندار
وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور ہم نے نازل کیا آسمان سے پانی
فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۝۱۰	اور ہم نے اگائیں زمین میں ہر طرح کی عمدہ چیزیں۔
هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ	یہ ہے اللہ کی تخلیق
فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ	تو مجھے دکھاؤ کیا بنایا ہے اُنہوں نے جو اللہ کے سوا ہیں
ع بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۱	بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی وہ عظیم خالق و مصور ہے جس نے:

1. اونچے اونچے آسمان بغیر ستونوں کے بنائے۔
2. بھاری بھاری پہاڑ زمین میں نصب کر دیے تا کہ وہ توازن میں رہے۔
3. طرح طرح کی مخلوقات زمین میں پھیلا دیں۔
4. بار بار آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرماتا رہتا ہے۔
5. کیسی کیسی حسین اور رنگا رنگ نباتات زمین میں اُگاتا رہتا ہے۔

یہ سب معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔ کیا مشرکین کے خود ساختہ معبودوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟ بلاشبہ مشرکین بڑے ہی ناانصاف اور واضح گمراہی میں ہیں۔

آیت ۱۲

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ	اور یقیناً ہم نے دی لقمان رحمۃ اللہ علیہ کو دانائی
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ	کہ کرو شکر اللہ کا
وَ مَنْ یَّشْكُرْ	اور جو کوئی شکر کرتا ہے
فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ	تو بے شک وہ تو شکر کرتا ہے اپنے ہی لیے
وَ مَنْ كَفَرَ	اور جس نے ناشکری کی
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾	تو بے شک اللہ بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ ایک حکیم ودانا انسان تھے۔ اہل عرب اُن کے اقوال کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اپنے کلام میں بطورِ سند پیش کرتے تھے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی نصیحت، اتمامِ حجت کے لیے اہل عرب کے سامنے بیان کر دی کہ دیکھو حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات بھی وہی تھیں جو آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرما رہے ہیں۔ اِس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ اُنہیں حکمت کی صورت میں بہت بڑی دولت دی گئی ہے :

وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ (البقرہ: ۲۶۹)

"اور جسے عطا کی گئی حکمت تو یقیناً اُسے دے دی گئی بہت بڑی بھلائی"۔

حکیم انسان اِس حقیقت کو جان لیتا ہے کہ اِس کائنات کا خالق اور محسنِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لٰہذا وہ اُس کا شکر ادا کرتا ہے۔ شکر ادا کرنے سے انسان پر اللہ تعالیٰ کی عنایات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے :

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ۝ (ابراہیم: ۷)

"اور جب آگاہ کر دیا تمہارے رب نے اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور اور ہی زیادہ دوں گا تمہیں اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت ہی سخت ہے"۔

گویا شکر کرنا انسان ہی کے لیے باعث خیر و برکت ہے۔ اِس سے اللہ تعالیٰ کی شان یا قدرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اُس کی شان بہت اونچی اور اُس کی قدرت بہت زبردست ہے۔ وہ کسی کے شکر کرنے یا حمد و ثنا کرنے کا محتاج نہیں ہے۔

آیت ۱۳

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی اہم ترین نصیحت

وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِہٖ	اور جب کہا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے
وَہُوَ یَعِظُہٗ	اور وہ نصیحت کر رہے تھے اُسے
یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ ؕ	اے میرے بیٹے! کسی کو شریک نہ کرو اللہ کے ساتھ

وقف النبی علیہ السلام

اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۳﴾	بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا۔ نہ کوئی اِس قابل ہے کہ اُسے اونچا کر کے اللہ کے برابر کر دیا جائے اور نہ ہی اللہ میں ایسی کوئی کمی ہے کہ اُسے نیچے کر کے مخلوق کے برابر قرار دیا جائے۔ بلاشبہ سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو برابر کر دیا جائے۔ مشرک شرک کر کے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے بلکہ اپنی جیسی مخلوق کی بندگی کر کے خود کو دنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذاب کا مستحق بنا کر اپنے ساتھ بھی ظلم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین! اگلی آیت میں بیان ہوا کہ مشرکین مکہ اپنی اولادوں کو شرک کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ اِس آیت میں اُن ظالموں کو سنایا جا رہا ہے کہ تمہاری سرزمین کے مشہور حکیم نے تو اپنے بیٹے کی خیر خواہی کا حق یوں ادا کیا تھا کہ اُسے شرک سے پرہیز کرنے کی نصیحت کی۔ تمہارا اپنی اولاد کو شرک پر مجبور کرنا اُن کے ساتھ بد خواہی ہے یا خیر خواہی؟

آیات ۱۴ تا ۱۵

والدین کے بارے میں حکیمانہ وصیت

وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِۚ	اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں
حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ	اٹھایا اُسے اُس کی ماں نے
وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ	کمزوری پر کمزوری کی حالت میں
وَّفِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ	اور چھڑانا ہے دودھ اُس کا دو سالوں میں
اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ	کہ کرو شکر میرا

وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ	اور اپنے والدین کا
اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾	میری طرف ہی لوٹنا ہے۔
وَ اِنْ جَاهَدٰكَ	اور اگر وہ دونوں مجبور کریں تمھیں
عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ	اِس پر کہ تم شریک کرو کسی کو میرے ساتھ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ	نہیں ہے تمہارے پاس جس کے لیے کوئی علم
فَلَا تُطِعْهُمَا	تو مت کہنا مانو اُن کا
وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ؗ	اور ساتھ دو اُن کا دنیا میں بھلے طریقے سے
وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ	اور پیروی کرو اُس کے راستے کی جس نے رُخ کیا میری طرف
ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ	پھر میری طرف ہی لوٹنا ہے تم سب کو
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾	تو میں بتادوں گا تمہیں وہ جو تم کیا کرتے تھے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔ خاص طور پر ماں کی عظمت سے آگاہ کیا جو بڑی تکلیف برداشت کر کے بچہ کا حمل اٹھاتی ہے، اُسے جنم دیتی ہے اور دو سال تک دودھ پلانے کی مشقت سے گزرتی ہے۔ البتہ اگر والدین انسان کو شرک کا حکم دیں تو اُن کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ شریعت کا اصول ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ. (ابوداؤد)

”مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی خالق کی نافرمانی میں“

البتہ دنیا میں والدین کے ساتھ حسن سلوک برقرار رکھنا ہے۔ آخرت میں ہر انسان اور اُس کے والدین اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ وہاں فیصلہ کر دیا جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون گمراہ۔

آیت ۱۶

اعمال کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا

یٰبُنَیَّ	اے میرے بیٹے !
اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ	اگر ہو کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر
فَتَكُنۡ فِیۡ صَخۡرَةٍ	پھر وہ ہو کسی چٹان میں
اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ	یا آسمانوں میں
اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ	یا زمین میں
یَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ	لے آئے گا اُسے اللہ
اِنَّ اللّٰهَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿۱۶﴾	بے شک اللہ بہت باریک بین، خوب باخبر ہے۔

اِس آیت میں حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کو خبردار کر رہے ہیں کہ اعمال کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا۔ یہ آخرت میں اعمال کا حساب کتاب ہونے اور اُن کا بدلہ دیے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ دنیا میں اعمال کا بدلہ نہیں دیا جاتا۔ نیکی کی جزا اور برائی کی سزا حقیقی مناسبت سے نہ یہاں ملتی ہے اور نہ مل سکتی ہے۔ البتہ ضمیر کا نیکی پر شاباش دینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا اِس بات کا ثبوت ہے کہ اعمالِ انسانی کا بدلہ مل کر رہے گا۔ نیکی اور بدی کے حوالے سے مختلف احساسات مکافاتِ عمل کی دلیل ہیں۔

گندم از گندم بروید جو زجو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

ضمیر کی خلش اگر بامقصد ہے تواِس کا تقاضا ہے کہ ایک دن ایسا ہو جس میں نیک لوگوں کواُن کی نیکیوں کے تناسب سے بھرپور انعام اور ظالموں کواُن کی برائیوں کی مناسبت سے بھرپور سزا ملے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی حکیمانہ نصیحتیں

یٰبُنَیَّ	اے میرے بیٹے!
اَقِمِ الصَّلٰوۃَ	قائم کرو نماز
وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ	اور حکم دو نیکی کا
وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ	اور روکو برائی سے
وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ط	اور صبر کرو اُس پر جو تمہیں پہنچے
اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ج ﴿۱۷﴾	بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ	اور نہ پھلاؤ اپنا گال لوگوں کے لیے
وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط	اور نہ چلو زمین میں اتراتے ہوئے
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ج ﴿۱۸﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا کسی اترانے والے اور بڑائی کرنے والے کو۔
وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ	اور میانہ روی رکھو اپنی چال میں
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ط	اور پست رکھو اپنی آواز

اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ	بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ ع	یقیناً گدھے کی آواز ہے۔

ع ۸

اِن آیات میں حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے کے لیے چند حکیمانہ نصیحتوں کا ذکر ہے:

1. نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھو۔
2. نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ برائی سے روکنے پر لوگوں کی طرف سے جو ردِّ عمل سامنے آئے اُس کو برداشت کر کے حق کی تبلیغ جاری رکھو۔ جان لو کہ ایسی استقامت بڑی ہمت کی بات ہے۔
3. تکبر نہ کرو یعنی لوگوں کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرو۔ ایسا بھی نہ ہو کہ تم اُنہیں حقیر سمجھ کر اُن کے سامنے گال پھلائے رکھو اور اُن سے سیدھے منہ بات ہی نہ کرو۔ پھر انسان کی چال تکبر کے اظہار کی ایک علامت ہوتی ہے۔ لہٰذا کبھی بھی زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔
4. میانہ روی اختیار کرو ظاہری چال میں اور پوری زندگی کی روش میں۔ ظاہری اعتبار سے نہ اکڑ کر چلنا درست ہے اور نہ ہی اپنے زہد اور تقویٰ کے اظہار کے لیے مریضوں کی طرح جھک کر چلنا مناسب ہے۔ اِسی طرح زندگی کے جملہ فکری و عملی معاملات میں بھی انتہا پسندی سے بچنے کی کوشش کرو۔
5. اپنی آواز کو پست رکھو اور دلیل کے مقابلے میں بلند آواز کے ذریعے لوگوں پر غالب آنے کی کوشش نہ کرو۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کے دو کردار

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب کچھ جو زمین میں ہے

وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ	اور پوری کر دیں ہیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ	اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم کے
وَّلَا هُدًى	اور بغیر کسی ہدایت کے
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾	اور بغیر کسی واضح کتاب کے۔
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اُس کی جو نازل فرمایا ہے اللہ نے
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ	تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اُس کی جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو
اَوَ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾	اور کیا اگرچہ شیطان اُن کو بلا رہا ہو بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف؟
وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ	اور جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَ هُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیک بھی ہے
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ	تو یقیناً اُس نے تھام لیا ایک مضبوط سہارا
وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾	اور اللہ ہی کی طرف ہے تمام معاملات کا انجام۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے انسانوں کی خدمت میں لگا دی ہیں۔ اُس نے انسانوں پر مادی عنایات بھی کی ہیں اور باطنی نعمتوں کے ذریعے اُن کے دلوں کی تسکین کا سامان بھی کیا ہے۔ البتہ انسانوں کی طرف سے دو کردار سامنے آرہے ہیں:

1. پہلا کردار اُن بدنصیبوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کرتے ہیں۔اُس کے کلام کی پیروی کے بجائے آباء واجداد کے عقیدے اور رسومات کو ترجیح دیتے ہیں۔ایسے لوگوں کو دراصل شیطانِ مردود دہکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف لے جارہا ہے۔
2. دوسرا کردار اُن نیک بندوں کا ہے جو اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد اور اُس کے احکام کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کرچکے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نیکیوں پر کاربند ہیں۔ایسے لوگ عنقریب لازوال نعمتوں سے فیضیاب ہوں گے۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

وَمَنۡ كَفَرَ فَلَا يَحۡزُنۡكَ كُفۡرُهٗ ؕ	اور اے نبی ﷺ! جس نے کفر کیا تو غمگین نہ کرے آپ کو اُس کا کفر
اِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ	ہماری طرف ہی اُن کا لوٹنا ہے
فَنُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ	پھر ہم بتادیں گے اُنہیں جو کچھ اُنہوں نے کیا
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۲۳﴾	بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔
نُمَتِّعُهُمۡ قَلِيۡلًا	ہم سامانِ عیش دے رہے ہیں اُنہیں تھوڑا سا
ثُمَّ نَضۡطَرُّهُمۡ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ﴿۲۴﴾	پھر ہم گھیر کر لے آئیں گے اُنہیں ایک سخت عذاب کی طرف۔

نبی اکرم ﷺ کو اِن آیات میں تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ کی دعوت کا انکار کرکے کوئی شخص آپ ﷺ کا یا اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ رہا بلکہ اپنا ہی نقصان کررہا ہے۔آپ ﷺ کو اِس معاملہ میں غمزدہ نہیں ہونا چاہیے۔آپ ﷺ اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے اپنا

دعوت کا کام کرتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ اِن سرکشوں کے ایک ایک عمل اور سینوں میں پوشیدہ نیتوں اور عزائم سے بھی واقف ہے۔وہ اُنھیں چند روزہ مہلت دے رہا ہے۔آخر کار اُنھیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے اور پھر وہ اُس کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

عظمت باری تعالیٰ

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ	اور اے نبی ﷺ! اگر آپ اُن سے پوچھیں
مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ	کس نے بنایا ہے آسمانوں اور زمین کو
لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ	تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ	فرمایئے کل شکر اللہ کے لیے ہے
بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾	لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۲۶﴾	بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔
وَ لَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ	اور اگر واقعی ایسا ہو کہ زمین میں جو بھی درخت ہیں قلمیں ہوں
وَّ الۡبَحۡرُ یَمُدُّہٗ	اور سمندر اُس کی سیاہی ہو
مِنۡۢ بَعۡدِہٖ سَبۡعَۃُ اَبۡحُرٍ	جس کے بعد سات سمندر اور ہوں
مَّا نَفِدَتۡ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ؕ	تو بھی ختم نہ ہوں گے اللہ کے فرمان

اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۷﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
مَا خَلۡقُکُمۡ	نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا
وَ لَا بَعۡثُکُمۡ	اور نہ ہے تمہارا دوبارہ زندہ کرنا
اِلَّا کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ ؕ	مگر ایک جان کی طرح
اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۲۸﴾	بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی بلند شان کے حسبِ ذیل مظاہر بیان کیے گئے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ ہی تمام آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور اُن دونوں میں اُس کی حمد و ثنا مسلسل جاری ہے۔
2. کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہر شے اُس کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔ تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں۔
3. زمین کے تمام درخت اگر قلم بنا دیے جائیں اور زمین پر موجود سمندروں اور ان جیسے سات مزید سمندر سیاہی بنا دیے جائیں تو یہ قلم گھس جائیں گے اور سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات کا بیان مکمل نہ ہو گا۔ اللہ کی ہر مخلوق اُس کے کلمۂ "کُنۡ" سے وجود میں آتی ہے۔ مخلوقات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا ممکن نہیں کہ اِن کلمات کو شمار کیا جاسکے یا ضبطِ تحریر میں لایا جاسکے، بقول اقبال ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

4. تمام انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر روزِ قیامت دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا ہی ہے جیسے کسی ایک انسان کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ	اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو
كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے
وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾	اور بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ	یہ اِس لیے ہے کہ اللہ ہی اصل حق ہے
وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ	اور بلاشبہ جسے بھی وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ باطل ہے
ع ۱۲ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع	اور بے شک اللہ ہی بہت بلند و بالا، سب سے بڑا ہے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کائنات کے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلوں ہی سے انجام پا رہے ہیں۔ رات اور دن کے بدلنے کا نظام اُسی کے حکم سے جاری ہے۔ اُسی نے سورج اور چاند کی گردش کے لیے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے اور یہ گردش ایک طے شدہ مدت تک تسلسل سے جاری رہے گی۔ کائنات کے اتنے بڑے نظام کی نگرانی کرنے والا تمام انسانوں کے اعمال سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ بلاشبہ کائنات کا اصل حق صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی ہے۔ اُس کے سوا دیگر معبود لاچار، بے بس، من گھڑت اور باطل ہیں۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

اللہ تعالیٰ کا احسان اور بندوں کی ناشکری

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ	کیا تم نہیں دیکھتے کہ کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت سے
لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ	تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی نشانیوں میں سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا، بڑا شکر گزار ہے۔
وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ	اور جب ڈھانپ لیتی ہے اُنہیں کوئی موج سائبان کی طرح
دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ۬	تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے اپنا دین
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ	پھر جب اللہ نجات دے دیتا ہے اُنہیں خشکی کی طرف
فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ	تو اُن میں سے کچھ ہی میانہ روی اختیار کرنے والے ہوتے ہیں
وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾	اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتا مگر وہ جو بہت بے وفا، بے حد ناشکرا ہے۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی ہے جو سمندروں میں کشتیوں کو بحفاظت چلاتا ہے تاکہ انسان اپنی تجارتی و دیگر سرگرمیاں انجام دے سکیں۔ پھر جب کبھی کسی طوفان کے آنے کی صورت میں کشتی ڈولتی ہے تو بندے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ البتہ

جب وہ اُنہیں حفاظت کے ساتھ خشکی پر لے آتا ہے تو سوائے چند کے اکثر اُسے خود ساختہ معبودوں کا احسان قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بلاشبہ پرلے درجے کے احسان فراموش اور ناشکرے ہیں۔

آیت ۳۳

ڈرو اُس دن سے جب کوئی کسی کے کام نہ آئے گا

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ	اے لوگو! بچو اپنے رب کی نافرمانی سے
وَاخۡشَوۡا یَوۡمًا لَّا یَجۡزِیۡ وَالِدٌ عَنۡ وَّلَدِہٖ ۫	اور ڈرو اُس دن سے کہ کام نہ آئے گا باپ اپنے بیٹے کے
وَلَا مَوۡلُوۡدٌ ھُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِہٖ شَیۡـًٔا ؕ	اور نہ بیٹا ہی کام آنے والا ہو گا اپنے والد کے کچھ بھی
اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ	بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ٝ	تو ہرگز نہ ڈالے دھوکہ میں تمہیں دنیا کی زندگی
وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۳۳﴾	اور ہرگز نہ ڈالے دھوکہ میں تمہیں اللہ کے بارے میں بہت بڑا دھوکے باز۔

اِس آیت میں بڑے جلالی اسلوب میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے اور آخرت کے دن ہونے والے حساب کتاب کے احساس سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک ایسا دن جس میں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی بیٹا باپ کو بچا سکے گا۔ اِس دن کا آنا یقینی ہے لہٰذا ہر انسان کو چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں دنیا کی زندگی اور یہاں کی سہولیات و آسائشوں کا حصول اُسے غافل نہ کر دے۔ پھر یوں نہ ہو کہ شیطان اُسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سہارا دے کر گناہوں پر آمادہ کیے رکھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اُس کی پکڑ بھی بہت سخت ہے:

نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ O وَ اَنَّ عَذَابِیۡ ھُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ O (الحجر: ۴۹، ۵۰)

”اے نبی ﷺ! بتا دیجیے میرے بندوں کو کہ میں ہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہوں اور بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے اور اپنی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب سے ڈرتے رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۴

پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ	بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم
وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ ۚ	اور وہ نازل فرماتا ہے بارش
وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ ؕ	اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے
وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا ؕ	اور کوئی فرد نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا
وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌۢ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ	اور کوئی فرد نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین میں مرے گا
ع اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ ۝٣٤	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے:

1. قیامت کب واقع ہو گی۔
2. بارش کب، کہاں اور کتنی نازل ہو گی؟ کس کے لیے فائدہ مند اور کس کے لیے نقصان دہ ہو گی۔
3. ماں کے رحم میں کیا ہے یعنی لڑکا یا لڑکی، نیک یا بد، ذہین یا کند ذہن وغیرہ۔
4. کوئی انسان آنے والے روز کیا سرگرمیاں انجام دے گا۔
5. کسی انسان کی موت کس جگہ واقع ہو گی۔

سورۃ السجدۃ

وہ سورۂ مبارکہ جس سے نبی اکرم ﷺ کو خاص شغف تھا

مسند احمد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ (الم تَنْزِيلُ) السَّجْدَةَ وَ(تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ).

”نبی اکرم ﷺ رات کو نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت نہ کرلیں“۔

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۳ عظمت قرآن
- آیات ۴تا۹ عظمت باری تعالیٰ
- آیات ۱۰تا۱۴ مجرموں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۵تا۱۷ مومنوں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۸تا۲۰ مومن اور فاسق برابر نہیں ہیں
- آیات ۲۱تا۲۲ قوموں پر عذاب
- آیات ۲۳تا۲۵ تورات اور حاملین تورات کی تحسین
- آیات ۲۶تا۳۰ مضامین عبرت و موعظت

آیات ۱تا۳

عظمتِ قرآنِ حکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾	الف۔ لام۔ میم۔

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾	اِس کتاب کا اتارا جانا، اِس میں کوئی شک نہیں کہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔
اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ	کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خود سے بنالیا ہے اِسے
بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ	بلکہ وہ حق ہے اے نبی ﷺ! آپ کے رب کی طرف سے
لِتُنْذِرَ قَوْمًا	تاکہ آپ ﷺ خبردار کریں اُس قوم کو
مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ	نہیں آیا جن کے پاس کوئی خبر دار کرنے والا آپ سے پہلے
لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾	تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اِن آیات میں اعلان کیا گیا کہ بلاشبہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے۔ اِس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ بنفسِ نفیس اُن اہل عرب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیں جن کے پاس سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ وہ اِس قرآن کی تعلیمات پر ایمان لاکر سیدھی راہ کی ہدایت حاصل کریں۔

آیات ۴ تا ۶

عظمتِ باری تعالیٰ

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	اللہ وہ ہے جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو
وَمَا بَیْنَهُمَا	اور اُسے جو اِن دونوں کے درمیان ہے
فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	چھ دنوں میں

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ	پھر قائم ہوا عرش پر
مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ	نہیں ہے تمہارے لیے اُس کے سوا کوئی دوست اور نہ ہی کوئی سفارش کرنے والا
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴	توکیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ	وہ تدبیر فرماتا ہے معاملے کی آسمان سے زمین کی طرف
ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ	پھر وہ (معاملہ) اوپر جاتا ہے اُس کی طرف ایک ایسے دن میں
كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵	جس کی مقدار ہزار سال ہے، اُس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو۔
ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	وہی جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶	زبردست ہے، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

یہ آیات عظمت باری تعالیٰ کے درجِ ذیل گوشے بیان کر رہی ہیں:

1. اللہ تعالیٰ نے چھ مراحل میں تمام آسمان، زمین اور ان کے درمیان کی کائنات تخلیق فرمائی۔
2. کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے۔
3. انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار اور مشکل کشا نہیں۔
4. زمین پر انجام پانے والے تمام امور کی منصوبہ بندی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔
5. اللہ تعالیٰ کا ایک دن انسانوں کے دنوں کے اعتبار سے ہزار برس کا ہے۔

آیات ۷ تا ۹

عظمت انسان

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ	اُس نے خوب بنائی ہر چیز جو بھی بنائی
وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ﴿۷﴾	اور ابتدا کی انسان کی تخلیق کی گارے سے۔
ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ﴿۸﴾	پھر بنائی اُس کی نسل حقیر پانی کے خلاصے سے۔
ثُمَّ سَوّٰىهُ	پھر درست کیا اُسے
وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ	اور پھونکی اُس میں اپنی روح
وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ	اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾	بہت ہی کم شکر تم ادا کرتے ہو۔

یہ آیات انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ عظمت بیان کر رہی ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو بہت عمدہ بنایا لیکن انسان کو تو خاص طور پر بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ اُس کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی اور پھر نطفے سے اُس کی نسل کو جاری رکھا۔ اُس کے خاکی وجود میں اپنی روح ڈال کر اُسے عظمت سے مالا مال کر دیا۔ بقول اقبال۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اِسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحب ادراک نہیں ہے

پھر ہر انسان کو سمجھ بوجھ اور عقل دی تاکہ وہ اپنے حوالے سے نفع و نقصان اور خیر و شر کا فیصلہ کر سکے۔ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے غافل ہے۔ روح اور اُس کے تقاضوں کو فراموش کر کے محض حیوانی سطح کی زندگی گزار رہی ہے۔ سمجھ

بوجھ اور عقل کو حق کی معرفت حاصل کرنے کے لیے استعمال نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی اور ایسی ناشکری سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۱

طنزیہ اعتراض ... غضبناک جواب

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ	اور کہا کافروں نے جب ہم رل مل جائیں گے زمین میں
ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ	کیا بے شک ہم پیدا کیے جائیں گے نئی تخلیق میں
بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝١٠	بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات سے انکاری ہیں۔
قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ	اے نبی ﷺ! فرمایئے وفات دے گا تمہیں موت کا فرشتہ جو مقرر کر دیا گیا ہے تم پر
ع ۱۴ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ ع	پھر اپنے رب کی طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔

کفار اعتراض کرتے تھے کہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم مرنے کے بعد مٹی میں گل سڑ جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جاسکے۔ جواب دیا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے سیاہ اعمال کا جواب دینا نہیں چاہتے۔ اِنہیں پسند ہو یا نہ ہو، حقیقت یہ ہے کہ موت کے فرشتے کو حکم دے دیا گیا ہے کہ وہ کب، کس کو موت سے دوچار کرے گا۔ پھر کوئی چاہے یا نہ چاہے اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

مجرموں کا روزِ قیامت برا انجام

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ	اور کاش! تم دیکھو جب مجرم لوگ جھکائے ہوں گے اپنے

رَبِّهِمۡ ؕ	سر اپنے رب کے پاس
رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَ سَمِعۡنَا	اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا
فَارۡجِعۡنَا	پس واپس بھیج دے ہمیں
نَعۡمَلۡ صَالِحًا	ہم عمل کریں گے اچھا
اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۲﴾	بے شک اب ہم یقین کرنے والے ہیں۔
وَ لَوۡ شِئۡنَا لَاٰتَیۡنَا کُلَّ نَفۡسٍ هُدٰىهَا	اور اگر ہم چاہتے تو یقیناً دے دیتے ہر جان کو اُس کی ہدایت
وَ لٰکِنۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ مِنِّیۡ	اور لیکن حق ثابت ہوئی وہ بات میری طرف سے
لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۳﴾	میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے۔
فَذُوۡقُوۡا بِمَا نَسِیۡتُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ هٰذَا ۚ	پس چکھو اِس لیے کہ تم نے بھلا دیا تھا اِس دن کی ملاقات کو
اِنَّا نَسِیۡنٰکُمۡ	بے شک ہم نے نظرانداز کر دیا ہے تمہیں
وَ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُلۡدِ	اور چکھو ہمیشگی کے عذاب کا مزہ
بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾	اُس کی وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت مجرم اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا کر گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ فریاد کریں گے کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج کر اپنی اصلاح کا ایک موقع دے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائے گا کہ اب تو اصل حقائق تم نے دیکھ ہی لیے ہیں۔

اِس کے بعد تو ہر شخص ایمان لے آئے گا۔ اصل ایمان تو دنیا میں رہتے ہوئے غیب کے ساتھ یعنی بِن دیکھے مطلوب تھا۔ اب واپسی کی کوئی راہ نہیں۔ دنیا میں تم نے آج کے دن کے حساب کتاب کی تیاری سے غفلت برتی۔ اب اِس غفلت کے نتیجے اور اپنے سیاہ اعمال کے بدلے میں ہمیشہ ہمیش کے عذاب کا مزہ چکھنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

مومنوں کا طرزِ عمل اور حسین انجام

اِنَّمَا يُؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا	بے شک ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر
الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِّرُوۡا بِهَا خَرُّوۡا سُجَّدًا	وہی لوگ کہ جب اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے اُن کے ساتھ تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے
وَّسَبَّحُوۡا بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ	اور تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ
وَهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۩ ﴿۱۵﴾	اور وہ تکبر نہیں کرتے۔
تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ	جدا رہتے ہیں اُن کے پہلو بستروں سے
يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا	وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے
وَّمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾	اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں خرچ کرتے ہیں۔
فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِىَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ۚ	پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے

جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۷﴾	بدلہ ہے اُس عمل کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہ آیات مومنوں کے پاکیزہ کردار کا نقش واضح کر رہی ہیں:

1. جب اُنہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے تو وہ فوراً سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔
2. وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کا مسلسل اہتمام کرتے ہیں۔
3. وہ ہر قسم کے تکبر اور بڑائی سے اجتناب کرتے ہیں۔
4. وہ راتوں کو اٹھ کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوف اور اُس سے امید کے احساسات کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے دعائیں کرتے ہیں۔
5. اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کے بدلہ میں ایسی نعمتیں عطا فرمائے گا جس کا اِس دنیا میں تصور ممکن ہی نہیں۔ حدیثِ قدسی ہے:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعۡدَدۡتُّ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیۡنَ مَا لَا عَیۡنٌ رَاَتۡ وَلَاۤ اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ وَاقۡرَءُوۡا اِنۡ شِئۡتُمۡ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَھُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ ۔ (بخاری، مسلم)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھی ہیں وہ نعمتیں اپنے نیک بندوں کے لیے، نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اُنہیں اور نہ کسی کان نے سنا ہے ذکر اُن کا اور نہ ہی گزرا ہے خیال اُن کا کسی دل پر اور پڑھ لو اگر تم چاہو فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَھُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ... پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے۔ (سورۂ سجدہ آیت ۱۷)"!

آیات ۱۸ تا ۲۰

مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے

اَفَمَنۡ کَانَ مُؤۡمِنًا	تو کیا وہ شخص جو ہو مومن

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ	اُس کی طرح ہے جو ہو نافرمان؟
لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾	نہیں برابر ہو سکتے۔
اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	جو لوگ ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور کرتے رہے اچھے عمل
فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ؗ	تو اُن کے لیے ہیں رہنے والے باغات
نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾	ضیافت ہے اُس کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے۔
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا	اور وہ لوگ جنہوں نے نافرمانی کی
فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ	تو اُن کا ٹھکانا آگ ہے
كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا	جب بھی وہ ارادہ کریں گے
اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ	کہ نکل جائیں اُس میں سے
اُعِيْدُوْا فِيْهَا	وہ دوبارہ ڈال دیے جائیں گے اُس میں
وَ قِيْلَ لَهُمْ	اور کہا جائے گا اُن سے
ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾	چکھو آگ کا وہ عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وقف غفران

یہ آیات واضح کررہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نافرمان بندے برابر نہیں ہوسکتے۔ شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ بہت غفور رحیم ہے لہٰذا وہ سب ہی کو بخش دے گا۔ گویا اُس کے احکام پر عمل کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ نہیں! جو لوگ ایمان لا کر نیک اعمال کریں گے اُن کا ٹھکانہ ہمیشہ کی جنت ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتے ہیں، اُن کا

ٹھکانہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔وہ جب بھی آگ سے نکلنے کی کوشش کریں گے دوبارہ اُس میں دھکیل دیے جائیں گے۔اُنہیں کہا جائے گا کہ آگ کے اُس عذاب کا مزہ لیتے رہو جسے تم جھٹلاتے رہے تھے۔اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنَا مِنَ النَّارِ .(اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے)۔آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۲

بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب آتے ہیں

وَ لَنُذِیۡقَنَّہُمۡ مِّنَ الۡعَذَابِ الۡاَدۡنٰی	اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے اُنہیں نزدیک والے عذاب میں سے
دُوۡنَ الۡعَذَابِ الۡاَکۡبَرِ	بڑے عذاب سے پہلے
لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۱﴾	تاکہ وہ پلٹ آئیں (نافرمانی سے)۔
وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ	اور کون زیادہ ظالم ہوگا اُس سے جسے نصیحت کی جائے اُس کے رب کی آیات کے ذریعے
ثُمَّ اَعۡرَضَ عَنۡہَا ؕ	پھر وہ رُخ پھیر لے اُن سے
ع ۱۱/۱۵ اِنَّا مِنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ع	بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نافرمان قوموں پر آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے دنیا میں چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجتا ہے۔حکمت یہ ہوتی ہے کہ شاید لوگ چھوٹے عذاب سے لرز جائیں ، اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔گویا دنیا میں یہ عذاب دینا افراد کی اصلاح، معاشرے کو جرائم سے پاک کرنے اور بندوں کو آخرت کے بڑے عذاب سے بچانے کا ذریعہ ہے۔بلاشبہ یہ بھی بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کا مظہر ہے۔البتہ ایسے لوگ سب سے بڑے ظالم ہیں جو

نہ چھوٹے عذابوں سے کوئی سبق لیں اور نہ ہی قرآنِ حکیم کے ذریعے کی جانے والی یاددہانی سے اصلاح پر آمادہ ہوں۔ یہ لوگ واقعی مجرم ہیں اور اللہ تعالیٰ اِن مجرموں سے ضرور انتقام لے گا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

امامت کا اعزاز کیسے حاصل ہوتا ہے؟

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب
فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ	پس اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نہ ہوں آپ شبہ میں ایسی ہی کتاب کے ملنے سے
وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۳	اور ہم نے بنایا اُسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔
وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً	اور ہم نے بنائے اُن میں سے امام
يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا	جو رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے
لَمَّا صَبَرُوْا ؕ	جب اُنہوں نے صبر کیا
وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝۲۴	اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھا کرتے تھے۔
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی رب فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان روزِ قیامت
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۲۵	اُس کے بارے میں جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی۔ یہ کتاب بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی۔ بنی اسرائیل میں سے اللہ تعالیٰ نے کچھ سعادت مندوں کو امامت کے منصب پر فائز کیا۔ اُنہیں یہ سعادت اِس لیے ملی کہ:

1. اُنہوں نے صبر کیا۔ وہ باصلاحیت تھے اور دنیا میں توانائیاں لگا کر مال و جائیداد جمع کر سکتے تھے، لیکن اُنہوں نے اللہ کی کتاب کی خدمت اور اُس کے حقوق کی ادائیگی کو دنیا کی آسائشوں پر ترجیح دی۔ صبر عن الدنیا کر کے اپنے اوقات اللہ کی کتاب کے سیکھنے، سکھانے اور دوسروں کے لیے عملی نمونہ پیش کرنے میں لگا دیے۔
2. اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے حوالے سے یقین تھا کہ وہی سب سے بڑا خزانہ ہیں۔ ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ کے مصداق اللہ تعالیٰ کی آیات کا فہم اور اُن سے ملنے والی ہدایت، مادی مال و اسباب سے کئی درجے بہتر ہے۔ ہدایت ہے تو ہر نعمت، نعمت ہے۔ ہدایت نہیں تو بظاہر جو شے نعمت نظر آ رہی ہے وہ روزِ قیامت حساب کتاب کے وقت زحمت بن جائے گی۔

مذکورہ بالا دو صفات کی وجہ سے اُنہیں منصبِ امامت ملا۔ اِس طرح لوگوں کی مختلف امور کے حوالے سے رہنمائی کا اعزاز ملا اور یہ عمل صدقۂ جاریہ کی صورت اختیار کر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے اور قرآنِ حکیم کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۷

دعوتِ غور و فکر

اَوَ لَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ	اور کیا اِس بات نے ہدایت نہیں دی اُنہیں کہ ہم نے ہلاک کیا اُن سے پہلے کتنی ہی قوموں کو
یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ	وہ چلتے پھرتے ہیں جن کی بستیوں میں
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں
اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾	تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں؟
اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم ہانک کر لے جاتے

	ہیں پانی کو بنجر زمین کی طرف
فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا	پھر ہم نکالتے ہیں اُس کے ذریعے کھیتی
تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ	کھاتے ہیں جس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود بھی
اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾	تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں؟

اِن آیات میں دو اعتبارات سے غور و فکر کرنے اور حق کو قبول کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے:

1. ماضی میں کتنی ہی نافرمان قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔ اُن کی بستیوں کے کھنڈرات آج عبرت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ کیا لوگ اُن کے انجام پر غور و فکر کر کے سیدھی راہ کی طرف نہیں آئیں گے۔
2. اللہ تعالیٰ بنجر زمین کی طرف پانی بہا کر لے آتا ہے۔ پھر اِس زمین سے ایسی نباتات اُگتی ہیں جو انسانوں اور اُن کے جانوروں، دونوں کے لیے غذا کا ذریعہ بنتی ہیں۔ کیا ایسی کاری گری کوئی اور دکھا سکتا ہے، یا غذا کی ایسی نعمت کوئی اور فراہم کر سکتا ہے؟ کیا طرح طرح کے فائدے پہنچانے والے بے شمار جانوروں کی پرورش کا اہتمام کوئی اور کر سکتا ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ لطف و کرم کسی اور کے بس کی بات نہیں۔ پھر جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں! وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں غور و فکر کرنے اور حق تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۸ تا ۳۰

طنزیہ سوال کا ویسا ہی جواب

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ	اور وہ کہتے ہیں کب ہو گا یہ فیصلہ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾	اگر تم سچے ہو۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ	اے نبی ﷺ! فرمایئے فیصلے کے دن فائدہ نہیں دے گا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اُن کا ایمان لانا
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾	اور نہ اُنہیں مہلت دی جائے گی۔
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ	پس رُخ پھیر لیجیے اُن سے
وَانْتَظِرْ	اور انتظار کیجیے
ع ۳ ۸ ۱۶ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع	بے شک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

کفار اپنے من گھڑت تصورات کی گمراہی کو چھپانے کے لیے حق کی دعوت پر اعتراضات کرتے تھے۔ بار بار کہتے تھے کہ اگر مسلمان آخرت کا تصور دینے میں سچے ہیں تو بتائیں کہ آخرت یعنی فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ جواب دیا گیا کہ فیصلے کے روز کافروں کو اُن کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی اُنہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔ آج اُن کے پاس مہلت ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ ایمان لائیں اور نیکیاں کر کے اُس فیصلہ کے دن کامیاب ہونے کی تیاری کریں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعتراض کرنے والوں کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ وہ حق کو قبول کرنے کے بجائے فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو اے نبی ﷺ آپ بھی اُن کی رسوائی کا منظر سامنے آنے کا انتظار کیجیے۔

سورۃ الاحزاب

اہم معاشرتی احکام

اِس سورۂ مبارکہ میں انتہائی اہم معاشرتی احکام بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے اسلامی معاشرے پر دور رس نتائج مرتب کیے اور اُسے دیگر معاشروں سے بالکل جدا کر دیا۔

☆آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۳ نبی اکرم ﷺ کو احکامِ شریعت پر ڈٹے رہنے کی تلقین
- آیات ۴تا۶ احکام شریعت
- آیات ۷تا۸ انبیاء علیہم السلام سے عہد اور اِس کا نتیجہ
- آیات ۹تا۲۵ غزوۂ احزاب پر بھرپور تبصرہ
- آیات ۲۶تا۲۷ غزوۂ بنو قریظہ پر اجمالی تبصرہ
- آیات ۲۸تا۲۹ دنیا پرستی کی زور دار مذمت
- آیات ۳۰تا۳۴ خواتین کے لیے اہم ہدایات
- آیات ۳۵تا۳۶ اللہ کے محبوب بندوں اور بندیوں کے اوصاف
- آیات ۳۷تا۴۹ نبی اکرم ﷺ اور مومنوں کے لیے اہم ہدایات
- آیات ۵۰تا۵۲ نبی اکرم ﷺ کے لیے رعایتی احکامات
- آیات ۵۳تا۵۵ حکمِ حجاب
- آیات ۵۶تا۵۸ عظمت مصطفیٰ ﷺ
- آیت ۵۹ چہرے کے پردے کا حکم
- آیات ۶۰تا۶۸ گستاخانِ رسول ﷺ پر غیظ و غضب

- آیات ۶۹ تا ۷۱ مومنوں کے لیے ہدایات
- آیات ۷۲ تا ۷۳ انسانوں پر ایک امانت کی ذمے داری

آیات ۱ تا ۳

جلالی اسلوب میں احکام شریعت پر عمل کا حکم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ	اے نبی ﷺ! پرہیزگاری اختیار کیجیے اللہ کی
وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ	اور مت بات مانیے کافروں اور منافقوں کی
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ﴿۱﴾	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَّ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ	اور پیروی کیجیے اُس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ﴿۲﴾	بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ	اور بھروسہ کیجیے اللہ پر
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۳﴾	اور کافی ہے اللہ کا کارساز ہونا۔

سورۂ احزاب میں چند ایسے سخت احکام دیئے گئے ہیں جن کا اُس وقت کے معاشرے میں نافذ کرنا دشوار تھا۔ کفار و منافقین کے لیے اُنھیں برداشت کرنا کافی مشکل تھا اور اُن کی طرف سے شدید مخالفت کا اندیشہ تھا۔ ایسے میں نبی اکرم ﷺ کو جلالی اسلوب میں تلقین کی گئی کہ آپ ﷺ احکام شریعت پر ڈٹے رہیں۔ کفار و منافقین کے دباؤ کو قبول نہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل و بھروسہ کریں۔ وہ آپ ﷺ کا حامی و ناصر ہوگا۔

آیات ۴ تا ۵

دو سخت احکامِ شریعت

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ	نہیں بنائے اللہ نے کسی آدمی کے لیے دو دل اُس کے سینے میں
وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ	اور نہیں بنایا تمہاری اُن بیویوں کو، تم ظہار کرتے ہو جن سے، تمہاری مائیں
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ	اور نہیں بنایا تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ	یہ کہنا ہے تمہارا اپنے مونہوں سے
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴	اور اللہ سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ	پکارو اُنہیں اُن کے باپوں کی نسبت سے
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ	یہ زیادہ عدل کی بات ہے اللہ کے ہاں
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ	پھر اگر تم نہیں جانتے اُن کے باپوں کو
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ	تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں
وَمَوَالِيْكُمْ ۭ	اور تمہارے دوست ہیں
وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ	اور نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اُس میں جو تم خطا کر چکے اِس بارے میں

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ	اور لیکن (اُس پر گناہ ہے) جو ارادے سے کیا تمہارے دلوں نے
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

اِن آیات میں اُس وقت کے معاشرہ کے اعتبار سے دو سخت احکام دیے گئے:

1. ظہار کی کوئی حیثیت نہیں۔ ظہار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص قسم کھائے کہ میری بیوی مجھ پر اسی طرح حرام ہے جیسے میری ماں۔ جو شخص یہ قسم کھالیتا تھا اب اُس کے لیے زندگی بھر بیوی سے تعلق ممنوع ہو جاتا تھا۔ شریعت کے مطابق ہر فرد کی ماں صرف وہ ہے جس نے اُسے جنم دیا ہے۔ بیوی کو ماں کہنے سے نہ وہ ماں بن جاتی ہے اور نہ ہی اُس سے تعلق ممنوع ہوتا ہے۔ ظہار کرنے والا کفارہ ادا کر کے بیوی کے ساتھ تعلق قائم کر سکتا ہے۔
2. منہ بولے بیٹے کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہر فرد کو اُس کے اصل والد کی طرف منسوب کرو۔ والد کا علم نہ ہو تو وہ دینی اعتبار سے تمہارا بھائی ہے۔ کسی شخص کا نسب تبدیل کرنا یعنی اُسے حقیقی والد کے بجائے کسی اور کا بیٹا قرار دینا گناہ کبیرہ ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

"جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا، حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اِس کا باپ نہیں ہے، اُس پر جنت حرام ہے"

آیت ۶

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے لیے اُن کی جانوں سے بڑھ کر ہیں

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عزیز ہیں مومنوں کے لیے اُن کی جانوں سے
وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ	اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اُن کی مائیں ہیں
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ	اور رشتہ دار ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق

اللّٰهِ	دار ہیں اللہ کی شریعت میں
مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ	دوسرے مومنین اور مہاجرین سے
اِلَّاۤ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓئِكُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ	مگر یہ کہ تم کرو اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی
كَانَ ذٰلِكَ فِى الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ۞	یہ (حکم) کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اِس آیت میں مومنوں کے لیے مقامِ مصطفی ﷺ کو واضح کیا گیا۔ مومن کامل وہی ہے جس کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ذات نہ صرف تمام انسانوں بلکہ اپنی ذات سے بھی بڑھ کر ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لَا يُؤۡمِنُ عَبۡدٌ حَتّٰى اَكُوۡنَ اَحَبَّ اِلَيۡهِ مِنۡ نَّفۡسِهٖ، وَاَهۡلِيۡ اَحَبَّ اِلَيۡهِ مِنۡ اَهۡلِهٖ، وَذَاتِيۡ اَحَبَّ اِلَيۡهِ مِنۡ ذَاتِهٖ .(المعجم الکبیر للطبرانی)

”کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُسے میں محبوب نہ ہو جاؤں اپنے آپ سے اور میرے گھر والے اُس کے گھر والوں سے اور میری ذات اُس کی اپنی ذات سے“۔

نبی ﷺ کی ناموس کی حرمت پر جان قربان کر دینے کی آرزو دراصل ایک مؤمن کے سچے ہونے کا ثبوت ہے۔ اِسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات مومنوں کے لیے ماں ہونے کا تقدس رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد کوئی اُن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ البتہ نامحرم مردوں سے اُن کے لیے بھی پردہ کرنے کا حکم برقرار رہے گا۔ آیتِ مبارکہ میں مزید ارشاد ہوا کہ شریعت نے وراثت کے احکام کے حوالے سے مسلمان رحمی رشتہ داروں کو اوّلیت دی ہے۔ اِن کے علاوہ باقی مسلمانوں سے حسنِ سلوک کی کوئی بھی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

آیات ٧ تا ٨

انبیاء علیہم السلام سے خصوصی عہد

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيۡثَاقَهُمۡ	اور جب ہم نے لیا نبیوں سے اُن کا عہد

وَ مِنۡكَ	اور اے نبی ﷺ! آپ سے
وَ مِنۡ نُّوۡحٍ وَّ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ مُوۡسٰى وَ عِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ ۖ	اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام سے
وَ اَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ۙ﴿۷﴾	اور ہم نے لیا اُن سے بہت پختہ عہد۔
لِّيَسۡئَلَ الصّٰدِقِيۡنَ عَنۡ صِدۡقِهِمۡ ۚ	تاکہ اللہ پوچھے سچوں سے اُن کے سچ کے بارے میں
وَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۸﴾ ع	اور اُس نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

ع ۸ ۱۷

اِن آیات میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح سے ایک عہدِ خصوصی لینے کا ذکر ہے۔ آیت ۷ کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ یہ عہد بھی ازل میں اُسی وقت لیا گیا جب تمام ارواحِ انسانیہ سے عہدِ الست لیا گیا تھا۔ مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”یہ عہد انبیاء علیہم السلام سے نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کا عہد تھا۔ جیسا کہ ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ و ابنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں اِس عہدِ انبیاء میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ سب اِس کا بھی اعلان کریں کہ محمد رسول اللہ لا نبی بعدہ، یعنی محمد مصطفی ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا“۔

آیت ۸ میں آگاہ کیا گیا کہ اب جو اُمتی اپنے نبی کے عہد کا پاس کرے گا اُسے اَجر دیا جائے گا۔ جس اُمتی نے اپنے نبی کے عہد سے بے وفائی کی اُسے المناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے خاص طور پر پانچ جلیل القدر رسولوں کا ذکر کیا ہے۔ ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے یہ رسول ہیں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ۔ یہ وہ رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کرنے کا حکم دیا تھا:

شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰٓى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا

فِيۡهِ.(سورۂ شوریٰ آیت ۱۳)

"اللہ نے طے کر دیا ہے تمہارے لیے دین کے بارے میں وہی حکم جس کی اُس نے وصیت کی تھی نوح کو اور جس کی ہم نے وحی کی ہے اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کی طرف اور جس کی ہم نے وصیت کی تھی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کہ قائم کرو دین کو اور مت پڑو تفرقہ میں اِس حکم میں"۔

آیات ۹ تا ۱۱

غزوۂ احزاب پر اجمالی تبصرہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا	اے اہل ایمان!
اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ	یاد کرو اللہ کی اُس نعمت کو جو تم پر ہوئی
اِذۡ جَآءَتۡكُمۡ جُنُوۡدٌ	جب چڑھ آئے تم پر لشکر
فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا	تو ہم نے بھیج دی اُن پر آندھی
وَّجُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا ؕ	اور ایسے لشکر کہ جنہیں تم نے نہیں دیکھا
وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرًا ۚ﴿۹﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے تھے خوب دیکھنے والا تھا۔
اِذۡ جَآءُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ	جب وہ چڑھ آئے تم پر تمہارے اوپر سے
وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ	اور تمہارے نیچے سے
وَاِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ	اور جب پتھرا رہی تھیں نگاہیں

وَ بَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ	اور پہنچ رہے تھے دل (خوف سے دھڑک دھڑک کر) گلوں تک
وَ تَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا ﴿۱۰﴾	اور تم گمان کر رہے تھے اللہ کے بارے میں کئی طرح کے گمان۔
ہُنَالِکَ ابۡتُلِیَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	اِس موقع پر آزما لیے گئے مومن
وَ زُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِیۡدًا ﴿۱۱﴾	اور وہ ہلا مارے گئے بڑی شدت کے ہلانے کے ساتھ۔

یہ آیات غزوۂ احزاب کی مختصر داستان بیان کر رہی ہیں۔اِس غزوہ میں ہر طرف سے کفار نے یلغار کی اور آ کر مدینہ کو گھیر لیا۔ کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔ وہ بھرپور تیاری سے آئے تھے اور پوری طرح جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔ مدینہ میں داخل ہونے کا راستہ صرف ایک سمت تھا۔اِس سمت میں مسلمانوں نے تحفظ کے لیے خندق کھودلی تھی۔ کفار خندق کو عبور کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔اِس صورت حال میں مسلمانوں پر شدید خوف طاری ہوا اور ڈر کے مارے اُن کے دل اچھل اچھل کر حلق تک پہنچ رہے تھے۔ یہ کیفیت پورے ایک ماہ تک جاری رہی ، پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی۔ تیز ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعے کفار کے خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔ دیگیں الٹ دی گئیں اور چولہوں کی آگ خیموں کو جلانے لگی۔ وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد سے اہلِ ایمان، کفار کے ناپاک ارادوں اور سازشوں کے شر سے محفوظ رہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

غزوۂ احزاب میں منافقوں کا طرزِ عمل

وَ اِذۡ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ	اور جب کہہ رہے تھے منافقین
وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ	اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ	نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے
اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾	مگر دھوکہ دینے کے لیے۔
وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ	اور جب کہا ایک جماعت نے اُن میں سے
يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ	اے اہلِ یثرب! کوئی ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے تمہارے لیے
فَارْجِعُوْا ۚ	پس لوٹ چلو
وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ	اور اجازت مانگ رہا تھا ایک گروہ اُن میں سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے
نصف يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ	وہ کہہ رہے تھے بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں
وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ	حالانکہ وہ نہیں تھے غیر محفوظ
اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾	وہ نہیں چاہتے تھے مگر بھاگنا
وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا	اور اگر داخل کر دیے جاتے (لشکر) اُن پر اُس (شہر) کے کناروں سے
ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ	پھر اُن سے تقاضا کیا جاتا فتنے میں پڑنے کا
لَاٰتَوْهَا	تو یقیناً وہ کر گزرتے ایسا
وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾	اور نہ دیر کرتے اِس میں مگر بہت تھوڑی۔
وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ	حالانکہ واقعی اُنہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے اِس سے پہلے

لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ	وہ نہیں پھیریں گے پیٹھیں
وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۱۵	اور اللہ کے عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

غزوۂ احزاب کے موقع پر جب کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تو منافقین کے باطن میں پوشیدہ اسلام دشمنی، رسول اللہ ﷺ سے بغض اور بزدلی ظاہر ہو گئی۔ وہ ایسی باتیں کر رہے تھے جن سے مسلمانوں پر مایوسی طاری ہو اور اُن کے حوصلے پست ہو جائیں۔ وہ بر سرِ عام کہنے لگے کہ ہمیں روم، ایران اور یمن پر فتح کے خواب دکھائے گئے تھے جبکہ آج ہم رفعِ حاجت کے لیے گھر سے باہر نہیں جا سکتے۔ نبی اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ تمام مومنین خندق کے قریب قریب مورچوں میں رہیں اور کفار کی خندق عبور کرنے کی کوششوں کو تیر اندازی سے ناکام کر دیں۔ منافقین اِس کے برعکس مشورہ دے رہے تھے کہ جاؤ گھروں میں اور اپنی موت کا انتظار کرو۔ کسی بھی وقت کفار مدینہ میں داخل ہو کر تمہارا صفایا کر دیں گے۔ اگر واقعی کفار مدینہ میں داخل ہو جاتے اور اُن سے مرتد ہونے کا مطالبہ کرتے تو منافقین مرتد ہونے میں دیر نہ لگاتے۔ حالانکہ وہ غزوۂ اُحد کے بعد وعدہ کر چکے تھے کہ آئندہ کبھی بھی دین اسلام کے لیے قربانی پیش کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس عہد شکنی کی سزا ضرور دے گا۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

کیا محاذِ جنگ سے فرار، موت سے بچا لے گا

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ	اے نبی ﷺ! فرما دیجیے تمہیں ہرگز نفع نہ دے گا بھاگنا
اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ	اگر تم بھاگتے ہو موت سے یا قتل ہونے سے
وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۱۶	اور اِس صورت میں تمہیں فائدہ نہیں دیا جائے گا مگر بہت کم۔
قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ	فرمائیے وہ کون ہے جو بچائے گا تمہیں اللہ سے

اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا	اگر وہ چاہے تمہارے بارے میں برائی
اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةً ؕ	یا وہ چاہے تمہارے بارے میں رحمت
وَلَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ﴿۱۷﴾	اور وہ نہیں پائیں گے اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور مددگار۔
قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِيۡنَ مِنۡكُمۡ	یقیناً اللہ جانتا ہے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو تم میں سے
وَالۡقَآئِلِيۡنَ لِاِخۡوَانِهِمۡ	اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے
هَلُمَّ اِلَيۡنَا ۚ	آجاؤ ہماری طرف
وَلَا يَاۡتُوۡنَ الۡبَاۡسَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۙ﴿۱۸﴾	اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُن منافقین کو جو جنگ سے گریز کر کے گھروں میں جا چھپتے ہیں۔ کیا وہ گھروں میں جا کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں؟ کیا اُنہیں گھروں میں موت نہیں آسکتی؟ بدبخت منافقین مخلص مومنوں کو مشورہ دیتے تھے کہ اپنی جان کی حفاظت کرو اور خندق کے قریب مت جاؤ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ موت تو بہر حال اپنے مقررہ وقت پر آنی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اُس کی راہ میں آجائے ۔

اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لیے ہے

آیات ۱۹ تا ۲۰

منافقت کا سبب ... مال اور جان کی محبت

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ	سخت بخیل ہیں منافقین تمہارے بارے میں
فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ	پس جب آتی ہے خوف کی صورت
رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ	تو اے نبی ﷺ! آپ دیکھتے ہیں اُنہیں کہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں آپ کی طرف
تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ	پھرتی ہیں اُن کی آنکھیں اُس شخص کی طرح، طاری کردی گئی ہو جس پر موت
فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ	پھر جب چلی جاتی ہے خوف کی حالت
سَلَقُوْكُمْ	وہ تکلیف دیتے ہیں تمہیں
بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ	تیز زبانوں کے ساتھ
اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۗ	ٹوٹے پڑتے ہیں مال پر
اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا	یہ لوگ ایمان نہیں لائے
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۗ	تو ضائع کردیے اللہ نے اُن کے اعمال
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ	وہ سمجھتے ہیں لشکروں کو کہ نہیں گئے

وَ اِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ	اور اگر لشکر آ جائیں
يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ	وہ پسند کریں گے کہ کاش وہ ہوں باہر نکلے ہوئے بدوؤں میں
يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ	پوچھتے رہیں تمہاری خبروں کے بارے میں
وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ	اور اگر وہ ہوتے تم میں
مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِيْلًا ۠﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۲ ۱۸	تو نہ لڑتے مگر بہت کم۔

منافقین کا اصل مرض ہے مال اور جان سے محبت۔ کوئی خطرے کی خبر آئے تو اُن پر ایسا خوف طاری ہوتا ہے جیسا اُس شخص پر جو موت کے وقت آخری سانس لے رہا ہو۔ اگر فتح کی صورت پیدا ہو جائے تو وہ مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ کفار کے لشکروں کے ناکام لوٹنے کے باوجود ڈر رہے ہیں کہ کہیں وہ واپس نہ آ جائیں۔ اُن کی خواہش تو یہ ہے کہ مدینہ سے دور کسی بستی میں چلے جائیں اور وہاں سے مسلمانوں اور کفار کے درمیان کشمکش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں۔ اِن بد نصیبوں کی ساری نیکیاں اللہ تعالیٰ نے ضائع فرما دیں۔ اِس کا سبب مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِن آیات کی تفسیر کے دوران اِس طرح لکھتے ہیں:

”کفر اور اسلام کی کشمکش میں جب کڑی آزمائش کا وقت آیا تو اُنہوں نے دوغلے پن کا ثبوت دیا، دین کے مفاد پر اپنے مفاد کو ترجیح دی اور اسلام کی حفاظت کے لیے جان، مال اور محنت صرف کرنے میں دریغ کیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ فیصلے کا اصل مدار ظاہری اعمال نہیں ہیں، بلکہ یہ سوال ہے کہ آدمی کی وفاداریاں کس طرف ہیں۔ جہاں اللہ اور اُس کے دین سے وفاداری نہیں ہے وہاں اقرارِ ایمان اور عبادات اور دوسری نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت کے مرض سے محفوظ فرمائے اور مال، جان اور ہر شے کی محبت کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت پر قربان کرنے کی ہمت و سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۱

نبی اکرم ﷺ بہترین نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ مبارکہ میں بہترین نمونہ ہے
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ	اُس کے لیے جو طلب گار ہو اللہ کا
وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ	اور آخرت کے دن کا
وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾	اور یاد کرتا ہو اللہ کو کثرت سے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ بابرکت میں مومنوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ایسے مومن جو اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے طلب گار ہوں۔ پھر وہ ہر وقت حالتِ ذکر میں رہنا چاہتے ہوں۔ آپ ﷺ واحد رسول ہیں جن کی سیرت پوری طرح سے محفوظ اور قابلِ اتباع ہے۔ آپ ﷺ انفرادی اعتبار سے معاشرے کے ہر کردار کے لیے نمونہ ہیں۔ والد، شوہر، داماد، خسر، پڑوسی، تاجر، داعی، امام مسجد، خطیب، مدرس، معلم، مربی، سپہ سالار، فاتح، قاضی، حکمران، غرض بظاہر بالکل مختلف حیثیتوں کے لیے بھی اُسوہ ہیں۔ کوئی پیغمبر بے کسی کے عالم میں داعی تو ہیں لیکن حکمران نہیں۔ کسی کی زندگی میں غلبۂ دین کی جدوجہد کے لیے تحریکی دور تو ہے لیکن غلبۂ دین کے بعد اسلامی ریاست کی عملداری نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اِن تمام اعتبارات سے نمونہ ہیں۔ اِسی طرح اجتماعی اعتبار سے آپ ﷺ نے بالکل انسانی سطح پر جدوجہد کر کے تاریخِ انسانی کا عظیم ترین اور ہر اعتبار سے کامل انقلاب برپا کیا۔ اِس جدوجہد میں معجزات کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے تاکہ بعد میں بھی لوگ آپ ﷺ کے اُسوے کی پیروی کر سکیں۔ غزوۂ احزاب کے جس پسِ منظر میں یہ آیت نازل ہوئی اُس حوالے سے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”یہاں تو رسول اللہ ﷺ کا حال یہ تھا کہ ہر مشقت جس کا آپ ﷺ نے دوسروں سے مطالبہ کیا، اُسے برداشت کرنے میں آپ ﷺ خود سب کے ساتھ شریک تھے، بلکہ دوسروں سے بڑھ کر ہی آپ ﷺ نے حصہ لیا، کوئی تکلیف ایسی نہ تھی جو دوسروں نے اٹھائی ہو اور آپ ﷺ نے نہ اٹھائی ہو۔ خندق کھودنے والوں میں آپ ﷺ خود شامل تھے۔ بھوک اور سردی کی تکلیفیں اٹھانے میں ایک ادنیٰ مسلمان کے ساتھ آپ ﷺ کا حصہ بالکل برابر کا تھا۔ محاصرے کے دوران میں آپ ﷺ ہر وقت محاذِ جنگ پر موجود رہے اور ایک لمحے کے لیے بھی دشمن کے مقابلے سے نہ ہٹے۔ بنو قریظہ کی غداری کے بعد جس خطرے میں سب مسلمانوں کے بال بچے مبتلا تھے اِسی میں آپ ﷺ کے بال بچے بھی مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حفاظت اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کے لیے کوئی خاص اہتمام نہ کیا جو دوسرے مسلمانوں کے لیے نہ ہو۔ جس مقصدِ عظیم کے لیے آپ ﷺ دوسروں سے قربانیوں کا مطالبہ کر رہے تھے اِس پر سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ خود اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار تھے۔ اس لیے جو کوئی بھی آپ ﷺ کے اتباع کا مدعی تھا اُسے یہ نمونہ دیکھ کر اُس کی پیروی کرنی چاہیے تھی“۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

غزوۂ احزاب کے موقع پر مومنوں کا طرزِ عمل

وَ لَمَّا رَاَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ ۙ	اور جب دیکھا مومنوں نے لشکروں کو
قَالُوۡا ہٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ	کہنے لگے یہی تو ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے
وَ صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ ۫	اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے
وَ مَا زَادَہُمۡ اِلَّاۤ اِیۡمَانًا وَّ تَسۡلِیۡمًا ﴿ؕ۲۲﴾	اور نہیں بڑھایا اِس (صورتِ حال) نے اُنہیں مگر ایمان اور فرمانبرداری میں۔
مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ	مومنوں میں وہ جواں مرد بھی ہیں

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ	سچ کر دکھائی جنہوں نے وہ بات ، اُنہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے جس پر
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ	پھر اُن میں کوئی تو وہ ہے جو پوری کر چکا اپنی نذر
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ	اور اُن میں سے کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے (اِس کا)
وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ ﴿۲۳﴾	اور اُنہوں نے نہیں بدلا (اپنی بات کو) ذرا بھی۔
لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ	تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو اُن کے سچ کا
وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ	اور عذاب دے منافقوں کو اگر چاہے
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ	یا توبہ قبول فرمائے اُن کی
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

جب سچے اہلِ ایمان نے دیکھا کہ کیل کانٹے سے لیس کفار کے لشکر نے مدینہ کو گھیر لیا ہے تو وہ پکار اُٹھے کہ اِسی کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا تھا یعنی:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ O (البقرۃ آیت : ۱۵۵)

"اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے اور اموال اور جانوں اور پھلوں میں نقصان سے اور (اے نبی ﷺ!) بشارت دیجیے صبر کرنے والوں کو"۔

اِس صورتِ حال میں مومنوں کے ایمان اور تسلیم و رضا میں اور اضافہ ہوا۔ اُنہوں نے بڑی دلیری سے کفار کو خندق عبور کرنے سے روکے رکھا۔ اِس دوران چند صحابہ نے جامِ شہادت بھی نوش کیا اور باقی بھی یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے بے چین تھے۔

وبالِ دوش ہے اس ناتواں کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سناں کے لیے

اللہ تعالیٰ اِن اہل ایمان کو اِن کی سرفروشی کا بھرپور بدلہ عطا فرمائے گا۔ البتہ منافقین میں سے کچھ کو اُن کے طرزِ عمل کی سزا دے گا اور کچھ کو توبہ اور اصلاحِ کردار کی توفیق عطا فرمائے گا۔

آیت ۲۵

کفار کے لشکروں کی ذلت آمیز شکست

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ	اور لوٹا دیا اللہ نے اُنہیں جنہوں نے کفر کیا تھا اُن کے غصہ کے ساتھ
لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ	وہ نہیں پا سکے کوئی بھلائی
وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ	اور کافی ہے اللہ مومنوں کے لیے جنگ میں
وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ﴿۲۵﴾	اور اللہ بڑی قوت والا، بہت زبردست ہے۔

اِس آیت میں کفار کے لشکروں کی ذلت آمیز شکست اور واپسی کا ذکر ہے۔ اُن کی تمام تیاریاں، جنگی مصارف پر خرچ، جسمانی محنت و تکلیف اور مدینہ کے محاصرے کی پورے ایک ماہ کی مشقت ضائع ہو گئی۔ اُن کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور وہ مایوسی و حسرت کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔ پھر جن بدنصیبوں نے توبہ نہیں کی، وہ اپنے نامۂ اعمال کو مزید سیاہیوں سے بھر گئے۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

بنو قریظہ کی ذلت آمیز تباہی

وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ	اور اتار دیا اللہ نے اُنہیں جنہوں نے مدد کی تھی لشکروں کی اہل کتاب میں سے اُن کے قلعوں سے

وَ قَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الرُّعۡبَ	اور ڈال دیا اُن کے دلوں میں رعب
فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ	ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے
وَ تَاۡسِرُوۡنَ فَرِیۡقًا ﴿ۚ۲۶﴾	اور ایک گروہ کو تم قید کرتے تھے۔
وَ اَوۡرَثَکُمۡ اَرۡضَہُمۡ	اور وارث بنادیا تمہیں اُن کی زمین کا
وَ دِیَارَہُمۡ	اور اُن کے گھروں کا
وَ اَمۡوَالَہُمۡ	اور اُن کے اموال کا
وَ اَرۡضًا لَّمۡ تَطَـُٔوۡہَا ؕ	اور اُس زمین کا بھی، تم نے قدم نہیں رکھا جس پر
وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا ﴿ع۲۷﴾	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ع ۱۹

یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے غزوہ خندق کے دوران میثاقِ مدینہ کو توڑ کر کفار کے لشکروں سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جاکر اُن کو میثاقِ مدینہ کی یاددہانی کرائی تو اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی۔ کفار کے لشکروں کی واپسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ بنو قریظہ کو اُن کی عہد شکنی کی سزا دو۔ مسلمانوں نے اُن کے قلعوں کو گھیر لیا۔ اُنہوں نے بُزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہتھیار ڈال دیے اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (رئیس اوس) کو فیصلہ کے لیے منصف بنانے کی درخواست کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخواست قبول کرلی۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے تورات کی روشنی میں فیصلہ دیا کہ عہد شکنی کرنے والی قوم کے تمام جوانوں کو قتل کردو۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو غلام بنالو۔ تمام املاک کو مالِ غنیمت کے طور پر قبضہ میں لے لو۔ اِس فیصلہ پر عمل درآمد کیا گیا اور بنو قریظہ عبرتناک ذلت سے دوچار ہوئے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

نبی اکرم ﷺ کی دنیا سے بیزاری

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ	اے نبی ﷺ! فرمائیے اپنی ازواج سے
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا	اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی اور اِسی کی زیب وزینت
فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ	تو آؤ میں کچھ سامان دے دیتا ہوں تمہیں
وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾	اور پھر میں رخصت کر دیتا ہوں تمہیں بڑی خوبصورت رخصتی کے ساتھ۔
وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ	اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو
وَ رَسُوْلَهٗ	اور اُس کے رسول ﷺ کو
وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ	اور آخرت کے گھر کو
فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾	تو بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے تم میں سے نیک بیبیوں کے لیے شاندار بدلہ۔

غزوۂ بنو قریظہ کے نتیجہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی مقدار میں مال و دولت ملا اور مدینہ کے ہر گھر میں خوشحالی آگئی۔ البتہ نبی اکرم ﷺ کے گھر میں اب بھی وہی فاقہ کشی، بغیر چراغ کے اندھیری راتیں اور فقر کا عالم رہا۔ ابھی چونکہ حجاب کا حکم نہیں آیا تھا لہٰذا منافقین آپ ﷺ کے گھر پر آتے اور ازواجِ مطہرات کے سامنے بڑے ہمدرد بن کر فقر کی صورتِ حال پر افسوس کرتے۔ اُن میں دنیا کی آسائشوں کی کمی کے بارے میں حسرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اُنہیں ترغیب دیتے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے دنیوی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ کریں۔ جب ازواجِ مطہرات نے آپ ﷺ سے ایسا مطالبہ کیا

توآپ ﷺ کواِس پر شدید دُکھ ہوا۔آپ ﷺ نے پورے ایک ماہ ازواجِ مطہرات سے علیحدگی اختیار کیے رکھی۔اِس واقعہ کو سیرت میں واقعۂ ایلا کہا جاتا ہے۔ایک ماہ کے بعد آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات کے سامنے دو صورتیں رکھیں:

1. اِن کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے اُنہیں مال و متاع دے دیا جائے،البتہ پھر اُنہیں خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے کیوں کہ نبی ﷺ کو اِن دنیوی سہولیات سے کوئی رغبت نہیں۔
2. وہ اگر اللہ تعالیٰ،اُس کے رسول ﷺ اور آخرت کی طلب گار ہیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فقر کی اِسی زندگی پر راضی رہیں۔

تمام ازواجِ مطہرات نے دُوسری صورت کو بخوشی قبول فرمالیا۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

ازواجِ مطہرات کا خصوصی معاملہ

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنۡ یَّاۡتِ مِنۡکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ	اے نبی ﷺ کی ازواج! جس نے ارتکاب کیا تم میں سے کھلی بے حیائی کا
یُّضٰعَفۡ لَہَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَیۡنِ ؕ	بڑھایا جائے گا اُس کے لیے عذاب کو دو گنا
وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا ﴿۳۰﴾	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ	اور جس نے فرمانبرداری کی تم میں سے اللہ کی
وَ رَسُوۡلِہٖ	اور اُس کے رسول ﷺ کی
وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا	اور عمل کیا اچھا
نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ	ہم دیں گے اُسے اُس کا اجر دو گنا

وَ اَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِیۡمًا ﴿۳۱﴾	اور ہم نے تیار کر رکھی ہے اُس کے لیے عزت والی روزی۔

ازواجِ مطہرات پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل تھا۔اُس نے اُنہیں اپنے حبیب ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف عطا فرمایا اور براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے فیض حاصل کرنے کی سعادت بخشی۔اب ازواجِ مطہرات امت کی خواتین کے لیے نمونہ ہیں۔خواتین بھلائی اور برائی میں اُن کی پیروی کریں گی۔اُن کی برائی امت کی خواتین کے بگاڑ کا ذریعہ بنے گی اور اُن کی بھلائی امت کی خواتین کی فلاح کا سبب بنے گی۔لہٰذا " جن کے رُتبے ہیں سوا، اُن کی سوا مشکل ہے "۔اگر اُنہوں نے اپنے اِس خصوصی مقام کا پاس نہ کیا اور برائی کی تو اپنے بگاڑ کے ساتھ دوسروں کے بگاڑ کی بھی سزا پائیں گی۔اِسی طرح اگر اُنہوں نے اپنے خصوصی اعزاز کے شایانِ شان طرزِ عمل اختیار کیا اور نیک کام کیے تو اپنی نیکی کے ساتھ اِس بات کا اجر بھی پائیں گی کہ اُنہوں نے دوسروں کو بھلائی کی راہ دکھائی۔اب بڑے بہترین رزق سے اُن کا اکرام کیا جائے گا۔بلاشبہ ازواجِ مطہرات نے نیکی اور پارسائی کی اعلیٰ مثال قائم فرما کر اللہ کے رسول ﷺ کی زوجیت کا حق ادا کر دیا۔اللہ تعالیٰ امت کی خواتین کو اُن کی پیروی کی سعادت عطا فرمائے۔آمین !

آیات ۳۲ تا ۳۴

خواتین کے لیے ہدایات

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ	اے نبی ﷺ کی ازواج! تم نہیں ہو عورتوں میں سے کسی اور کی طرح
اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ	اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو
فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ	تو نرم لہجہ نہ رکھو بات کرنے میں
فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ	پھر کہیں لالچ کر بیٹھے وہ کہ جس کے دل میں بیماری ہے
وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾ج	اور کہو بھلی بات۔

وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ	اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں
وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى	اور نمائش نہ کرتی پھرو زینت کی جیسا کہ نمائش کرنا تھا سابقہ جاہلیت میں
وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرو نماز
وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ	اور دو زکوٰۃ
وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ	اور کہنا مانو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ	بے شک یہی چاہتا ہے اللہ کہ دور کر دے تم سے گندگی اے نبی ﷺ کے گھر والو!
وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ﴿۳۳﴾	اور پاک کر دے تمہیں خوب اچھی طرح۔
وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ	اور یاد رکھو وہ جو بھی تلاوت کیا جاتا ہے تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات میں سے
وَ الْحِكْمَةِ ؕ	اور حکمت میں سے
ع اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۧ﴿۳۴﴾	بے شک اللہ بہت باریک بین، خوب باخبر ہے۔

اِن آیات میں ازواجِ مطہرات کو اُن کا خصوصی مقام یاد دلا کر اہم ہدایات دی جا رہی ہیں۔ ازواجِ مطہرات امت کی تمام خواتین کے لیے ایک نمونہ ہیں لہٰذا اُن کے توسط سے یہ ہدایات تمام مسلمان خواتین کے لیے ہیں۔ یہ ہدایات درجِ ذیل ہیں :

1. نامحرم سے گفتگو کی ضرورت پڑ جائے تو لہجہ میں نرمی سے اجتناب کیا جائے اور صرف وہی بات کی جائے جو ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لہجہ کی نرمی سے کسی کا دل خاتون کی طرف مائل ہو جائے۔

2. پورے وقار کے ساتھ گھر کی چار دیواری میں رہا جائے اور انتہائی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلا جائے۔
3. باہر نکلنے کی صورت میں شرم و حیا اور پردے کا پورا اہتمام کیا جائے اور دورِ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کی نمائش نہ کی جائے۔
4. باقاعدگی سے نماز ادا کی جائے۔
5. شرعی قواعد و ضوابط کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔
6. زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی جائے۔
7. قرآن و حدیث کی تعلیمات اور ان سے حاصل ہونے والی حکمت و دانائی کو یاد رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

آیت ۳۵

مردوں اور عورتوں کے لیے دس پسندیدہ اوصاف

اِنَّ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَ الۡمُسۡلِمٰتِ	بے شک فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں
وَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ	اور مومن مرد اور مومن عورتیں
وَ الۡقٰنِتِيۡنَ وَ الۡقٰنِتٰتِ	اور تابع دار مرد اور تابع دار عورتیں
وَ الصّٰدِقِيۡنَ وَ الصّٰدِقٰتِ	اور سچے مرد اور سچی عورتیں
وَ الصّٰبِرِيۡنَ وَ الصّٰبِرٰتِ	اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں
وَ الۡخٰشِعِيۡنَ وَ الۡخٰشِعٰتِ	اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں
وَ الۡمُتَصَدِّقِيۡنَ وَ الۡمُتَصَدِّقٰتِ	اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں
وَ الصَّآئِمِيۡنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ	روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ	اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں
وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ	اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾	تیار کر رکھی ہے اللہ نے اُن کے لیے بخشش اور بہت شاندار بدلہ۔

اِس آیت میں مردوں اور خواتین کے لیے دس پسندیدہ اوصاف کا بیان ہے:

1. شریعت کے ہر حکم کے سامنے پوری رضا اور رغبت سے سر جھکا دینا۔
2. دل کی گہرائی سے نبی اکرم ﷺ سے ملنے والی تمام تعلیمات پر ایمان لانا۔
3. عاجزی سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام کی تابعداری کرنا۔
4. نہ صرف قول بلکہ پورے کردار سے سچائی کی مثال قائم کرنا۔ جھوٹ، فریب، خیانت، دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور ریاکاری سے بچنا۔
5. ذاتی عمل میں استقامت، حق کی راہ کی مشکلات اور حادثات پر صبر و رضا کا مظاہرہ کرنا۔
6. ہر وقت اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کیے رہنا اور تکبر و غرور سے بچنا۔
7. اللہ تعالیٰ کی راہ میں زکوٰۃ دینا اور نفلی صدقہ و خیرات کرتے رہنا۔
8. اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے نہ صرف فرض بلکہ نفلی روزے بھی رکھنا۔
9. اپنے ستر، عصمت اور عفت کی حفاظت کرنا اور جنسی اعتبار سے پاکیزگی کا اہتمام کرنا۔
10. دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اور زبان پر کثرت سے اُس کے ذکر کو جاری رکھنا۔

آیت کے آخر میں مذکورہ بالا اوصاف کے حاملین کو گناہوں کی بخشش اور نیکیوں پر شاندار اجر کی بشارت دی گئی ہے۔ مولانا

مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِن اوصاف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اِس آیت میں یہ بتادیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں اصل قدر و قیمت کن اوصاف کی ہے۔ یہ اسلام کی بنیادی قدریں Basic values ہیں جنہیں ایک فقرے کے اندر سمیٹ دیا گیا ہے۔ اِن قدروں کے لحاظ سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ عمل کے لحاظ سے تو بلاشبہ دونوں صنفوں کا دائرہ کار الگ ہے۔ مردوں کو زندگی کے کچھ شعبوں میں کام کرنا ہے اور عورتوں کو کچھ اور شعبوں میں۔ البتہ اگر یہ اوصاف دونوں میں یکساں موجود ہوں تو اللہ تعالی کے ہاں دونوں کا مرتبہ یکساں اور دونوں کا اجر برابر ہوگا"۔

آیت ۳۶

حقیقی مومن اور حقیقی مومنہ کا طرزِ عمل

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَةٍ	اور لائق نہیں کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے
اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَمۡرًا	جب فیصلہ کر دیں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا
اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ مِنۡ اَمۡرِهِمۡ ؕ	کہ ہو اُن کے لیے کوئی اختیار اُن کے اِس معاملے میں
وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ	اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيۡنًا ؕ۳۶	تو یقیناً وہ جا پڑا کھلی گمراہی میں۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ حقیقی مومنین اور حقیقی مومنات وہ ہیں کہ جیسے ہی اُن کے علم میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم آتا ہے وہ اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ حقیقی ایمان کے اِس تقاضے کا اطلاق صرف کسی فرد پر ہی نہیں ہوتا بلکہ اِس کی رُو سے قوم یا ادارے یا عدالت یا پارلیمنٹ یا ریاست کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے

رسول ﷺ کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو، اُس میں وہ اپنی آزادیٔ رائے استعمال کرے۔ ایمان لانے کے معنی ہی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانے کے ہیں۔ بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے وہ دراصل اپنی کھلی گمراہی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۷ تا ۳۹

منہ بولے بیٹے کی بیوی، بہو نہیں ہے

وَ اِذۡ تَقُوۡلُ لِلَّذِیۡۤ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ	اور اے نبی ﷺ! جب آپ فرما رہے تھے اُس شخص سے اللہ نے احسان کیا تھا جس پر
وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ	اور آپ ﷺ نے بھی احسان کیا تھا جس پر
اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ زَوۡجَکَ	روکے رکھو اپنے پاس اپنی بیوی کو
وَ اتَّقِ اللّٰہَ	اور پرہیزگاری اختیار کرو اللہ کی
وَ تُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِکَ مَا اللّٰہُ مُبۡدِیۡہِ	اور آپ ﷺ چھپا رہے تھے اپنے جی میں وہ بات اللہ ظاہر کرنے والا تھا جسے
وَ تَخۡشَی النَّاسَ ۚ	اور آپ ﷺ ڈر رہے تھے لوگوں سے
وَ اللّٰہُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشٰہُ ؕ	حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ ﷺ ڈریں اُس سے
فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡہَا وَطَرًا	پھر جب ختم کر لی زید نے اُس سے اپنی حاجت
زَوَّجۡنٰکَہَا	ہم نے نکاح کر دیا آپ ﷺ کا اُس سے

لِکَیۡ لَا یَکُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِہِمۡ	تاکہ نہ ہو مومنوں پر کوئی تنگی اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں
اِذَا قَضَوۡا مِنۡہُنَّ وَطَرًا ؕ	جب وہ ختم کر چکیں اُن سے حاجت
وَ کَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا ﴿۳۷﴾	اور اللہ کا حکم تو پورا ہونے والا تھا۔
مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنۡ حَرَجٍ فِیۡمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ	نہیں ہے نبی ﷺ پر کوئی مضائقہ اُس بات میں جو طے کر دی ہے اللہ نے اُن کے لیے
سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ	یہی اللہ کا دستور تھا اُن (انبیاء علیہم السلام) کے بارے میں جو گزر چکے ہیں پہلے
وَ کَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرَا ﴿ۙ۳۸﴾	اور اللہ کا حکم پورے اندازے سے طے کیا ہوا ہے۔
الَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ	وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں اللہ کے پیغامات
وَ یَخۡشَوۡنَہٗ	اور وہ اُسی سے ڈرتے ہیں
وَ لَا یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ؕ	اور وہ نہیں ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے
وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا ﴿۳۹﴾	اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا۔

یہ آیات دورِ جاہلیت کی ایک گمراہی کی اصلاح کر رہی ہیں۔ دورِ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا اور اُس کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا تھا۔ اگر کسی شخص کا منہ بولا بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا اُس کی بیوی بیوہ ہو جائے تو وہ شخص اُس خاتون سے نکاح نہیں کر سکتا تھا۔ قرآنِ مجید اِس روایت کو توڑنا چاہتا تھا۔ اِن آیات نے واضح کر دیا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے اور نہ اُس کی بیوی بہو ہے۔ لہٰذا مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں اُس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنا

رکھا تھا۔ جب سورۂ احزاب کی آیت ۴ میں اِس کی ممانعت آئی تو آپ ﷺ نے اُن سے یہ رشتہ ختم کیا اور اُن کی دلجوئی کے لیے اپنے خاندان کی ایک خاتون یعنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا اُن سے نکاح کر دیا۔ اُن دونوں میں موافقت پیدا نہ ہو سکی اور نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اِس نکاح پر راضی نہ تھیں لیکن اُنہوں نے نبی ﷺ کی خواہش کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔ اب طلاق کا معاملہ اُن کے لیے باعث دکھ تھا۔ اُن کی دلجوئی کی یہی صورت تھی کہ نبی ﷺ خود اُن سے نکاح کریں۔ لیکن اِس معاملے میں عرب کی مذکورہ بالا روایت آڑے آ رہی تھی۔ اِس روایت پر ضرب کاری لگانے کے لیے ضروری تھا کہ آپ ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کریں۔ ورنہ یہ روایت کبھی ختم نہ ہوتی۔ اِس لیے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں، جو آ کر اِس روایت کو ختم کرتا۔ بلاشبہ لوگوں کی طرف سے شدید مخالفت کا اندیشہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو متوجہ کیا کہ اللہ کے رسول صرف اُسی سے ڈرتے ہیں۔ وہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کسی جائز کام کو ترک نہیں کرتے۔ آپ ﷺ لوگوں کی اصلاح کے لیے آئے ہیں۔ لہٰذا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے ثابت کر دیں کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں اور اُس کی بیوی حقیقی بہو نہیں۔

آیت ۴۰

سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ	نہیں ہیں محمد ﷺ والد تمہارے مردوں میں سے کسی کے
وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ	اور لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ	اور ختم کرنے والے ہیں نبیوں (کے سلسلے) کو
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۴۰﴾ ع	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیت نبی اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ بیان کر رہی ہے۔ آپ ﷺ کا کوئی بیٹا نہیں۔ آپ ﷺ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر نبوت کا سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور مکار ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِىٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ . (سنن الترمذی)

"اور بے شک آئیں گے میری امت میں تیس جھوٹے مکار۔ اُن میں سے ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کرو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے ایمان والو!
اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾	ذکر کیا کرو اللہ کا خوب ذکر۔
وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾	اور بیان کیا کرو اُس کی پاکی صبح و شام۔
هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ	وہی ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر
وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ	اور اُس کے فرشتے بھی (تم پر نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں)
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ	تاکہ وہ نکالے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾	اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ	ان کے لیے بطور دعا جس روز وہ ملیں گے اللہ سے، سلام ہوگا

وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾	اور اُس نے تیار کر رکھا ہے اُن کے لیے عزت والا اجر۔

اِن آیات میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کریں اور صبح و شام اُس کی تسبیح میں مشغول رہیں۔ اُس کے مومنوں پر بے شمار احسانات ہیں۔ وہ ہر وقت اُن پر رحمتوں کا نزول فرماتا رہتا ہے۔ اُس کے فرشتے بھی مومنوں کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔ دنیا میں وہ مومنوں کو اپنے خصوصی فضل سے گمراہیوں کے اندھیروں سے ہدایت کے نور کی طرف لاتا رہتا ہے اور آخرت میں اُنہیں سلامتی کا تحفہ اور شرف و اکرام والا اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اُس کے عظیم احسانات کا شکر ادا کر سکیں۔ آمین!

آیات ۴۵ تا ۴۶

نبی اکرم ﷺ کی خصوصی شان

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا	اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر
وَّ مُبَشِّرًا	اور بشارت دینے والا
وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾	اور خبر دار کرنے والا۔
وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ	اور اللہ کی طرف بلانے والا اُس کے حکم سے
وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾	اور روشن کر دینے والا چراغ۔

یہ آیات عظمت مصطفی ﷺ کے درج ذیل مظاہر بیان کر رہی ہیں :

1. نبی اکرم ﷺ گواہ ہیں یعنی روزِ قیامت آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت تک قول اور عمل سے اُس کا دین پہنچانے کا حق ادا فرما دیا تھا۔
2. آپ ﷺ اعمالِ صالحہ کے حوالے سے بہترین اجر کی بشارت دینے والے ہیں۔

3. آپ ﷺ نافرمانیوں پر برے عذاب سے خبر دار کرنے والے ہیں۔
4. آپ ﷺ نوعِ انسانی کو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت سے سیدھی راہ کی طرف بلانے والے ہیں۔
5. آپ ﷺ اپنی ذاتِ مبارکہ میں ایک ایسا روشن چراغ ہیں جو بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ اور سیدھی راہ پر چلنے والوں کو اعلیٰ سعادتوں کی منزل دکھانے والا ہے۔

آیات ۴۷ تا ۴۸

نبی ﷺ کا معاملہ بندوں کے ساتھ

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ	اور اے نبی ﷺ! بشارت دیجیے مومنوں کو
بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾	کہ بے شک اُن کے لیے اللہ کی طرف سے ہے بہت بڑا فضل۔
وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ	اور مت بات مانیے کافروں اور منافقوں کی
وَ دَعْ اَذٰىهُمْ	اور چھوڑیے اُن کے ستانے کو
وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ	اور بھروسا کیجیے اللہ پر
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾	اور کافی ہے اللہ کا کارساز ہونا۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ مومن بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے انعام کی خوشخبری سنادیں۔ اِس کے برعکس کافروں اور منافقوں کے دباؤ کو قبول نہ کریں اور نہ ہی اُن کی گستاخیوں اور شرارتوں سے رنجیدہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے حق کے مشن کو استقامت سے جاری وساری رکھیں۔ وہ بہترین کارساز ہے۔ وہ ضرور گستاخوں کو رسوا کرے گا اور اپنے نبی ﷺ کو عظیم کامیابیوں سے سرفراز فرمائے گا۔

آیت ۴۹

رخصتی سے پہلے طلاق کے بارے میں حکم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا	اے ایمان والو!
اِذَا نَكَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ	جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے
ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ	پھر تم طلاق دے دو اُنہیں اِس سے پہلے کہ تم نے ہاتھ لگایا ہو اُنہیں
فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ تَعۡتَدُّوۡنَهَا ۚ	تو نہیں ہے تمہارے لیے اُن پر عدت جسے تم شمار کرو
فَمَتِّعُوۡهُنَّ	سو اُنہیں کچھ سامان دو
وَسَرِّحُوۡهُنَّ سَرَاحًا جَمِيۡلًا ﴿۴۹﴾	اور رخصت کرو اُنہیں بڑی خوبصورت رخصتی کے ساتھ۔

اگر ایک خاتون کو اُس کا شوہر رخصتی سے پہلے طلاق دے دے تو وہ بغیر عدت کے کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ عدت کی حکمت یہ ہے کہ اگر طلاق دینے والے شخص سے کوئی اولاد ہونے والی ہے تو وہ ظاہر ہو جائے۔ جب رخصتی نہیں ہوئی تو اولاد کے ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر کسی خاتون کو رخصتی سے قبل طلاق دی جا رہی ہو تو شوہر کا اخلاقی فرض ہے کہ کچھ نہ کچھ دے کر اور خوبصورتی سے علیحدگی کے معاملہ کو انجام دے۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

نبی اکرم ﷺ کے لیے خصوصی معاشرتی احکام

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِیۡۤ اٰتَیۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ	اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے حلال کر دیں ہیں آپ ﷺ کے لیے آپ کی وہ ازواج جنہیں آپ دے چکے ہیں اُن کے مہر
وَ مَا مَلَكَتۡ یَمِیۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیۡكَ	اور آپ ﷺ کی کنیزیں اُس غنیمت میں سے جو عطا کی ہے اللہ نے آپ کو
وَ بَنٰتِ عَمِّكَ	اورآپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں
وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ	اور آپ ﷺ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں
وَ بَنٰتِ خَالِكَ	اور آپ ﷺ کے ماموؤں کی بیٹیاں
وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ	اور آپ ﷺ کی خالاؤں کی بیٹیاں
الّٰتِیۡ هَاجَرۡنَ مَعَكَ ۫	جنھوں نے ہجرت کی ہے آپ ﷺ کے ساتھ
وَ امۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِیِّ	اور کوئی بھی مومن خاتون اگر وہ پیش کر دے اپنے آپ کو نبی ﷺ کے لیے
اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡكِحَهَا ۗ	اگر چاہیں نبی ﷺ نکاح کرنا اُس سے
خَالِصَةً لَّكَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ	یہ خاص ہے آپ ﷺ کے لیے مومنوں کے علاوہ
قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَیۡهِمۡ فِیۡۤ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ مَا	یقیناً ہم جانتے ہیں جو ہم نے مقرر کیا ہے اُن پر ان کی

مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ	بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں
لِکَیۡلَا یَکُوۡنَ عَلَیۡكَ حَرَجٌ ؕ	تاکہ نہ رہے آپ ﷺ پر کوئی تنگی
وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۵۰﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔
تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡہُنَّ	آپ ﷺ دور کرلیں جسے چاہیں اپنی ازواج میں سے
وَ تُــٔۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ	اور قریب کرلیں اپنے جسے چاہیں
وَ مَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ ؕ	اور اگر آپ طلب کریں اُن میں سے اُسے جسے آپ نے دور کردیا تھا تو کوئی مضائقہ نہیں آپ پر
ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُہُنَّ	یہ زیادہ قریب ہے اِس کے کہ ٹھنڈی ہوں اُن کی آنکھیں
وَ لَا یَحۡزَنَّ	اور وہ نہ ہوں غمگین
وَ یَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَہُنَّ کُلُّہُنَّ ؕ	اور راضی رہیں اُس پر جو آپ دیں اُنہیں وہ سب کی سب
وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ	اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے
وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۱﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑے تحمل والا ہے۔
لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ	حلال نہیں آپ ﷺ کے لیے عورتیں اِس کے بعد
وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِہِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ	اور نہ ہی یہ کہ آپ ﷺ بدل کرلے آئیں اِن کی جگہ دوسری بیویاں

وَّ لَوۡ اَعۡجَبَکَ حُسۡنُہُنَّ	اور اگرچہ بھلا لگے آپ ﷺ کو اُن کا حسن
اِلَّا مَا مَلَکَتۡ یَمِیۡنُکَ ؕ	سوائے آپ ﷺ کی کنیزوں کے
ع وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ﴿۵۲﴾ ع	اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو ایسے احکام دیے گئے جو آپ ﷺ کے لیے خاص ہیں اور اُن کا دیگر اہلِ ایمان پر اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ احکام درج ذیل ہیں:

1. آپ ﷺ چار سے زائد نکاح بھی کر سکتے ہیں۔
2. آپ ﷺ کسی خاتون سے بغیر مہر ادا کیے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اِس سہولت سے استفادہ نہیں فرمایا۔
3. آپ ﷺ پر ازواجِ مطہرات کے درمیان عدل کرنا واجب نہیں۔ اِس رعایت کے باوجود آپ ﷺ ازواجِ مطہرات کے درمیان عدل کرتے رہے۔
4. ایک مستند روایت کے مطابق آپ ﷺ نے گیارہ نکاح کیے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے منع فرمادیا۔

اگر نبی اکرم ﷺ کو دیگر مومنین کے برعکس کچھ خاص سہولیات دی گئی ہیں تو آپ ﷺ پر کچھ ایسی پابندیاں بھی تھیں جو دیگر مومنوں پر نہیں تھیں۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِس حوالے سے لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کے لیے نمازِ تہجد فرض تھی اور باقی تمام امت کے لیے وہ نفل ہے۔ آپ ﷺ کے لیے اور آپ ﷺ کے خاندان والوں کے لیے صدقہ لینا حرام ہے اور کسی دوسرے کے لیے وہ حرام نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی میراث تقسیم نہ ہو سکتی تھی، باقی سب کی میراث کے لیے وہ احکام ہیں جو سورۂ نساء میں بیان ہوئے ہیں"۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے بیان شدہ خصوصی رعایت کی حکمت مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِس طرح بیان کرتے ہیں:

" محمد ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں ایک ایسی خاتون سے شادی کی تھی جن کی عمر اُس وقت چالیس سال تھی ، اور پورے پچیس برس تک آپ ﷺ اُن کے ساتھ نہایت خوشگوار ازدواجی زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر جب اُن کا انتقال ہوگیا تو آپ ﷺ نے ایک اور سن رسیدہ خاتون حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور پورے چار سال تک تنہا وہی آپ ﷺ کی بیوی رہیں۔ اب آخر کون صاحبِ عقل اور ایمان دار آدمی یہ تصور کرسکتا ہے کہ ترپن سال کی عمر سے گزر جانے کے بعد یکایک حضور ﷺ کی خواہشاتِ نفسانی بڑھتی چلی گئیں اور آپ ﷺ کو زیادہ سے زیادہ بیویوں کی ضرورت پیش آنے لگی "۔

گویا آپ ﷺ کے لیے چار سے زائد نکاح کی اجازت کسی نفسانی خواہش کی تسکین کے لیے نہیں تھی بلکہ اِس کے پس منظر میں کچھ اور مصلحتیں تھیں۔ مولانا مزید تحریر فرماتے ہیں:

" حضور ﷺ کے سپرد جو کام کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ ایک ان پڑھ قوم کو جو اسلامی نقطۂ نظر ہی سے نہیں بلکہ عام تہذیب و تمدن کے نقطۂ نظر سے بھی ناتراشیدہ تھی، ہر شعبۂ زندگی میں تعلیم و تربیت دے کر ایک اعلیٰ درجہ کی مہذب و شائستہ اور پاکیزہ قوم بنائیں۔ اِس غرض کے لیے صرف مردوں کو تربیت دینا کافی نہ تھا، بلکہ عورتوں کی تربیت بھی اتنی ہی ضروری تھی۔ مگر جو اصولِ تمدن و تہذیب سکھانے کے لیے آپ ﷺ مامور کیے گئے تھے اُن کی رُو سے مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط ممنوع تھا اور اِس قاعدے کو توڑے بغیر آپ ﷺ کے لیے عورتوں کو براہِ راست خود تربیت دینا ممکن نہ تھا۔ اِس بنا پر عورتوں میں کام کرنے کی صرف یہی ایک صورت آپ ﷺ کے لیے ممکن تھی کہ مختلف عمروں اور ذہنی صلاحیتوں کی متعدد خواتین سے آپ ﷺ نکاح کریں، اُن کو براہِ راست خود تعلیم و تربیت دے کر اپنی مدد کے لیے تیار کریں، اور پھر اُن سے شہری اور بدوی اور جوان اور بوڑھی، ہر قسم کی عورتوں کو دین سکھانے اور اخلاق و تہذیب کے نئے اصول سمجھانے کا کام لیں۔

اِس کے علاوہ نبی ﷺ کے سپرد یہ خدمت بھی کی گئی تھی کہ پرانے جاہلی نظامِ زندگی کو ختم کرکے اُس کی جگہ اسلامی نظامِ زندگی عملاً قائم کردیں۔ اِس خدمت کی انجام دہی میں جاہلی نظام کے علمبرداروں سے جنگ ناگزیر تھی۔ اور یہ کشمکش ایک ایسے ملک میں پیش آرہی تھی جہاں قبائلی طرزِ زندگی اپنی مخصوص روایات کے ساتھ رائج تھا۔ اِن حالات میں دوسری تدابیر کے ساتھ آپ ﷺ کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ آپ ﷺ مختلف خاندانوں میں نکاح کرکے بہت سی دوستیوں کو پختہ اور بہت سی عداوتوں

کو ختم کر دیں۔ چنانچہ جن خواتین سے آپ ﷺ نے شادیاں کیں اُن کے ذاتی اوصاف کے علاوہ اُن کے انتخاب میں یہ مصلحت بھی کم و بیش شامل تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر کے آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو اور زیادہ گہرا اور مستحکم کر لیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اُس خاندان کی بیٹی تھیں جس سے ابو جہل اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا۔ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ اِن شادیوں نے بہت بڑی حد تک اُن خاندانوں کی دشمنی کا زور توڑ دیا، بلکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کا نکاح ہونے کے بعد تو ابو سفیان پھر کبھی حضور ﷺ کے مقابلے پر نہ آیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، اور ریحانہ رضی اللہ عنہا یہودی خاندانوں سے تھیں۔ اُنہیں آزاد کر کے جب حضور ﷺ نے اُن سے نکاح کیے تو آپ ﷺ کے خلاف یہودیوں کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ گئیں۔ کیونکہ اُس زمانے کی عربی روایات کے مطابق جس شخص سے کسی قبیلے کی بیٹی بیاہی جاتی وہ صرف لڑکی کے خاندان ہی کا نہیں بلکہ پورے قبیلے کا داماد سمجھا جاتا تھا اور داماد سے لڑنا بڑے عار کی بات تھی۔

معاشرے کی عملی اصلاح اور اُس کی جاہلانہ رسوم کو توڑنا آپ ﷺ کے فرائضِ منصبی میں شامل تھا۔ چنانچہ ایک نکاح آپ ﷺ کو اِس مقصد کے لیے بھی کرنا پڑا، جیسا کہ اِسی سورۂ اَحزاب میں مفصل بیان ہو چکا ہے"۔

آیات ۵۳ تا ۵۴

پردے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو!
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ	نہ داخل ہو نبی ﷺ کے گھروں میں
اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ	سوائے اِس کے کہ اجازت دی جائے تمہیں کھانے کے لیے
غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ	بغیر اِس کے انتظار کرنے والے ہو اُس کے تیار ہونے کے
وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا	اور لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا	پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ
وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ	اور نہ بنو دلچسپی لینے والے باتوں میں
اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ	بے شک یہ بات تکلیف دیتی ہے نبی ﷺ کو
فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫	پس وہ حیا کرتے ہیں تم سے
وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ	اور اللہ لحاظ نہیں کرتا حق کے معاملے میں
وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا	اور جب تم مانگو ازواج مطہرات سے کوئی چیز
فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ	تو مانگو پردے کے پیچھے سے
ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ	یہ زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کے لیے
وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ	اور اُن کے دلوں کے لیے بھی
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم تکلیف دو اللہ کے رسول ﷺ کو
وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ	اور نہ یہ کہ نکاح کرو اُن کی ازواج سے اُن کے بعد کبھی بھی
اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾	بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔
اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا	اگر تم ظاہر کرو کسی چیز کو
اَوْ تُخْفُوْهُ	یا چھپاؤ اُسے
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾	تو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے گھر کے بارے میں درجِ ذیل احکامات دیے گئے :

1. نبی اکرم ﷺ کے گھر میں بلا اجازت کوئی داخل نہ ہو۔
2. جب نبی اکرم ﷺ کھانے کے لیے دعوت دیں تو اُن کے گھر میں داخل ہوا جائے اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی واپسی کی راہ لی جائے تاکہ نبی اکرم ﷺ اپنے وقت کا مفید استعمال کر سکیں۔
3. ازواجِ مطہرات سے کوئی شے مانگنی ہو یا کوئی بات دریافت کرنی ہو تو پردہ کی اوٹ سے ایسا کیا جائے۔اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ جو لوگ بھی مردوں اور عورتوں کے دل پاک رکھنا چاہیں اُنہیں بھی پردہ کا یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔
4. ازواجِ مطہرات امت کے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں لٰہذا نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُن سے نکاح کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔

بعد ازاں سورۂ نور کی آیات ۲۷اور ۲۸ میں گھر میں داخلہ کے لیے صاحبِ خانہ کی اجازت کا حکم تمام گھروں کے لیے جاری کر دیا گیا۔اِسی طرح سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ میں پردے کا حکم بھی تمام خواتین کے لیے نافذ کر دیا گیا۔

آیت ۵۵

محرم مردوں سے پردہ نہیں ہے

لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْٓ اٰبَآئِهِنَّ	کوئی گناہ نہیں ہے ازواجِ مطہرات پر اپنے باپ دادا (کے سامنے ہونے) میں
وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ	اور نہ اپنے بیٹوں میں
وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ	اور نہ اپنے بھائیوں میں
وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ	اور نہ اپنے بھتیجوں میں

وَ لَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِہِنَّ	اور نہ اپنے بھانجوں میں
وَ لَا نِسَآئِہِنَّ	اور نہ اپنی (جانی پہچانی) عورتوں میں
وَ لَا مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ ۚ	اور نہ اپنی کنیزوں میں
وَ اتَّقِیۡنَ اللّٰہَ ؕ	اے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !پرہیزگاری اختیار کرو اللہ کی
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدًا ﴿۵۵﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِس آیت میں محرم، مرد رشتہ داروں کا ذکر ہے یعنی وہ رشتہ دار جن سے ایک خاتون کا کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ ازواجِ مطہرات کو اور اُن کے توسط سے امت کی تمام خواتین کو آگاہ کیا گیا کہ حجاب کے حکم کا اطلاق محرم مردوں پر نہیں ہو گا۔ اُن مردوں سے عورت کا پردہ نہیں یعنی صرف اُنہی کے سامنے وہ کھلے چہرہ کے ساتھ آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو محرم اور نامحرم کی تمیز کرتے ہوئے پردہ کے احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۶

عظمتِ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ	بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
صَلُّوۡا عَلَیۡہِ	رحمت بھیجو اُن پر
وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾	اور سلام بھیجو جیسا سلام بھیجنے کا حق ہے۔

یہ آیت اعلان کررہی ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر وقت اپنے حبیب ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرماتا رہتا ہے۔ تمام فرشتے بھی آپ ﷺ کے حق میں دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ بھی نبی مکرم ﷺ کے لیے درودِ پاک کا نذرانہ پیش کرتے رہیں اور اُن کے حق میں اِس طرح سے سلامتی کی دعائیں کریں جیسا کہ دعا کرنے کا حق ہے۔ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیج کر ہم آپ ﷺ کی شان میں ذرّہ برابر بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کی شان تو پہلے ہی انتہائی بلند ہے۔ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا دراصل ہمارے لیے ہی سعادتوں اور برکات کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ اُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَّرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا ۔ (مسندِ احمد)

”جو درود بھیجے گا آپ ﷺ پر آپ کی امت میں سے ایک بار، لکھ دے گا اللہ اُس کے لیے دس نیکیاں اور مٹا دے گا اُس کی دس برائیاں اور بلند کر دے گا اُس کے دس درجے اور اُس پر بھی دُرود جیسی رحمت بھیجے گا“۔

آیات ۵۷ تا ۵۸

گستاخانِ رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	بے شک جو لوگ تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ	لعنت کرتا ہے اللہ اُن پر دنیا اور آخرت میں
وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾	اور اُس نے تیار کر رکھا ہے اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب۔
وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ	اور جو لوگ تکلیف پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا	بغیر اِس کے اُنہوں نے کچھ کیا ہو
ع فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾	تو یقیناً اُنہوں نے اٹھایا بوجھ بہتان اور واضح گناہ کا۔

اِن آیات میں اُن بد بختوں کے لیے وعید ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کو دکھ دیتے ہیں اور اُن کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کا جرم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دکھ دینے سے مراد اُس کے ساتھ کفر و شرک کرنا یا اُس کی نافرمانی کرنا اور اُس کے حرام کو حلال کر لینا ہے۔ پھر جس طرح اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اِسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی یا شان میں گستاخی دراصل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شان میں گستاخی ہے۔ ایسے گستاخوں پر نہ صرف دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت یعنی اُس کی رحمت سے محرومی کی ذلت ہے بلکہ وہ آخرت میں بھی ہمیشہ ہمیش کی لعنت کا سامنا کریں گے۔ گستاخِ رسول دنیا میں تو واجب القتل ہے ہی، وہ آخرت کی ابدی زندگی میں بھی مسلسل ذلت آمیز عذاب کا شکار ہوگا۔ اِسی طرح جو لوگ سچے اہل ایمان کو دکھ دیتے ہیں اور خاص طور پر صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، وہ بھی بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے بھی اگر توبہ نہ کی تو برے انجام سے دوچار ہوں گے۔

آیت ۵۹

چہرے کے پردہ کا حکم

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ	اے نبی ﷺ! فرمایئے اپنی ازواجِ مطہرات سے
وَ بَنٰتِكَ	اور اپنی صاحبزادیوں سے
وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ	اور مومنوں کی عورتوں سے
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ	وہ لٹکا لیا کریں اپنے اوپر سے اپنی چادروں کا کچھ حصہ
ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ	یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں

فَلَا یُؤۡذَیۡنَ ؕ	پھر اُنہیں تکلیف نہ دی جائے
وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۵۹﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

اِس آیت میں ازواجِ مطہرات، نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں اور تمام مسلمان خواتین کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی چادر کا ایک حصہ چہرے پر لٹکا لیا کریں۔ چہرے کا پردہ اِس بات کی علامت ہے کہ ایسا کرنے والی خاتون نیک سیرت اور پاکباز ہے۔ اِس کے برعکس جو عورت باہر نکلنے سے پہلے بناؤ سنگھار کرتی ہے اور بن ٹھن کر تیار ہوتی ہے، وہ دراصل خود دوسروں کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے اور اپنے کردار کی خباثت ظاہر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمام بہنوں کو چہرے کا پردہ کرکے کردار کی پاکیزگی ثابت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اِس آیت کے ذیل میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چہرے کے پردے کی صورت اِس طرح واضح فرمائی:

"اللہ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپا لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں"۔

تاریخ اسلام کے تمام بڑے مفسرین نے اِس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۲

گستاخانِ رسول ﷺ کی سزا موت ہے

لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ	اگر باز نہ آئے منافقین
وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ	اور وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے
وَّ الۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ	اور جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں
لَنُغۡرِیَنَّکَ بِہِمۡ	ہم ضرور مسلط کر دیں گے اے نبی ﷺ! آپ کو اُن پر

ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَآ اِلَّا قَلِیْلًا ۛ ۞۶۰	پھر وہ نہ رہ سکیں گے آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں مگر بہت کم۔
مَّلْعُوْنِیْنَ ۛ	اِس حال میں کہ لعنت کیے ہوئے ہوں گے
اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا	جہاں کہیں وہ پائے جائیں گے
اُخِذُوْا	پکڑ لیے جائیں گے
وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۞۶۱	اور قتل کر دیے جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔
سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ	یہی اللہ کا دستور تھا اُن کے بارے میں جو گزر چکے ہیں پہلے
وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۞۶۲	اور آپ ﷺ ہر گز نہیں پائیں گے اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا۔

اِن آیات میں اُن منافقین کے لیے آخری دھمکی ہے جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کے نکاح کے یا آپ ﷺ کے چار سے زائد نکاحوں کے بارے میں اعتراضات کر کے مدینہ میں آپ ﷺ کے خلاف ایک فضا بنانے کی سازش کر رہے تھے۔ اُنہیں خبردار کیا گیا کہ اگر وہ اپنی اِس مذموم حرکت سے باز نہ آئے تو اُن کے گرد گھیرا تنگ کر دیا جائے گا اور وہ مدینہ سے فرار ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔ گستاخانِ رسول اِسی قابل ہیں کہ اُن پر لعنت ملامت کی جائے اور آخر کار اُنہیں قتل کر کے اُن کی لاشوں کے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ گستاخانِ انبیاء کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا دستور ہمیشہ سے یہی ہے اور یہ دستور ہر گز تبدیل نہ ہو گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۵

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی

یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ	اے نبی ﷺ! پوچھتے ہیں آپ سے لوگ قیامت کے بارے میں

قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ	فرمایئے بے شک اُس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے
وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوۡنُ قَرِيۡبًا ﴿۶۳﴾	اور آپ ﷺ کیا جانیں شاید قیامت قریب ہی ہو۔
اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الۡكٰفِرِيۡنَ	بے شک لعنت کی اللہ نے کافروں پر
وَاَعَدَّ لَهُمۡ سَعِيۡرًا ۙ﴿۶۴﴾	اور تیار کی ہے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ۚ	وہ رہنے والے ہیں اُس میں ہمیشہ ہمیش
لَا يَجِدُوۡنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۚ﴿۶۵﴾	نہیں پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔

لوگ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے تھے کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تلقین کی کہ لوگوں کو آگاہ کردیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ البتہ وہ آئے گی ضرور اور اُس روز قیامت کا انکار کرنے والوں کا برا انجام ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوں گے۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں ہمیشہ جلنے کے لیے ڈال دیے جائیں گے۔ کوئی اُن کی حمایت یا مدد کے لیے نہ آسکے گا۔

آیات ۶۶ تا ۶۸

دنیادار قائدین کی پیروی کا برا انجام

يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ	روزِ قیامت الٹے پلٹے جائیں گے مجرموں کے چہرے آگ میں
يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ	وہ کہیں گے اے ہماری خرابی! کاش ہم نے کہنا مانا ہوتا اللہ کا
وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿۶۶﴾	اور کہنا مانا ہوتا رسول کا۔

وَ قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا	اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بے شک ہم نے کہنا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا
فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ﴿۶۷﴾	تو اُنہوں نے گمراہ کر دیا ہمیں۔
رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ	اے ہمارے رب! دے اُنہیں دگنا عذاب
وَ الۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا ﴿۶۸﴾ ع ۵	اور لعنت کر اُن پر بڑی لعنت۔

روزِ قیامت جب مجرموں کے چہروں کو جہنم کی آگ میں الٹا پلٹا جائے گا تو حسرت سے فریاد کریں گے کہ اے کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی پیروی کی ہوتی۔ ہم نے دنیادار بزرگوں اور قائدین کی پیروی کی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیے رکھا۔ اے ہمارے رب! اِن گمراہ کرنے والوں پر خوب لعنت فرما اور اُنہیں بڑھتے چڑھتے عذاب سے دوچار فرما۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہ مذہبی پیشواؤں، دنیادار سیاسی قائدین اور دین سے دور آباء واجداد کی پیروی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۹

رسول اللہ ﷺ کو مت ستاؤ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰی	نہ ہو جاؤ اُن کی طرح جنہوں نے تکلیف پہنچائی موسیٰ علیہ السلام کو
فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوۡا ؕ	تو پاک ثابت کر دیا اُنہیں اللہ نے اُس سے جو اُنہوں نے کہا تھا
وَ کَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ وَجِیۡهًا ﴿۶۹﴾ ؕ	اور وہ اللہ کے ہاں بڑے مرتبے والے تھے۔

یہ آیت اہلِ ایمان کو نصیحت کر رہی ہے کہ کوئی ایسی بات یا ایسا کام نہ کرو جس سے اللہ کے رسول ﷺ کو دکھ پہنچے۔ ماضی میں بنی اسرائیل نے یہی جرم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حق میں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو سرخرو کیا اور وہ باعزت مقام پر فائز ہوئے۔ البتہ اُنہیں دکھ دینے والے ذلیل و رسوا ہو کر نشانِ عبرت بن گئے۔

آیات ۷۰ تا ۷۱

زبان کی حفاظت سے کئی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿۷۰﴾	اور کہو بالکل سیدھی بات۔
یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ	اللہ درست کر دے گا تمہارے لیے تمہارے اعمال
وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ	اور بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ
وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ	اور جس نے کہنا مانا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا
فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿۷۱﴾	تو یقیناً اُس نے کامیابی حاصل کی بہت بڑی کامیابی۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے اجتناب کریں۔ خاص طور پر زبان کی حفاظت کریں۔ زبان سے ایسی بات کریں جو سچی اور عدل والی ہو۔ اُس میں جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو اور نہ ہی اُس کا مقصد کسی کو تکلیف پہنچانا ہو۔ زبان کی حفاظت دنیا میں انسان کے اعمال کو سنوارتی ہے اور آخرت میں اُس کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی بھلائی کا وہ راستہ ہے جو عظیم کامیابیوں تک لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۲ تا ۷۳

انسانوں پر ایک امانت کی ذمے داری

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ	بے شک ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں پر
وَالْاَرْضِ	اور زمین پر
وَالْجِبَالِ	اور پہاڑوں پر
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا	تو اُنھوں نے انکار کیا کہ وہ اٹھائیں اُس امانت کو
وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا	اور وہ ڈر گئے اُس سے
وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ	اور اٹھالیا اُسے انسان نے
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ﴿۷۲﴾	بے شک وہ بڑا ظالم اور نادان ہے۔
لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ	تاکہ عذاب دے اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ	اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو
وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ	اور نظرِ کرم فرمائے اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر
ع ۹ ۵ ۶ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک امانت کا بوجھ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر ڈالا۔ وہ سب اِس امانت کے بوجھ سے خوف زدہ ہوگئے اور یہ بوجھ اٹھانے سے انکار کرنے لگے۔ البتہ انسان نے اُس بوجھ کو اٹھالیا۔ وہ بڑا ہی ناانصاف اور نادان تھا۔

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زند

یہ امانت کیا ہے؟اِس حوالے سے مختلف آراء ہیں۔ غور کیا جائے کہ وہ کیا شے ہے جو انسان میں ہے اور باقی مخلوقات میں نہیں۔ غالباً یہ ہی شے وہ امانت ہے جس کا اِن آیات میں ذکر ہے۔ یہ شے ہے اللہ تعالیٰ کی روح جو انسان میں پھونکی گئی۔ بقول اقبال ؎

اِس پیکر خاکی میں اک شے ہے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اور

ہے ذوقِ تجلی بھی اِسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحب ادراک نہیں ہے

اِس روح کے احساس کے بغیر انسان نرا حیوان ہے اور واقعی نا انصاف و نادان ہے۔ انسان کے وجود میں اِس روح کا مسکن دل ہے۔ بقول اقبال ؎

خودی کا نشیمن تیرے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

وحی کا نزول اللہ تعالیٰ کی یہ روح ہی برداشت کر سکتی تھی۔ اِسی لیے قرآنِ حکیم رسول اللہ ﷺ کے دل پر نازل ہوتا تھا۔ سورۂ شعراء آیات ۱۹۳اور ۱۹۴ میں بیان ہوا:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

”لے کر اترے ہیں اِس قرآن کو روحِ امین۔ آپ ﷺ کے دل پر تا کہ آپ ﷺ ہو جائیں خبر دار کرنے والوں میں سے“ ۔

گویا روح الامین وحی لاتے تھے اور روح محمدی ﷺ اِسے وصول کرتی تھی ۔

نغمہ وہی ہے نغمہ کہ جس کو

روح سنے اور روح سنائے

اِن حقائق کو اللہ کے رسول ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

اِنَّ الۡاَمَانَۃَ نَزَلَتۡ فِیۡ جَذۡرِ قُلُوۡبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوۡا مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوۡا مِنَ السُّنَّۃِ ۔ (صحیح البخاری)

”بے شک امانت انسانوں کے قلوب کی گہرائیوں میں نازل کی گئی پھر اُنہوں نے قرآن سیکھا، پھر سنت سیکھی“۔قرآنِ حکیم کے آنے کے بعد انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے:

1. قرآنِ حکیم کی تعلیمات پر ایمان لانے والے جنہیں اللہ تعالیٰ بھرپور اجر عطا فرمائے گا۔
2. قرآنِ حکیم کی تعلیمات کا کھلم کھلا انکار کرنے والے کافر اور مشرک جنہیں اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔
3. ایمان اور کفر کے درمیان کی روش اختیار کرنے والے یعنی منافق جو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں شدید ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی امانت یعنی روحِ ربانی کی حفاظت کرنے،اِس کے تقاضے پورے کرنے اور کلام ربانی کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ سبا

مؤثر تذکیری بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں توحیدِ باری تعالیٰ کا بیان اور شرک کی زوردار نفی کا مضمون بڑے تاکیدی اسلوب میں بیان ہوا ہے۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۹ عظمت و قدرتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۰تا۱۴ سیدنا داوٗد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام پر عنایاتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۵تا۲۱ قومِ سبا کی ناشکری
- آیات ۲۲تا۳۰ مشرکین کی گمراہیوں کی زوردار نفی
- آیات ۳۱تا۳۳ گمراہ قائدین کی پیروی کا حسرتناک انجام
- آیات ۳۴تا۳۹ مالداروں کی گمراہی کی اصلاح
- آیات ۴۰تا۵۴ شرک کرنے والوں پر اتمامِ حجت

آیات ۱تا۲

عظمت باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ	کل شکر اللہ کے لیے ہے
الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ	جس کے لیے ہے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے
وَمَا فِی الۡاَرۡضِ	اور وہ سب کچھ جو زمین میں ہے

وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ	اور اُسی کے لیے ہوگا شکر آخرت میں
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝١	وہ کمالِ حکمت والا، خوب باخبر ہے۔
يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ	وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں
وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا	اور جو کچھ نکلتا ہے اُس سے
وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ	اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان سے
وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ	اور جو کچھ چڑھتا ہے اُس میں
وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝٢	اور وہی ہمیشہ رحم کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

یہ آیات اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی یہ شان بیان کر رہی ہیں کہ اِس دنیا میں کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی حمد میں مشغول ہے۔ آخرت میں اُس کی حمد کا یہ ترانہ اور زیادہ زور و شور سے جاری ہوگا۔ اُس کی ہر تخلیق اور ہر فیصلہ میں حکمت ہے اور اُسے ہر شے اور اُس کے ہر عمل کی خبر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کیا شے زمین میں داخل ہوتی ہے اور کیا اُس سے برآمد ہوتی ہے۔ کیا کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور کیا کچھ آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ انسانوں کے اعمال کی تفصیل بھی اُس تک پہنچتی ہے لیکن وہ غفور و رحیم ہے اور بندوں کی اکثر خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔

آیات ۳ تا ۶

قیامت برپا ہونا کیوں ضروری ہے؟

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ	نہیں آئے گی ہم پر قیامت

قُلْ بَلٰى	اے نبی ﷺ! فرمائیے کیوں نہیں
وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ	اور قسم ہے میرے رب کی قیامت ضرور آئے گی تم پر
عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ	جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ چیز کا
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ	نہیں پوشیدہ ہوتی اُس سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی آسمانوں میں اور نہ زمین میں
وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾	اور نہ کوئی چھوٹی چیز ہے اُس سے اور نہ بڑی مگر ایک واضح کتاب میں ہے۔
لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	تاکہ وہ بدلہ دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾	یہی لوگ ہیں جن کے لیے بخشش اور عزت والی روزی ہے۔
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ	اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہماری آیات میں (اُنہیں) نیچا دکھانے والا ہوتے ہوئے
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾	یہی لوگ ہیں جن کے لیے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔
وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ	اور دیکھتے ہیں وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	وہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف

مِنۡ رَّبِّکَ	آپ کے رب کی جانب سے
ھُوَ الۡحَقَّ ۙ	وہی حق ہے
وَ یَھۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۶﴾	اور وہ ہدایت دیتا ہے ہر تعریف کے لائق، زبردست کے راستے کی طرف۔

کفار دعویٰ کرتے ہیں کہ نہ قیامت آئے گی اور نہ ہی حساب کتاب ہو گا۔ اِن آیات میں بڑے تاکیدی اسلوب سے جواب دیا گیا کہ قیامت برپا ہو کر رہے گی تاکہ ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون کیا عمل کر رہا ہے؟ کائنات میں ہر چھوٹی بڑی شے اور عمل اُس کے علم میں ہے۔ اپنے اِس علم کی بنیاد پر وہ نیک بندوں کو بخشش اور عزت والے رزق سے نوازے گا۔ اِس کے برعکس جو لوگ اُس کے احکام پر عمل میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں، وہ اُنہیں بدترین عذاب سے دوچار کرے گا۔ ہٹ دھرم لوگ قرآن کی تعلیمات کو جھٹلاتے رہے ہیں لیکن وہ لوگ جو حقائق کا علم رکھتے ہیں دیکھ رہے ہیں کہ قرآن کی صورت میں حق نازل ہو رہا ہے۔ ایسا حق جو اُس ہستی کے راستہ کی طرف رہنمائی کر رہا ہے جو بہت زبردست اور تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

آیات ۷ تا ۹

آخرت کا انکار کرنے والوں کے لیے دھمکی

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
ھَلۡ نَدُلُّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُکُمۡ	کیا ہم بتائیں تمہیں وہ آدمی جو خبر دیتا ہے تمہیں
اِذَا مُزِّقۡتُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ	جب تم بکھیر دیے جاؤ گے بالکل ریزہ ریزہ کیے ہوئے
اِنَّکُمۡ لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۷﴾	بے شک تم یقیناً زندہ ہو گے ایک نئی تخلیق میں۔

أَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	کیا اُس نے گھڑ لیا ہے اللہ پر جھوٹ
أَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ	یا اُسے کچھ جنون ہے؟
بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	بلکہ وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۸	وہ عذاب اور بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔
أَفَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ؕ	تو کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے آسمان اور زمین میں سے
إِنْ نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ	اگر ہم چاہیں دھنسادیں اُنہیں زمین میں
أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ	یا ہم گرادیں اُن پر ٹکڑے آسمان سے
ع ۹ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۹	بے شک اِس میں یقیناً نشانی ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے۔

جب نبی اکرم ﷺ مشرکینِ مکہ کو خبردار کرتے تھے کہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو وہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے، آپ ﷺ کی دی ہوئی خبر کو جھوٹ قرار دیتے اور نعوذ باللہ مجنون کہہ کر آپ ﷺ کی توہین کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن گستاخوں کو گمراہ قرار دیا اور آخرت میں عذاب کا شکار ہونے کی وعید سنائی۔ مزید یہ کہ اُنہیں دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی گستاخیوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ فوری طور پر اُنہیں زمین میں دھنسادے گا یا آسمان کو ٹکڑے کر کے اُن پر گرادے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس جلالی اندازِ بیان میں باضمیر لوگوں کے لیے سامانِ عبرت ہے۔

آیات ۱۰تا ۱۱

سیدنا داوٗد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا تھا داوٗد علیہ السلام کو اپنے پاس سے فضل
یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ	(ہم نے حکم دیا) اے پہاڑو! تم تسبیح کرو داوٗد علیہ السلام کے ساتھ
وَ الطَّیْرَ ۚ	اور (ہم نے یہی حکم دیا) پرندوں کو
وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۙ﴿۱۰﴾	اور ہم نے نرم کر دیا تھا اُن کے لیے لوہے کو۔
اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ	کہ اے داوٗد علیہ السلام بناؤ کشادہ زرہیں
وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ	اور صحیح اندازہ رکھو کڑیاں جوڑنے میں
وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ	اور عمل کرو اچھا
اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾	بے شک میں اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہوں۔

اِن دو آیات میں اللہ تعالیٰ کی سیدنا داوٗد علیہ السلام پر عنایات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حمد کے ترانوں میں بلا کی تاثیر پیدا فرما دی تھی۔ جب وہ حمد کے ترانے پڑھتے تو پہاڑ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے وجد میں آ کر اُن کے ساتھ شریکِ حمد ہو جاتے۔ اُڑتے ہوئے پرندے بھی سرور و کیف کے ساتھ اُن کی آواز میں آواز ملاتے۔ اللہ تعالیٰ نے لوہے جیسی سخت دھات کو اُن کے ہاتھ میں نرم کر دیا۔ وہ جس طرح چاہتے اُسے مطلوبہ شکل میں ڈھال کر جنگی ضرورت کے لیے ہتھیار اور خاص طور پر زرہیں بناتے۔ ایسی زرہیں جو جسم کی حفاظت تو کرتی تھیں لیکن اُن کے جوڑ مجاہد کی حرکت میں رکاوٹ نہ بنتے تھے۔ یہ عنایات اللہ تعالیٰ نے اِس لیے کیں تا کہ سیدنا داوٗد علیہ السلام، اُس کی حمد بھی کرتے رہیں اور اُس کی حکمرانی کے نفاذ کے لیے جہاد بھی جاری رکھیں۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ	اور (ہم نے تابع کر دیا) سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو
غُدُوُّهَا شَهۡرٌ	اُس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کا تھا
وَّ رَوَاحُهَا شَهۡرٌ ۚ	اور اُس کا شام کا چلنا ایک ماہ کا تھا
وَ اَسَلۡنَا لَهٗ عَیۡنَ الۡقِطۡرِ ؕ	اور ہم نے بہا دیا تھا اُن کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ
وَ مِنَ الۡجِنِّ مَنۡ یَّعۡمَلُ بَیۡنَ یَدَیۡهِ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ ؕ	اور جنات میں سے کچھ وہ تھے جو کام کرتے تھے اُن کے سامنے اُن کے رب کے حکم سے
وَ مَنۡ یَّزِغۡ مِنۡهُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا	اور جو کوئی بھی پھرتا تھا جنات میں سے ہمارے حکم سے
نُذِقۡهُ مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ ﴿۱۲﴾	ہم چکھاتے تھے اُسے بھڑکتی ہوئی آگ کا کچھ عذاب۔
یَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ	وہ بناتے تھے آپ کے لیے جو آپ چاہتے تھے (مثلاً) پختہ عمارات
وَ تَمَاثِیۡلَ	اور تصویریں
وَ جِفَانٍ کَالۡجَوَابِ	اور لگن تالاب کی مانند
وَ قُدُوۡرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ	اور دیگیں جمی ہوئی چولہوں پر
اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ	عمل کرو، اے داؤد علیہ السلام کے پیروکارو، شکر کرتے ہوئے

وَ قَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِيَ الشَّكُوۡرُ ﴿۱۳﴾	اور کم ہیں میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے۔

یہ آیات سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی درج ذیل عنایات بیان کر رہی ہیں:

1. اللہ تعالیٰ نے ہوا کو اُن کے تابع کر دیا تھا۔ وہ اُن کے حکم کے مطابق چلتی تھیں۔ ہوا کے دوش پر اُن کا تخت آدھے دن میں اتنی مسافت طے کرتا تھا جتنی مسافت لوگ عام سواریوں پر ایک ماہ میں طے کر پاتے تھے۔
2. اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ جاری کر دیا تھا۔ اُس کے ذریعے وہ تانبے کی کئی مصنوعات بناتے تھے۔
3. انتہائی طاقتور جنات اُن کے اختیار میں دے دیے گئے تھے۔ وہ اِن جنات سے عمارات کی تعمیر اور اُن پر نقش و نگاری کا کام لیتے تھے۔ خوبصورت مناظر کی تصاویر بنواتے تھے۔ ایسے بڑے بڑے برتن بنواتے تھے جن میں اُن کے لشکر پانی پیتے تھے۔ ایسی بڑی بڑی دیگیں تیار کرواتے تھے جن میں لشکروں کے لیے کھانا پکایا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ عنایات سیدنا سلیمان علیہ السلام پر اِس لیے کیں تا کہ وہ اور اُن کے تمام ساتھی اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت و نفاذ کے لیے سر گرمِ عمل رہیں۔

آیت ۱۴

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات کا عجیب واقعہ

فَلَمَّا قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ	پھر جب ہم نے فیصلہ کر لیا سلیمان علیہ السلام کے لیے موت کا
مَا دَلَّهُمۡ عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ	تو خبر نہیں دی اُن کی موت کی مگر زمین کے ایک کیڑے نے
تَاۡكُلُ مِنۡسَاَتَهٗ ۚ	جو کھاتا رہا اُن کی لاٹھی
فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الۡجِنُّ	جب آپ گر گئے، جان لیا جنات نے
اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ الۡغَيۡبَ	کہ اگر وہ جانتے ہوتے غیب

مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾	وہ نہ رہتے اِس ذلت والے عذاب میں۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات اِس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے تخت پر کھڑے اُن جنات کی نگرانی کر رہے تھے جو ایک تعمیری کام میں مشغول تھے۔ اُن کا تخت فضا میں معلق تھا اور سیدنا سلیمان علیہ السلام اُس پر اپنے عصا کو زمین پر ٹکا کر کھڑے تھے۔ اُن کی اِس حال میں وفات کا کسی کو علم نہ تھا۔ جب دیمک نے اُن کے عصا کی لکڑی کو نیچے سے اِس حد تک کھالیا کہ عصا ٹوٹ کر گر گیا تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تخت بھی زمین پر آرہا۔ جنات افسوس کرنے لگے کہ اگر اُنہیں سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہو جاتا تو وہ فرار ہو جاتے اور مشقت والے کام میں لگے رہنے سے بچ جاتے۔ لوگوں پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جنات کے بارے میں یہ تصور غلط ہے کہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے ہر مخلوق عاجز ولاچار ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

ناشکری کی سزا

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِىْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ	یقیناً قوم سبا کے لیے اُن کی بستی میں ایک نشانی ہے
جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ۗ	دو باغات (کے سلسلے) تھے دائیں طرف (دور تک) اور بائیں طرف (دور تک)
كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ	(ہم نے کہا) کھاؤ اپنے رب کے دیے رزق میں سے
وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ	اور شکر ادا کرو اُس کا
بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ	بڑا پاکیزہ شہر ہے (تمہارا)
وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾	اور بہت بخشنے والا رب ہے (تمہارا)۔
فَاَعْرَضُوْا	پھر اُنھوں نے رخ پھیر لیا

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ	تو ہم نے چھوڑ دیا اُن پر زور کا سیلاب
وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ	اور ہم نے بدلے میں دیے اُنہیں اُن کے دو باغات کی جگہ دو اور باغات
ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ	جو تھے بدمزہ پھلوں والے
وَّ اَثْلٍ	اور جھاؤ کے درختوں والے
وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾	اور تھوڑی سی بیریوں کی جھاڑیوں والے۔
ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ	یہ ہم نے بدلہ دیا اُنہیں اِس کا کہ اُنہوں نے ناشکری کی
وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾	اور ہم بدلہ نہیں دیتے ایسا مگر اُسے جو بہت ناشکرا ہو۔

اِن آیات میں قومِ سبا کی اللہ تعالیٰ کے احسانات پر ناشکری اور پھر اِس کی سزا کا ذکر ہے۔ یہ قوم یمن کے علاقے میں آباد تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس قوم کو وسیع و عریض باغات کے دو سلسلے عطا کیے تھے۔ اِن باغات میں کثرت سے پھل آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ اِن نعمتوں کو استعمال کرو اور میرا شکر ادا کرو۔ اُنہوں نے ناشکری کی۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی استعمال کیں لیکن اعمال اُس کی نافرمانی والے کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سیلاب کے ذریعے اُن کے باغات اجاڑ دیے۔ اب اُن باغات کی جگہ ایسی جھاڑیاں پیدا ہو گئیں جن کے میوے کڑوے اور انتہائی کم مقدار میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸ تا ۱۹

قومِ سبا کی تباہی

وَ جَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ	اور ہم نے بسادی تھیں قومِ سبا (کے علاقے) کے درمیان
وَ بَيۡنَ الۡقُرَى الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا	اور اُن بستیوں کے درمیان کہ ہم نے برکت رکھی تھی جن میں
قُرًى ظَاهِرَةً	کھلے راستے پر بستیاں
وَّ قَدَّرۡنَا فِيۡهَا السَّيۡرَ ؕ	اور ہم نے مناسب اندازے پر رکھی تھیں اُن کے درمیان مسافتیں
سِيۡرُوۡا فِيۡهَا لَيَالِىَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيۡنَ ۞ ۱۸	(ہم نے کہا) چلو اِن کے درمیان راتوں میں اور دنوں میں بے خوف ہو کر۔
فَقَالُوۡا رَبَّنَا	تو اُنھوں نے کہا اے ہمارے رب!
بٰعِدۡ بَيۡنَ اَسۡفَارِنَا	دوری پیدا کر دے ہماری مسافتوں کے درمیان
وَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ	اور اُنھوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر
فَجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ	تو ہم نے بنا دیا اُنھیں قصے کہانیاں
وَ مَزَّقۡنٰهُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ	اور بکھیر دیا اُنھیں بالکل تتر بتر کیے ہوئے
اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ۞ ۱۹	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا بڑا شکر گزار ہو۔

تجارتی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے قومِ سبا کے لیے بڑی سہولیات فراہم کر دی تھیں۔ یمن سے لے کر برکت والی بستی یعنی فلسطین تک وہ تجارتی سفر کرتے تھے۔ طویل تجارتی شاہراہ پر مناسب فاصلوں پر ایسی بستیاں تھیں جہاں سے وہ خرید و فروخت کرتے، ضروریاتِ زندگی کا سامان حاصل کرتے اور آرام بھی کر لیتے۔ پھر اُس پورے راستے میں امن و امان بھی تھا۔ اُنھوں نے ناشکری کرتے ہوئے خواہش کی کہ اُن کے سفر کی منزلیں طویل ہو جائیں تاکہ سفر میں کچھ خطرات (Adventures) کا سامنا ہو۔ خطرات کا سامنا کر کے جب وہ منزل پر پہنچیں گے تو خوب لطف آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسی سزا دی کہ تجارتی راستے کے مختلف حصوں پر دوسری قوموں کی اجارہ داری قائم ہو گئی۔ قومِ سبا کو اپنے علاقے چھوڑ کر منتشر ہونا پڑا۔ اُن کے قبیلے مختلف علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے اور اب تاریخ میں اُن کا ذکر محض افسانوں کی صورت میں باقی رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری کی روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۱

ابلیس کی بات صحیح ثابت ہوئی

وَلَقَدۡ صَدَّقَ عَلَيۡهِمۡ اِبۡلِيۡسُ ظَنَّهٗ	اور بلاشبہ سچا کر دکھایا قومِ سبا پر ابلیس نے اپنا گمان
فَاتَّبَعُوۡهُ	تو اُنھوں نے پیروی کی ابلیس کی
اِلَّا فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۰﴾	سوائے ایک گروہ کے جو مومنوں میں سے تھا۔
وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ	اور نہیں حاصل تھا ابلیس کو اُن پر کوئی غلبہ
اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِالۡاٰخِرَةِ	مگر ہم ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ کون ہے جو ایمان رکھتا ہے آخرت پر
مِمَّنۡ هُوَ مِنۡهَا فِىۡ شَكٍّ ؕ	اُن میں سے کون ہے وہ جو اُس کے بارے میں شک میں ہے

ع ۲ ۸

وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۲۱﴾	اور اے نبی ﷺ! آپ کا رب ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے۔

سورۂ اعراف کی آیت ۱۷ میں بیان ہوا کہ ابلیس نے نوعِ انسانی کے خلاف اپنے مذموم عزائم کے اظہار کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے دعویٰ کیا: وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ۔ "اور اے اللہ! تو نہ پائے گا اُن میں سے اکثر کو شکر گزار"۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ قومِ سبا کے طرزِ عمل نے ابلیس کے دعویٰ کو سچ ثابت کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو انسانوں کے گمراہ کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ ابلیس کے ذریعے تو صرف انسانوں کا امتحان ہوتا ہے۔ جو انسان نہیں چاہتے کہ آخرت میں اُن سے اعمال کے بارے میں باز پرس کی جائے وہ خود ہی ابلیس کی ترغیبات کی طرف مائل ہوتے ہیں اور اُس کی پیروی کر کے جہنم کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اُن کی روش کی نگرانی فرما رہا ہے۔ اُن کی خیر اِسی میں ہے کہ شیطان کے بجائے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کریں۔

آیات ۲۲ تا ۲۳

کیا فرشتے انسانوں کے کام آ سکتے ہیں؟

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ	اے نبی ﷺ! فرمایئے پکارو اُنہیں جنہیں تم نے سمجھ رکھا ہے معبود اللہ کے سوا
لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ	وہ اختیار نہیں رکھتے ایک ذرے کے برابر آسمانوں میں
وَلَا فِي الْاَرْضِ	اور نہ ہی زمین میں
وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ	اور نہیں ہے اُن کا اِن دونوں میں کوئی حصہ
وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾	اور نہیں ہے اللہ کا اُن میں سے کوئی مددگار۔
وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ	اور نہ نفع دیتی ہے سفارش اُس کے ہاں

اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ ؕ	مگر جس کے لیے اللہ اجازت دے
حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ	یہاں تک کہ جب دور کی جاتی ہے اُن کے دلوں سے گھبراہٹ
قَالُوۡا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمۡ ؕ	کچھ پوچھتے ہیں کیا فرمایا ہے تمہارے رب نے؟
قَالُوا الۡحَقَّ ۚ	دوسرے جواب دیتے ہیں حق (فرمایا ہے)
وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ ﴿۲۳﴾	اور وہی سب سے بلند، بہت بڑا ہے۔

مشرکینِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن سے دعائیں کرتے تھے۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عاجز مخلوق ہیں۔ اُن کا آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور کائنات کا نظام چلانے میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اُن میں سے کسی کی شفاعت فائدہ مند نہ ہو گی۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو اُن پر بھی گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا نازل فرمایا؟ اُن کے ساتھی جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق پر مبنی تعلیمات نازل کی ہیں۔ دانشمندی کا مظہر یہ ہے کہ عاجز مخلوقات کو پکارنے کے بجائے اُس خالق کو پکارا جائے جو پوری طرح سے بااختیار ہے۔

آیات ۲۴ تا ۲۷

معبود وہ ہے جو رزق دیتا ہے

قُلۡ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ	اے نبی ﷺ! پوچھیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے
قُلِ اللّٰهُ ۙ	فرمایئے اللہ
وَاِنَّاۤ اَوۡ اِيَّاكُمۡ لَعَلٰى هُدًى	اور بے شک ہم یا تم ضرور ہدایت پر ہیں

اَوۡ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝۲۴	یا کھلی گمراہی میں ہیں۔
قُلۡ لَّا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّاۤ اَجۡرَمۡنَا	فرمائیے نہیں پوچھا جائے گا تم سے اُس کے بارے میں جو ہم نے جرم کیا ہے
وَلَا نُسۡـَٔلُ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۲۵	اور نہ ہم سے پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو تم کر رہے ہو۔
قُلۡ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا رَبُّنَا	فرمائیے جمع کرے گا ہم سب کو ہمارا رب
ثُمَّ يَفۡتَحُ بَيۡنَنَا بِالۡحَـقِّ ؕ	پھر فیصلہ فرمائے گا ہمارے درمیان حق کے ساتھ
وَهُوَ الۡفَتَّاحُ الۡعَلِيۡمُ ۝۲۶	اور وہی خوب فیصلہ فرمانے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
قُلۡ اَرُوۡنِىَ الَّذِيۡنَ اَلۡحَقۡتُمۡ بِهٖ شُرَكَآءَ	فرمائیے مجھے دکھاؤ وہ کہ جنہیں تم نے ملایا ہے اللہ کے ساتھ شریک بنا کر
كَلَّا ؕ بَلۡ هُوَ اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۲۷	ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ ہی ہے بہت زبردست، کمالِ حکمت والا۔

مشرکین سے جب بھی دریافت کیا جاتا کہ آسمانوں اور زمین سے بندوں کو رزق کون عطا کرتا ہے؟ وہ اپنی خاموشی یا اقرار کے ذریعے تسلیم کرنے پر مجبور تھے کہ یہ احسان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اب جو شخص محسن حقیقی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کو ہی معبود مانتا ہو اور ایک دوسرا شخص بے اختیار ہستیوں کو معبود قرار دیتا ہو تو دونوں ہدایت پر نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ ایک ہدایت پر ہے اور دوسرا گمراہی پر۔ عنقریب روزِ قیامت اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے گا کہ کون ہدایت پر تھا اور کون گمراہ تھا۔ مشرکین سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ محسن حقیقی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے کہاں یہ فہرست دی ہے کہ فلاں فلاں ہستیاں میرے ساتھ اختیارات میں شریک ہیں تو وہ لاجواب ہو جاتے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ وہی زبردست اور عظیم حکمت والا ہے۔

آیت ۲۸

نبی اکرم ﷺ تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ	اور اے نبی ﷺ! ہم نے نہیں بھیجا آپ کو
اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا	مگر تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور خبر دار کرنے والا بنا کر
وَّلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی رسول بھیجے لیکن نبی اکرم ﷺ اپنی تین خصوصیات کی وجہ سے رسولِ کامل ہیں:

1. آپ ﷺ سے پہلے رسول صرف اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے جبکہ آپ ﷺ کی رسالت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں اور جنات کی طرف ہے۔
2. آپ ﷺ سے قبل ہر رسول کی رسالت ایک خاص علاقے تک محدود تھی۔ آپ ﷺ کی رسالت پورے کرۂ ارضی کے لیے ہے۔
3. آپ ﷺ سے پہلے ہر رسول کی رسالت ایک محدود مدت تک تھی۔ آپ ﷺ کی رسالت قیامت تک جاری وساری رہے گی اور اب کوئی نبی اور رسول نہیں بھیجا جائے گا۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

عذاب کا وعدہ کب پورا ہو گا؟

وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (عذاب کا) وعدہ
اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۹﴾	اگر تم سچے ہو؟

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ	اے نبی ﷺ !فرمایئے تمہارے لیے ایک دن کا طے شدہ وعدہ ہے
لَا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً	تم پیچھے نہ رہ سکو گے اُس سے ایک گھڑی
وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع	اور نہ آگے بڑھ سکو گے۔

الرکوع ع ۳ ۹ ۹

جب بھی نافرمان قوموں کو اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب کے خطرے سے ڈرایا گیا تو وہ اپنی اصلاح کی طرف مائل نہیں ہوئیں بلکہ پلٹ کر پوچھا کہ بتاؤ عذاب کا یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ اِس طنزیہ سوال کا جواب اُسی لہجہ میں یوں دیا گیا کہ عذاب تو ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ جب وہ واقع ہوگا تو کسی کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں دی جائے گی۔ خیر اِسی میں ہے کہ عذاب کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے توبہ کرلی جائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا راستہ اختیار کیا جائے۔

آیات ۳۱ تا ۳۳

دنیادار قائدین کی پیروی کا انجام

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ	ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اِس قرآن پر
وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ	نہ اُس پر جو اِس سے پہلے ہے
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ	کاش تم دیکھو جب یہ ظالم کھڑے کیے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے پاس
يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ	رد کر رہا ہوگا ایک دوسرے کی بات کو
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا	کہیں گے وہ جو کمزور تھے

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	اُن سے جو بڑے بنتے تھے (دنیا میں)
لَوْلَآ اَنْتُمْ	اگر تم نہ ہوتے
لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾	تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	کہیں گے وہ جو بڑے بنتے تھے
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا	اُن سے جو کمزور تھے
اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ	کیا ہم نے روکا تھا تمہیں ہدایت سے اِس کے بعد کہ جب وہ آئی تھی تمہارے پاس
بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾	بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔
وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا	اور کہیں گے وہ جو کمزور تھے
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	اُن سے جو بڑے بنتے تھے
بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ	بلکہ یہ تمہارا رات اور دن کا فریب تھا
اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ	جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم کفر کریں اللہ کا
وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ	اور ہم ٹھہرائیں اُس کے لیے شریک
وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ	اور وہ چھپائیں گے ندامت کو جب دیکھیں گے عذاب
وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ	اور ہم ڈال دیں گے طوق اُن کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا

هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝۳۳	اُنہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اُسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

وحی اور رسالت کا انکار کرنے والے بڑے تکبر سے کہتے ہیں کہ نہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور نہ ہی کسی سابقہ آسمانی کتاب کو۔ایسے گمراہ کن تصورات رکھنے والے خود بھی بھٹکے ہوئے ہیں اور اپنی گفتگواور تحریروں کے ذریعے دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ روزِ قیامت اُن کی پیروی کرنے والے شکوہ کریں گے کہ تم نہ ہوتے تو ہم بھی سیدھی راہ پر چل کر کامیاب ہو جاتے۔ گمراہ کرنے والے پلٹ کر کہیں گے کہ ہمیں تم پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا۔ تمہارے پاس ہدایت آچکی تھی۔ تم خود جرائم کی لذت کے مزے جاری رکھنا چاہتے تھے اوراِس کے لیے جواز کی تلاش میں تھے۔ پیروی کرنے والے کہیں گے کہ ہر گز نہیں بلکہ تم نئے نئے دلائل پیش کر کے اپنے گمراہ کن نظریات کو ہمارے ذہنوں میں خوب پکا کر رہے تھے۔ شرک کے حق میں ایک سے بڑھ کر ایک جواز پیش کر کے تم ہی نے ہمیں توحید کی طرف آنے سے محروم کر دیا تھا۔اب وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوں گے لیکن قیامت کے روز یہ ندامت فائدہ مند نہ ہو گی۔ گمراہ کرنے والے قائدین اور اُن کے پیروکار جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۳۴ تا ۳۶

دولت کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت نہیں ہے

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ	اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا
اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ	مگر کہا اُس کے خوشحال لوگوں نے
اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ۝۳۴	بے شک ہم اُس کا جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو انکار کرنے والے ہیں۔
وَقَالُوۡا نَحۡنُ اَكۡثَرُ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ۙ	اور اُنہوں نے کہا ہم بہت آگے ہیں مال اور اولاد میں

وَّ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۳۵﴾	اور ہم ہر گز عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں۔
قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ	اے نبی ﷺ! فرمایئے بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہے
وَ یَقۡدِرُ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہے)
ع وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جب بھی کسی بستی میں کوئی رسول آئے تو بستی کے آسودہ حال لوگوں نے اوّل اوّل اُن کی مخالفت کی۔ دولت کی فراوانی اور اولاد کی کثرت کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کی علامت قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ اگر اللہ ہم سے راضی نہ ہوتا تو یہ نعمتیں کیوں دیتا؟ کیسے ممکن ہے کہ اللہ یہاں تو ہم پر نعمتوں کی بارش کر رہا ہے اور آخرت میں جا کر ہمیں عذاب دے؟ دراصل اُن لوگوں نے دنیا میں رزق کی تقسیم کی حکمت کو نہیں سمجھا۔ وہ غلط فہمی میں پڑ گئے کہ دولت مند اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور غرباء اُس کے غضب میں مبتلا ہیں۔ دنیا میں اکثر ناپاک کردار کے لوگ نہایت خوشحال اور پاکیزہ کردار کے لوگ بڑے تنگدست ہوتے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ کو شریر و خبیث لوگ پسند ہیں اور پاکیزہ اخلاق کے لوگوں سے نفرت ہے؟ درحقیقت خوشحالی اور تنگدستی دونوں صورتیں امتحان کی ہیں۔ ایک شکر کا امتحان ہے اور دوسرا صبر کا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وہ ہیں جو خوشحالی میں شاکر اور تنگدستی میں صابر ہوں۔

آیات ۳۷ تا ۳۹

اللہ تعالیٰ کی قربت مال و اولاد سے نہیں، نیکیوں سے ملتی ہے

وَ مَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ بِالَّتِیۡ تُقَرِّبُکُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰۤی	اور نہ تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد وہ ہے جو نزدیک کر دے تمہیں ہمارے ہاں قربت میں

اِلَّا مَنْ اٰمَنَ	سوائے اُس کے جو ایمان لایا
وَعَمِلَ صَالِحًا ۫	اور عمل کرتا رہا اچھا
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا	تو یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا بدلہ ہے بسبب اُس کے جو اُنھوں نے عمل کیا
وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾	اور وہ بالاخانوں میں بے خوف ہوں گے۔
وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ	اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیات میں (اُنھیں) نیچا دکھانے والا ہوتے ہوئے
اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾	یہی لوگ ہیں جو عذاب میں حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ	اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! فرمایئے بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے
وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ	اور تنگ کرتا ہے اُس کے لیے
وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ	اور جو بھی تم خرچ کرتے ہو کسی چیز میں سے تو وہ بدلہ دیتا ہے اُس کا
وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾	اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والی چیز مال اور اولاد نہیں ہے بلکہ ایمان و عمل صالح ہے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ ۔ (ترمذی)

”بے شک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتیں اور مال، اور لیکن وہ دیکھتا ہے تمہارے دل اور اعمال“۔

گویا مال اور اولاد سے صرف اُس صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے جب مال کو اُس کی راہ میں خرچ کیا جائے اور اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت کے ذریعہ اُس کی بندگی کی طرف لانے کی کوشش کی جائے۔ مزید ارشاد ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ اور اُن پر عمل میں رکاوٹ ڈالتے ہیں وہ تباہ و برباد ہوں گے۔ جو لوگ مال و دولت کو نیکی اور بھلائی کے فروغ کے لیے لگاتے ہیں عنقریب اپنے انفاق کا کئی گنا اجر پائیں گے۔

آیات ۴۰ تا ۴۲

مشرکین شیطانوں کی عبادت کرتے ہیں

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا	اور اُس روز اللہ جمع کرے گا اُنہیں سب کے سب کو
ثُمَّ يَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ	پھر کہے گا فرشتوں سے
اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ﴿۴۰﴾	کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟
قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ	عرض کریں گے فرشتے تو پاک ہے اے اللہ!
اَنۡتَ وَلِيُّنَا مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ	تو ہمارا دوست ہے اُن کے بجائے
بَلۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ۚ	بلکہ وہ عبادت کیا کرتے تھے جنات کی
اَكۡثَرُهُمۡ بِهِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۱﴾	اُن میں سے اکثر اُنہی پر ایمان رکھنے والے تھے۔
فَالۡيَوۡمَ لَا يَمۡلِكُ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ نَّفۡعًا	پس آج اختیار نہیں رکھتا تم میں سے ایک دوسرے کے لیے نفع کا

وَّلَا ضَرًّا ؕ	اور نہ ہی نقصان کا
وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	اور ہم کہیں گے اُن سے جنہوں نے ظلم کیا
ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾	چکھو اُس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھے گا کہ کیا مشرکین تمہیں میری بیٹیاں قرار دے کر تمہاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے کہ نہیں بلکہ وہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے۔ گویا عبادت سے مراد ہے دلی آمادگی سے کسی کی اطاعت کرنا۔ شیطانوں نے مشرکین کو مشرکانہ تصورات سکھائے اور اُنہوں نے یہ تصورات قبول کر کے شرک جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا۔ مشرکین کو پورا یقین تھا کہ فرشتے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی سفارش کریں گے لیکن وہاں معاملہ برعکس ہو گا۔ فرشتے اُن سے اعلانِ بیزاری کریں گے اور اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرمائے گا کہ اب چکھو اپنے شرک اور بداعمالیوں کا مزہ۔ اے اللہ! ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرما۔ آمین!

آیات ۴۳ تا ۴۵

شرک کرنے والوں کی ہٹ دھرمی

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر ہماری واضح آیات
قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ	وہ کہتے ہیں یہ نہیں ہے مگر ایک آدمی جو چاہتا ہے
اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ	کہ روک دے تمہیں اُن سے جن کی عبادت کرتے تھے تمہارے باپ دادا
وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ	اور وہ کہتے ہیں یہ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا جھوٹ

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ ۙ	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا حق کے بارے میں جب وہ آیا اُن کے پاس
اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴۳﴾	یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو۔
وَ مَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ مِّنۡ کُتُبٍ یَّدۡرُسُوۡنَہَا	حالانکہ ہم نے نہیں دیں اُنہیں کوئی کتابیں جنہیں وہ پڑھتے ہوں
وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہِمۡ قَبۡلَکَ مِنۡ نَّذِیۡرٍ ﴿ؕ۴۴﴾	اور نہ ہم نے بھیجا ہے اُن کی طرف آپ سے پہلے اے نبی ﷺ! کوئی خبردار کرنے والا۔
وَ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۙ	اور جھٹلایا اُنہوں نے بھی جو اِن سے پہلے تھے
وَ مَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ مَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ	اور یہ نہیں پہنچے اُس کے دسویں حصے کو بھی جو ہم نے دیا تھا اُنہیں
فَکَذَّبُوۡا رُسُلِیۡ ۟ ق	پس اُنہوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو
ع ۵ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ ﴿۴۵﴾ ع	تو میرا عذاب کیسا تھا؟

کفار کے سامنے جب ایسی آیات بیان کی جاتی ہیں جو توحید کی سچائی اور شرک کی گمراہی کو واضح طور پر ثابت کر رہی ہوتی ہیں تو وہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

1. رسول محض ہماری طرح کے ایک انسان ہیں جو ہمیں اُن معبودوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہیں جن کی بندگی ہمارے آباء واجداد کرتے چلے آئے ہیں۔
2. رسول کی تعلیمات اللہ کی طرف سے نہیں ہیں۔ یہ اُن کے خود ساختہ تصورات ہیں۔
3. رسول کی تعلیمات دراصل ایک کھلا جادو ہیں جنہوں نے کئی انسانوں کی سوچ اور عمل کو بالکل ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔

اِس ہٹ دھرمی کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہمارے رسول ﷺ کی دعوت پر تبصرے اپنی سوچ سے کر رہے ہیں۔ اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں جس کی بنیاد پر وہ اپنے اعتراضات پیش کر رہے ہوں۔ ہر رسول کے ساتھ ہٹ دھرمی کرنے والوں نے ایسا ہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ ماضی میں یہ جرم کرنے والے انتہائی طاقتور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی پکڑ نے آخر کار اُنہیں نیست و نابود کر دیا۔ مکہ والوں کی طاقت تو سابقہ مجرموں کی طاقت کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ اگر یہ سیدنا محمد ﷺ کی پیش کردہ تعلیمات کو جھٹلائیں گے تو اُن کا بھی برا انجام ہو گا۔

آیات ۴۶ تا ۵۰

سمجھانے کا دل سوز اسلوب

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ	اے نبی ﷺ! فرمائیے بے شک میں تو نصیحت کرتا ہوں تمہیں ایک ہی بات کی
اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى	کہ تم کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے دو دو اور ایک ایک کرکے
ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫	پھر غور کرو
مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ	نہیں ہے تمہارے ساتھی (سیدنا محمد ﷺ) کو کوئی جنون
اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ	وہ نہیں ہیں مگر خبردار کرنے والے تمہیں
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾	شدید عذاب سے پہلے۔
قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ	فرمائیے جو بھی میں نے مانگا ہے تم سے کوئی اجر
فَهُوَ لَكُمْ ۭ	تو وہ تمہارے لیے ہے

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ ۚ	نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ پر
وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۴۷﴾	اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔
قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ ۚ	فرمائیے بے شک میرا رب ضرب لگارہا ہے حق کے ساتھ (باطل پر)
عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۴۸﴾	وہ جاننے والا ہے تمام غیبوں کو۔
قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ	فرمائیے حق آچکا ہے
وَ مَا یُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَ مَا یُعِیۡدُ ﴿۴۹﴾	اور نہ پہل کر سکتا ہے باطل اور نہ دوبارہ کچھ کر سکتا ہے۔
قُلۡ اِنۡ ضَلَلۡتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰی نَفۡسِیۡ ۚ	فرمائیے اگر (بالفرض) میں گمراہ ہوا تو بے شک میں گمراہ ہوں گا اپنی ہی جان پر (ظلم کرتے ہوئے)
وَ اِنِ اھۡتَدَیۡتُ	اور اگر میں نے ہدایت پائی
فَبِمَا یُوۡحِیۡۤ اِلَیَّ رَبِّیۡ ؕ	تو یہ ہے اُس کی وجہ سے جو وحی کرتا ہے میری طرف میرا رب
اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ قَرِیۡبٌ ﴿۵۰﴾	بے شک وہ سب کچھ سننے والا ہے، بہت قریب ہے۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کو بڑی دل سوزی کے ساتھ دعوت دی گئی کہ وہ غور کریں:

1. نبی اکرم ﷺ ہر گز کوئی مجنوں نہیں ہیں۔ کیا کوئی مجنوں اتنے اعلیٰ اخلاقی کردار کا حامل ہو سکتا ہے۔
2. نبی اکرم ﷺ تمہارے خیر خواہ ہیں جو تمہیں شدید عذاب سے محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔
3. نبی اکرم ﷺ کی دعوت بے غرض ہے۔ وہ تم سے کوئی نذرانہ یا بدلہ نہیں مانگ رہے۔

4. نبی اکرم ﷺ تمہارے سامنے ایسا حق بیان کر رہے ہیں جو باطل پر ضربیں لگا رہا ہے اور جس کی صداقت کی گواہی تمہارے دل بھی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیب کا عالم ہے اور وہ جانتا ہے کہ تمہارا باطن حق کو تسلیم کر رہا ہے۔
5. حق نے آکر واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر معبود باطل ہیں۔ اب باطل بے بس اور کمزور ہو چکا ہے۔ نہ وہ پہلے حق کا راستہ روک سکا اور نہ اب حق کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔
6. نبی اکرم ﷺ صاف صاف عاجزی کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر میں بالفرض سیدھی راہ پر نہیں تو اِس میں میرے نفس کا قصور ہے۔ اِس کے بر عکس اگر میں ہدایت پر ہوں (جس کی گواہی تمہارے دل بھی دے رہے ہیں) تو یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وحی کا فیض ہے۔

افسوس ہے کہ اتنی واضح نصیحتیں آنے کے باوجود لوگ حق کو قبول کرنے سے انکاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۱ تا ۵۴

عذاب آنے کے بعد توبہ قبول نہ ہو گی

وَ لَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا	اور کاش! تم دیکھو جب وہ گھبرا جائیں گے
فَلَا فَوْتَ	پھر نہ ہو گی بچ نکلنے کی کوئی صورت
وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۙ﴿۵۱﴾	اور وہ پکڑ لیے جائیں گے قریب کی جگہ سے۔
وَّ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ	اور وہ کہیں گے ہم ایمان لے آئے اِس پر
وَ اَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۚۖ﴿۵۲﴾	اور کہاں ہو گا اُن کے لیے حاصل کر لینا (ایمان کا) دور کی جگہ سے۔

وَّقَدۡ كَفَرُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ ۚ	حالانکہ بلاشبہ وہ کفر کرتے رہے اِس کا اِس سے پہلے
وَ يَقۡذِفُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ مِنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ ﴿۵۳﴾	اور وہ چلاتے رہے تیر تکے بن دیکھے (یعنی اعتراضات کرتے رہے بلا تحقیق) بہت دور کی جگہ سے۔
وَحِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ	اور رکاوٹ ڈال دی جائے گی اُن کے درمیان
وَبَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ	اور اُن چیزوں کے درمیان جن کی وہ خواہش کریں گے
كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ	جیسا کہ کیا گیا اِن جیسے لوگوں کے ساتھ اِس سے پہلے
ع ۹ ۱۲ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا فِىۡ شَكٍّ مُّرِيۡبٍ ﴿۵۴﴾	یقیناً وہ ایسے شک میں پڑے ہوئے تھے جو بے چین رکھنے والا تھا۔

اِن آیات میں حق کا انکار کرنے والوں اور اُس پر بے بنیاد اعتراضات کرنے والوں کو برے وقت سے خبر دار کیا جارہا ہے۔ وہ وقت کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت اچانک اُنہیں آگھیرے گی۔ اُس وقت وہ لرزتے ہوئے اقرار کریں گے کہ ہم نے حق قبول کر لیا۔ لیکن اُس وقت حق کی قبولیت اور اُس کا ساتھ دینے کا وقت گزر چکا ہوگا۔ پھر اُنہیں اُن نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا جو نفس انسانی کو مرغوب ہیں۔ اُن کا انجام وہی ہو گا جو اُن مجرموں کا ہوا جو ماضی میں گزرے ہیں۔ افسوس کہ یہ بدنصیب اِن حقائق کے بارے میں بڑے گہرے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

سورۃ فاطر

عظمتِ باری تعالیٰ کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور رحمت کے کئی مظاہر بڑے مؤثر اسلوب میں بیان کیے گئے ہیں۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۱۷ — عظمت و قدرتِ باری تعالیٰ
- آیات ۱۸تا۲۶ — نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی
- آیات ۲۷تا۳۱ — اللہ تعالیٰ کے مادی و روحانی احسانات
- آیات ۳۲تا۳۷ — شکر گزاری اور ناشکری کا انجام
- آیات ۳۸تا۴۵ — عظمت و قدرتِ باری تعالیٰ

آیات ۱تا۲

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	کل شکر اللہ کے لیے ہے جو بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا
جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ	بنانے والا ہے فرشتوں کو پیغامبر جو دو دو اور تین تین اور چار چار پروں والے ہیں

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ	وہ اضافہ کرتا ہے تخلیق میں جو چاہتا ہے
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①	بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ	جو کچھ کھول دے اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے
فَلَا مُمْسِکَ لَہَا ۚ	تو نہیں ہے کوئی بند کرنے والا اُسے
وَ مَا یُمْسِکْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ ؕ	اور جو وہ بند کر دے تو کوئی بھیجنے والا نہیں اُسے اُس کے بعد
وَ ہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ②	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مظاہر بیان کر رہی ہیں۔ وہی تمام آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔ اُسی نے فرشتوں جیسی عظیم مخلوق پیدا فرمائی۔ وہ کئی امور انجام دیتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام انبیاء علیہم السلام تک پہنچاتے ہیں۔ فرشتوں کا اپنا کوئی اختیار نہیں بلکہ وہ اپنے خالق کی فرمانبرداری کے پابند ہیں۔ اُن میں کچھ دو، کچھ تین اور کچھ چار پر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں جس طرح چاہتا ہے اضافہ فرماتا رہتا ہے۔ فرشتوں کے پروں کی انتہائی تعداد چار ہی تک محدود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو اِس سے بھی زیادہ پر عطا فرمائے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک مرتبہ اِس شکل میں دیکھا کہ اُن کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری، مسلم) مزید ارشاد ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے اپنی رحمت کا فیض جاری فرما دے تو اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور اگر وہ بندوں پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے تو اُسے کوئی کھول نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۳ تا ۴

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ ؕ	اے لوگو! یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے

هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰهِ یَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	ہے کوئی خالق اللہ کے سوا جو رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫	نہیں ہے کوئی معبود اُس کے سوا
فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳﴾	تو کہاں سے تم بہکائے جاتے ہو؟
وَ اِنۡ یُّكَذِّبُوۡكَ	اور اے نبی ﷺ! اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں
فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ	تو جھٹلایا گیا تھا آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوں کو
وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر شے کا خالق ہے۔ وہ جملہ مخلوقات کے لیے آسمان سے رزق کے فیصلے اور بارش نازل کرتا ہے اور زمین سے رزق پیدا فرماتا ہے۔ بلاشبہ معبودِ حقیقی صرف وہی ہے۔ یہ حقائق سامنے آنے کے باوجود کچھ ایسے بدبخت ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے پیش کی جانے والی توحید کی دعوت کو جھٹلا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ماضی میں بھی رسولوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ آپ ﷺ غمگین نہ ہوں۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تمام معاملات کا فیصلہ فرمادے گا۔

آیات ۵ تا ۷

دنیا اور شیطان کے فریب سے بچو

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ	اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا ۥ وقفة	تو ہرگز نہ ڈالے دھوکہ میں تمہیں دنیا کی زندگی

وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۵﴾	اور ہر گز نہ ڈالے دھوکہ میں تمہیں اللہ کے بارے میں بہت بڑا دھوکے باز۔
اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ	بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے
فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ	تو سمجھو اُسے دشمن
اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَہٗ	بے شک وہ صرف اِس لیے بلاتا ہے اپنے گروہ والوں کو
لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ؕ﴿۶﴾	تاکہ وہ ہو جائیں بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے۔
اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۬ؕ	اُن کے لیے شدید عذاب ہے
وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
ع ۱۳ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿ع ۷﴾	اُن کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔

یہ آیات تمام انسانوں کو خبردار کر رہی ہیں کہ وہ دنیا کی زندگی کی رعنائیوں میں کھو کر آخرت کو نہ بھول جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان اُنہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ میں ڈال دے۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اِس حوالے سے آیت ۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

"اللہ کے بارے میں دھوکا دینے سے مراد یہ ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو تو یہ باور کرائے کہ اللہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کو اِس غلط فہمی میں ڈالے کہ اللہ ایک دفعہ دنیا کو حرکت دے کر الگ جا بیٹھا ہے، اب اُسے اپنی بنائی ہوئی اِس کائنات سے عملاً کوئی سروکار نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کو یہ چکر دے کہ اللہ کائنات کا انتظام تو بے شک کر رہا ہے، مگر اُس نے انسانوں کی رہنمائی کرنے کا کوئی ذمہ نہیں

لیا ہے،اِس لیے یہ وحی ورسالت محض ایک ڈھکوسلا ہے۔ کچھ لوگوں کو یہ جھوٹے بھروسے دلائے کہ اللہ بڑاغفورورحیم ہے، تم خواہ کتنے ہی گناہ کرو، وہ بخش دے گا،اوراُس کے کچھ پیارے ایسے ہیں کہ اُن کادامن تھام لوتوبیڑا پار ہے"۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفورورحیم ہے لیکن وہ نافرمانیوں پر سزادینے والا بھی ہے۔اُس نے شریعت اِس لیے دی ہے کہ اِس پر عمل ہو۔ لہٰذا شریعت پر عمل کرنے والے اور شریعت کو ترک کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ شیطان خود تو جہنم میں جائے گا، وہ اِس کوشش میں ہے کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ برباد کردے۔ وہ انسانوں کا کھلا دشمن ہے۔اُس کی پیروی کرنے والے سخت عذاب سے دوچار ہوں گے۔اِس کے برعکس جن لوگوں نے شیطان کی ترغیبات کو ٹھکرا کر شریعت کی پابندیوں کو اختیار کیا اُن کے لیے بخشش اور بہت بڑے اجر کی بشارت ہے۔

آیت ۸

بد نصیبی کی انتہا ... برائی پر فخر کرنا

اَفَمَنۡ زُیِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ	پھر کیا وہ شخص مزین کر دی گئی جس کے لیے برائی اُس کے عمل کی
فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ	پھر وہ دیکھتا ہے اُسے اچھا (نیک انسان کی طرح ہو سکتا ہے؟)
فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ	تو بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۫ۖ	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَیۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ	(سوائے نبی ﷺ)! کہیں چلی نہ جائے آپ کی جان اُن پر حسرتیں کرتے ہوئے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۸﴾	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

ایک انسان کی بدنصیبی اور محرومی کا آخری درجہ ہے کہ اُس کا ضمیر مردہ ہو جائے اور وہ برائی پر ندامت کے بجائے فخر کرے۔ ایسا شخص توبہ اور اصلاح سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت نہیں دیتا۔ بلاشبہ ہدایت کل کی کل اللہ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ وہ برائیوں پر جری ہونے والوں کی محرومی پر حسرت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی نیت سے واقف ہے اور بہتر جانتا ہے کہ کسے محروم رکھنا ہے اور کسے سعادت دینی ہے؟ پھر وہ خوب جانتا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے؟ وہ ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ دے دے گا۔

آیت ۹

زمین کو زندہ کرنے والا تمہیں بھی زندہ کرے گا

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ	اور اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو
فَتُثِيْرُ سَحَابًا	تو وہ اُٹھالاتی ہیں بادل
فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ	پھر ہم نے ہانک دیا اُسے مردہ زمین کی طرف
فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ	پھر ہم نے زندہ کیا اُس کے ساتھ زمین کو اُس کی موت کے بعد
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹	اِسی طرح دوبارہ اٹھایا جانا ہے۔

یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ وہ ہواؤں کے ذریعے بھاری بھاری بادل اٹھا کر لاتا ہے۔ پھر اُن بادلوں کو ایک مردہ زمین پر برسا دیتا ہے۔ بارش سے مردہ زمین زندہ اور سر سبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ روزِ قیامت تمام انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔

آیت ۱۰

عزت قرآن کے ذریعے ملے گی

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ	جو کوئی چاہتا ہے عزت
فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ	تو اللہ ہی کے لیے ہے عزت ساری کی ساری
اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ	اُسی کی طرف چڑھتی ہے ہر پاکیزہ بات
وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ	اور نیک عمل بلند کرتا ہے اُسے
وَ الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ	اور جو لوگ سازشیں کرتے ہیں برائیوں کی
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ	اُن کے لیے بہت سخت عذاب ہے
وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾	اور اُن کی سازشیں برباد ہوں گی۔

عزت کل کی کل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو عزت حاصل کرنا چاہے اُسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ پاکیزہ نظریہ قبول کرے اور اِس نظریہ کی سربلندی کے لیے بھرپور جدوجہد کرے۔ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ پاکیزہ نظریہ قرآنِ حکیم ہے۔ اگر قرآنِ حکیم کو سمجھا جائے، اُس پر عمل کیا جائے، اُس کی دعوت کو پھیلایا جائے اور اُس کی تعلیمات کے نفاذ کے لیے تن من دھن لگایا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے سعادت مندوں کو ضرور سرخرو فرمائے گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ ۔ (مسلم)

”بے شک اللہ عروج دے گا اِس کتاب (قرآن) کے ذریعے قوموں کو اور پست کر دے گا اِس کتاب (کو چھوڑنے) کی وجہ سے دوسروں کو“۔

اِس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ناقدری کرتے ہیں اور اُس کی تعلیمات کو جاری وساری ہونے سے روکتے ہیں، وہ ذلیل اور رسوا ہو کر رہیں گے۔

آیت ۱۱

ہر انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ	اور اللہ نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے
ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ	پھر ایک نطفے سے
ثُمَّ جَعَلَكُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ	پھر بنایا تمہیں جوڑے
وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ	اور نہیں حمل اٹھاتی کوئی مادہ اور نہ جنم دیتی ہے (بچے کو) مگر اُس کے علم سے
وَمَا يُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ	اور نہ عمر بڑھائی جاتی ہے کسی عمر پانے والے کی
وَّلَا يُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ	اور نہ کمی کی جاتی ہے اُس کی عمر میں
اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ ؕ	مگر ایک کتاب میں (یہ درج) ہے
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۱۱	بلاشبہ یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

یہ آیت انسان پر اللہ تعالیٰ کے کامل اختیار کا نقشہ کھینچ رہی ہے۔ اُسی نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا۔ پھر انسان کی نسل کو نطفے کے ذریعے سے آگے بڑھا رہا ہے۔ وہی ہے جو انسانوں کو جوڑوں کی صورت میں پیدا فرماتا ہے۔ کب کسی خاتون کے وجود میں حمل

ٹھہرتا ہے اور کب وہ بچے کو جنم دیتی ہے، سب اُس کے علم میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون سا انسان عمر کے کس مرحلے میں ہے اور اُس کی مہلت عمر ختم ہونے میں کتنا وقت باقی ہے۔ تمام انسانوں کے بارے میں مکمل علم رکھنا اُس کے لیے بہت آسان ہے۔

آیت ۱۲

دریا و سمندر اللہ تعالیٰ کی نعمت و قدرت کے شاہکار

وَمَا يَسۡتَوِي الۡبَحۡرٰنِ	اور برابر نہیں ہیں پانی کے دونوں ذخیرے
هٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ	یہ میٹھا پیاس بجھانے والا ہے
سَآئِغٌ شَرَابُهٗ	خوشگوار ہے اِس کا پینا
وَهٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ؕ	اور یہ نمکین کڑوا ہے
وَمِنۡ كُلٍّ تَاۡكُلُوۡنَ لَحۡمًا طَرِيًّا	اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت
وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡنَ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ	اور نکالتے ہو زینت کا سامان جو تم پہنتے ہو
وَتَرَى الۡفُلۡكَ فِيۡهِ مَوَاخِرَ	اور تم دیکھتے ہو کشتیوں کو اِس میں پانی کو چیرتی ہوئی چلنے والی ہیں
لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ	تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل میں سے
وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾	اور تاکہ تم شکر کرو۔

دریاؤں اور سمندروں کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے پانی کے دو سوتے جاری کر دیے ہیں۔ ایک کا ذائقہ میٹھا اور خوشگوار ہے۔ یہ پانی مخلوقات کی پیاس کی تسکین کرتا ہے اور کھیتوں اور باغات کو سیراب کرتا ہے۔ دوسرے کا ذائقہ نمکین اور کڑوا ہے جو ندی، نالوں اور دریاؤں سے آنے والے پانی کی کثافتیں دور کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں کی صورت میں انسانوں

کے لیے انتہائی لذیذ اور صحت بخش گوشت وافر مقدار میں فراہم کر دیا ہے۔ دریاؤں سے ہیرے اور سونا اور سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں جن کو انسان اپنی زیب وزینت کا ذریعہ بناتا ہے۔ اِن دریاؤں اور سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے وہ کشتیاں چلتی ہیں جن کے ذریعے بڑے پیمانہ پر تجارتی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۱۴

خودساختہ معبودوں کی بے بسی

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ	وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ﺼﻠﮯ	اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو
كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط	ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ	وہ اللہ تمہارا رب ہے
لَهُ الْمُلْكُ ط	اُسی کے لیے ہے بادشاہی
وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ	اور وہ جنہیں تم پکارتے ہو اُس کے سوا
مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ط ﴿۱۳﴾	وہ اختیار نہیں رکھتے کھجور کی گٹھلی کے چھلکے پر۔
اِنْ تَدْعُوْهُمْ	اگر تم پکارو گے اُنہیں
لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ج	وہ نہیں سنیں گے تمہاری پکار

وَ لَوْ سَمِعُوْا	اور اگر وہ سن لیں
مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ	جواب نہیں دیں گے تمہیں
وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ	اور روزِ قیامت انکار کریں گے تمہارے شرک کا
وَ لَا يُنَبِّئُكَ	اور کوئی نہ بتائے گا آپ ﷺ کو
مِثْلُ خَبِيْرٍ ۠﴿۱۴﴾ ع	اُس خوب جاننے والے کی طرح۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے وسیع اختیار اور خود ساختہ معبودوں کی درماندگی کا بیان ہے۔ کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے چل رہا ہے۔ رات اور دن کا الٹ پھیر اور سورج وچاند کی گردش اُسی کے اذن سے جاری ہے۔ تمام مخلوقات کا رب وہی ہے اور ہر شے پر اُسی کی بادشاہت واختیار قائم ہے۔ اُس کے سوا جن خود ساختہ معبودوں کو پکارا جارہا ہے وہ تو ایک کھجور کی گٹھلی سے لپٹی ہوئی جھلی کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر اُنہیں پکارا جائے تو وہ نہیں سنتے، سن بھی لیں تو حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ روزِ قیامت وہ مشرکین کے باطل عقائد اور جرائم سے اعلان براءت کر کے اُن کی حسرت میں اضافہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں حقائق سے آگاہ فرمایا ہے تاکہ ہم حق کی پیروی کر کے برے انجام سے بچ جائیں اور ہمیشہ ہمیش کی راحتیں حاصل کر لیں۔

آیات ۱۵ تا ۱۸

اللہ تعالیٰ غنی اور ہم فقیر ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ	اے لوگو! تم سب محتاج ہو اللہ کے
وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾	اور اللہ بے نیاز، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ	اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں

وَ يَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۚ﴿۱۶﴾	اور لے آئے ایک نئی مخلوق۔
وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ﴿۱۷﴾	اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ	اور نہ اُٹھائے گی کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ
وَاِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَةٌ اِلٰى حِمۡلِهَا	اور اگر بلائے گی کوئی بوجھ سے لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف
لَا يُحۡمَلۡ مِنۡهُ شَىۡءٌ	نہیں اٹھایا جائے گا اُس میں سے کچھ بھی
وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ؕ	اگرچہ وہ قرابت دار ہی ہو
اِنَّمَا تُنۡذِرُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ	بے شک اے نبی ﷺ! آپ تو خبردار کرسکتے ہیں صرف اُن کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ	اور جنہوں نے قائم کی نماز
وَمَنۡ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفۡسِهٖ ؕ	اور جو پاکیزہ ہوتا ہے تو وہ صرف اپنے لیے ہی پاکیزہ ہوتا ہے
وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۸﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

یہ آیات بندوں کو اُن کی اوقات سے آگاہ کر رہی ہیں۔ تمام انسان اللہ تعالیٰ کی عنایات کے محتاج اور اُس کے در کے فقیر ہیں جبکہ وہ تمام مخلوقات سے غنی ہے۔ کائنات میں اُس کی حمد و ثناء جاری و ساری ہے۔ وہ جب چاہے کسی قوم کو ہلاک کر دے اور اُس کی جگہ کسی اور کو دنیا کی نعمتوں کا امین بنا دے۔ روزِ قیامت ہر انسان اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اُس روز کسی

گناہ گار کے گناہوں کا بوجھ کوئی نہ اٹھا سکے گا۔ کوئی قریبی رشتے دار بھی گناہ گار کی مدد کے لیے تیار نہ ہو گا۔اِن حقائق کا علم اُسی انسان پر اثر ڈالتا ہے جس کا ضمیر زندہ ہو۔وہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا اور نماز کے ذریعے اُس کی بارگاہ میں جھکنے والا ہو۔ اللہ تعالی کی یہ ہدایت بلاشبہ انسان ہی کی بھلائی کے لیے ہیں۔ ہر انسان کو اُس کے سامنے جوابدہی کے لیے حاضر ہونا ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ انسان جوابدہی کی تیاری کے لیے اُس کی فرمانبرداری کی راہ اختیار کرے۔

آیات ۱۹ تا ۲۶

بے ضمیر انسان درحقیقت اندھا اور بہرہ ہے

وَ مَا یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱۹﴾	اور برابر نہیں ہوتا اندھا اور دیکھنے والا۔
وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوۡرُ ﴿۲۰﴾	اور نہ ہی اندھیرے اور روشنی۔
وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الۡحَرُوۡرُ ﴿۲۱﴾	اور نہ ہی سایہ اور دھوپ۔
وَ مَا یَسۡتَوِی الۡاَحۡیَآءُ وَ لَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ	اور نہ ہی برابر ہوتے ہیں زندہ لوگ اور مردے
اِنَّ اللّٰہَ یُسۡمِعُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ	بے شک اللہ سنادیتا ہے جسے چاہے
وَ مَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿۲۲﴾	اور آپ ﷺ نہیں ہیں سنانے والے اُنہیں جو قبروں میں ہیں۔
اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِیۡرٌ ﴿۲۳﴾	آپ ﷺ نہیں ہیں، مگر خبر دار کرنے والے۔
اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ؕ	بے شک ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور خبر دار کرنے والا بنا کر
وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ﴿۲۴﴾	اور نہیں ہے کوئی امت مگر گزرا ہے اُس میں ایک خبر دار کرنے والا۔

وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ	اور اگر وہ جھٹلا رہے ہیں آپ ﷺ کو
فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ	تو یقیناً جھٹلایا تھا اُنہوں نے بھی جو اِن سے پہلے تھے
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل کے ساتھ
وَ بِالزُّبُرِ	اور صحیفوں کے ساتھ
وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾	اور روشن کتاب کے ساتھ۔
ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	پھر میں نے پکڑ لیا اُن کو جنہوں نے کفر کیا
فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ ع ۱۲ ۱۵	تو میرا عذاب کیسا تھا؟

اِن آیات میں بے ضمیر انسانوں کی محرومی پر افسوس کا مضمون ہے۔ ایک بے ضمیر انسان اور ایک خوفِ خدا رکھنے والا انسان، اِسی طرح برابر نہیں ہو سکتے جس طرح اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہوتا، اندھیرے اور روشنی یکساں نہیں ہوتے، سایہ اور دھوپ ایک جیسے نہیں ہوتے اور زندہ اور مردہ مساوی نہیں ہوتے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ ایک بے ضمیر انسان کو نہیں جھنجھوڑ سکتے کیونکہ وہ بحیثیت انسان مردہ اور بحیثیت حیوان زندہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ اُنہیں ترغیب دے سکتے ہیں یا عذابِ الٰہی سے ڈرا سکتے ہیں لیکن اُنہیں زبردستی سیدھی راہ پر نہیں لا سکتے۔ اگر آج آپ ﷺ کی سیدھی سادھی اور دل میں اترنے والی باتوں کو جھٹلایا جا رہا ہے تو ماضی میں رسولوں کے ساتھ یہی کچھ ہوا ہے۔ رسول واضح دلائل پیش کرتے رہے لیکن قومیں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتی رہیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اِن قوموں کو برباد کر دیا۔ آج زمین پر بسنے والوں کے لیے فلاح کی راہ یہ ہے کہ سابقہ قوموں کے انجام سے سبق حاصل کریں اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا حسین کرشمہ ... کائنات کی رنگا رنگی

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی
فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا ؕ	پھر ہم نے نکالے اُس کے ذریعے پھل مختلف ہیں جن کے رنگ
وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيۡضٌ وَّحُمۡرٌ	اور پہاڑوں میں حصے ہیں سفید اور سرخ
مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا	مختلف ہیں اُن کے رنگ
وَغَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ ﴿۲۷﴾	اور کچھ ہیں بالکل سیاہ کالے۔
وَمِنَ النَّاسِ	اور لوگوں میں سے
وَالدَّوَآبِّ وَالۡاَنۡعَامِ	اور جانداروں میں سے اور چوپایوں میں سے
مُخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ	اور مختلف ہیں اُن کے رنگ اِسی طرح
اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ	بے شک ڈرتے ہیں اللہ سے اُس کے بندوں میں سے علماء
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡرٌ ﴿۲۸﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کائنات کو مختلف رنگوں سے سجا کر رونق بخشی ہے۔اِس اعتبار سے تین مثالیں دی گئی ہیں:

1. اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا اور اُس کے ذریعے سے ایسے میوے اور پھل پیدا کیے جن کے رنگ مختلف ہیں اور یہ رنگ بدلتے بھی رہتے ہیں۔
2. اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے پہاڑ بنائے جو سفید، سرخ اور سیاہ ہوتے ہیں یا اُس نے ان رنگوں کی مختلف تناسب میں آمیزش سے کئی طرح کے رنگ پہاڑوں کو عطا کیے ہیں۔ بعض پہاڑ مختلف رنگوں کی دھاریوں والے بھی ہوتے ہیں۔
3. انسانوں اور دیگر جانداروں کے رنگ بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مچھلیاں، تتلیاں، پرندے، کیڑے اور دیگر مخلوقات اپنے مختلف رنگوں سے انسانوں کے ذوقِ نظر کو کیسی خوبصورت اور دلفریب تسکین فراہم کرتے ہیں۔

شیخ ابراہیم ذوق نے کیا خوب کہا ہے ۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن
اے ذوق اِس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

جو سعادت مند علم حقیقت رکھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا احساس کرتے ہوئے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا علمائے حق کی صفت ہے۔ اُس سے ڈرنا اِس لیے ضروری ہے کہ کل نفع و نقصان اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہے نفع روک لے اور ضرر لاحق کردے۔ وہ گناہ گاروں کو بخشنے والا بھی ہے لیکن ایسا زبردست بھی ہے کہ جس خطا پر چاہے پکڑ بھی کرسکتا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

ایسی تجارت جس میں نقصان ہے ہی نہیں

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَتۡلُوۡنَ كِتٰبَ اللّٰهِ	بے شک جو لوگ تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی
وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اور اُنھوں نے قائم کی نماز
وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً	اور خرچ کیا اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں راز داری سے اور اعلانیہ

یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝۲۹	وہ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جو ہرگز خسارے میں نہ جائے گی۔
لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ	تاکہ اللہ پورا پورا دے اُنہیں اُن کے اجر
وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور مزید دے اُنہیں اپنے فضل میں سے
اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۳۰	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا قدر دان ہے۔

ہر انسان نفع بخش تجارت کا خواہش مند ہوتا ہے۔اِن آیات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ پیروی کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، نماز کے ذریعے مسلسل اُسے یاد رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور ظاہر و پوشیدہ طور پر اُس کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں، وہ در حقیقت ایک ایسی تجارت میں مال و جان کھپا رہے ہیں جس میں نقصان ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف اُنہیں اُن کی قربانیوں کا بھرپور صلہ عطا فرمائے گا بلکہ اپنے خزانہ قدرت سے مزید بھی نوازے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہے ہی بہت بخشنے والا اور بہترین قدر دان۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

قرآنِ حکیم کے حوالے سے تین کردار

وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ	اور اے نبی ﷺ! وہ جو ہم نے وحی کی ہے آپ کی طرف کتاب میں سے
هُوَ الْحَقُّ	وہی حق ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ	تصدیق کرنے والی ہے اُس کی جو اِس سے پہلے (نازل ہوئی) ہے

اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۳۱﴾	اور بے شک اللہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔
ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ	پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا اُنہیں جنہیں ہم نے چن لیا اپنے بندوں میں سے
فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ	تو اُن میں سے کوئی ظلم کرنے والا ہے اپنی جان پر
وَ مِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ	اور اُن میں سے کوئی میانہ روی اختیار کرنے والا ہے
وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ	اور اُن میں سے کوئی آگے نکلنے والا ہے نیکیوں میں اللہ کے حکم سے
ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ ﴿ؕ۳۲﴾	یہی بہت بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن آیات میں اعلان فرما رہا ہے کہ قرآنِ حکیم ہی وہ واحد کتاب ہے جو مکمل طور پر حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو چن لیا، اُنہیں قرآنِ حکیم پر ایمان لانے کی توفیق بخشی اور گویا اِس کتاب کے وارث ہونے کا اعزاز دیا۔ البتہ اِن لوگوں میں تین کردار ہیں:

1. ایسے لوگ جو قرآنِ حکیم کی تعلیمات پر عمل سے اعراض کر رہے ہیں۔ یہ بدنصیب اپنی ہی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ یہ اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔
2. وہ لوگ جن کا معاملہ میانہ روی کا ہے۔ وہ قرآن کی تعلیمات پر فرائض کی ادائیگی اور حرام سے بچنے کی حد تک عمل کرتے ہیں۔ مستحبات کا اہتمام نہیں کرتے اور مکروہات میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ یہ حساب کتاب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔
3. ایسے باہمت لوگ جو قرآنِ حکیم کے احکام پر عمل میں عزیمت کے درجہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نہ صرف فرائض بلکہ مستحبات کی ادائیگی میں بھی ذوق وشوق دکھاتے ہیں۔ حرام ہی سے نہیں بلکہ مکروہات سے بھی بچنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ

نیکیوں میں سبقت لے جانے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ پیش کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اُن سب پر ہے جنہیں اُس نے اپنی کتاب کا وارث بنایا۔ البتہ فضل کبیر اُن پر ہے جو تیسرا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی توفیق سے تیسرا طرزِ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے لیے انعام

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا	رہنے والے باغات! اللہ کے محبوب بندے داخل ہوں اُن میں
یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ۚ	اُنہیں پہنائے جائیں گے وہاں کنگن سونے کے اور موتی
وَ لِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡرٌ ﴿۳۳﴾	اور اُن کا لباس ہوگا وہاں ریشمی۔
وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ	اور وہ کہیں گے کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے دور کر دیا ہم سے غم
اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَكُوۡرُ ۨ ﴿۳۴﴾	بے شک ہمارا رب بہت بخشنے والا ہے، بڑا قدردان ہے۔
الَّذِیۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ	جس نے بسایا ہمیں ہمیشہ رہنے والے گھر میں اپنے فضل سے
لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا نَصَبٌ	نہیں پہنچتی ہمیں یہاں کوئی تکلیف
وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا لُغُوۡبٌ ﴿۳۵﴾	اور نہ ہی پہنچتی ہے ہمیں یہاں کوئی تھکاوٹ۔

اللہ تعالیٰ اپنے چنے ہوئے بندوں کو جنت کے حسین باغات عطا فرمائے گا۔اِن باغات میں اُن کی عزت افزائی سونے کے کنگن اور شاندار موتیوں کے ہار پہنا کر کی جائے گی۔اُنہیں ریشم کے نفیس لباس پہنائے جائیں گے۔وہ جذباتِ شکر کے ساتھ پکار اٹھیں گے کہ کل شکر اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے ہمیں ہر دکھ اور غم سے نجات عطا فرما دی۔ ہمیں اپنے فضل سے ایسا گھر ہمیشہ کے لیے عطا کر دیا جہاں کوئی تکلیف نہیں۔ یہاں ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا پڑتا جس کے انجام دینے میں مشقت پیش آئے اور جس سے فارغ ہو کر ہم تھک جائیں۔ بلاشبہ ہمارا رب بہت ہی در گزر کرنے والا اور نیکیوں کا انتہائی قدردان ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی یہ نعمتیں عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۷

کفر کرنے والوں کا حسرتناک انجام

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن کے لیے جہنم کی آگ ہے
لَا يُقۡضٰى عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوۡتُوۡا	نہ اُن کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں
وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِّنۡ عَذَابِهَا ؕ	اور نہ ہی ہلکا کیا جائے گا اُن سے اُس کا کچھ عذاب
كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ كُلَّ كَفُوۡرٍ ۚ‏ ﴿۳۶﴾	ہم اِسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ہر ناشکرے کو۔
وَهُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا ۚ	اور وہ چلّائیں گے اُس میں
رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ	اے ہمارے رب! ہمیں نکال لے، ہم عمل کریں گے اچھا،برخلاف اُس کے جو ہم کیا کرتے تھے
اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ	(فرمائے گا اللہ) اور کیا ہم نے اتنی عمر نہیں دی تھی تمہیں کہ نصیحت حاصل کر لیتا اُس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا

وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ	اور آیا تھا تمہارے پاس خبر دار کرنے والا
فَذُوْقُوْا	تو چکھو (عذاب)
فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ ع ١٦	پس نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ کفر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔ وہاں اُنہیں ہمیشہ شدت کی آگ میں جلنا ہے۔ نہ آگ کی شدت میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی موت آکر اُنہیں عذاب سے آزاد کرے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے التجا کریں گے کہ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دے تاکہ ہم اپنی بدعملیوں کی تلافی کرسکیں۔ جواب میں ارشاد ہوگا کہ میں نے تمہیں دنیا میں اتنی عمر دی تھی کہ تم اپنی اصلاح کرسکتے تھے۔ تمہارے پاس خبر دار کرنے والے بھی آئے تھے لیکن تم نے اُن کی دعوت کو نظر انداز کر دیا۔ اب اپنے کیے کا مزہ چکھو۔ اب کوئی تمہارا مددگار نہیں آئے گا۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ...اے اللہ محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۳۹

گھاٹے کا سودا مت کرو

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	بے شک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کے راز
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کو۔
هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ	وہی ہے جس نے بنایا تمہیں خلیفہ زمین میں
فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ	پھر جس نے کفر کیا تو اُسی پر ہے اُس کا کفر (یعنی وبال)

وَلَا يَزِيۡدُ الۡكٰفِرِيۡنَ كُفۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اِلَّا مَقۡتًا ۚ	اور اضافہ نہیں کرے گا کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے رب کے ہاں مگر بیزاری کا
وَلَا يَزِيۡدُ الۡكٰفِرِيۡنَ كُفۡرُهُمۡ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾	اور اضافہ نہیں کرے گا کافروں کے لیے اُن کا کفر مگر گھاٹے کا۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ اپنی اِس کائنات کے ہر راز سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسانوں کے سینوں میں کیا ارادے اور راز پوشیدہ ہیں۔ اُسی نے کائنات میں انسانوں کو خلافت یعنی عارضی اختیار دیا ہے۔ ایسے لوگ بدبخت ہیں جو اُس کے دیے ہوئے اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ اِس طرزِ عمل سے وہ اُس کے غضب کو بھڑکا رہے ہیں اور درحقیقت اپنے لیے ہی گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

خود ساختہ معبودوں نے کیا تخلیق کیا ہے؟

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ	اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! فرمائیے کیا تم نے دیکھے ہیں اپنے وہ شریک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
اَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ	دکھاؤ مجھے کیا کچھ بنایا ہے اُنہوں نے زمین میں
اَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۚ	یا اُن کا کوئی حصہ ہے آسمانوں میں
اَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ كِتٰبًا فَهُمۡ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنۡهُ ۚ	کیا ہم نے دی ہے اُنہیں کوئی کتاب تو وہ کسی واضح دلیل پر ہیں اُس میں سے
بَلۡ اِنۡ يَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا اِلَّا	بلکہ نہیں وعدے کرتے ظالم ایک دوسرے سے مگر

غُرُوْرًا ۝۴۰	دھوکے کے۔
اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ	بے شک اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ کہیں ہٹ نہ جائیں (اپنے مدار سے)
وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ	اور اگر وہ ہٹ گئے نہیں تھام سکے گا اُن دونوں کو کوئی بھی اُس کے بعد
اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۱	بے شک وہ بڑے تحمل والا، بہت بخشنے والا ہے۔

یہ آیات شرک کرنے والوں کو للکار کر پوچھ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کا کیا جواز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اتنی بڑی کائنات بنائی ہے بتاؤ تمہارے معبودوں نے زمین یا آسمانوں میں کیا شے تخلیق کی ہے؟ کیا نظامِ کائنات چلانے میں اُن کا کوئی کردار ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب میں بتایا ہے کہ میرے ساتھ کچھ اور معبود بھی شراکت دار ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ شرک کا جرم بے بنیاد اور جھوٹ کا مظہر ہے۔ شرک کی پٹیاں پڑھانے والے، لوگوں کو مشکل کشائی اور شفاعت باطلہ کے سبز باغ دکھا کر فریب دے رہے ہیں۔ اُنہیں بہکا رہے ہیں کہ فلاں فلاں ہستیوں کے دامن تھام لو۔ وہ دنیا میں تمہارے سارے کام کرا دیں گے اور آخرت میں اللہ سے تمہارے تمام گناہ بخشوالیں گے۔ اُن کے اس جرم پر آسمان پھٹ پڑنے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تحمل ہے کہ اُس نے زمین و آسمانوں کو تھاما ہوا ہے اور شرک کرنے والوں کو توبہ کرنے کی مہلت دے رہا ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۳

مشرکین مکہ کی محرومی

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ	اور وہ قسمیں کھاتے تھے اللہ کی بڑی تاکید کے ساتھ

لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِيۡرٌ	اگر آ جاتا اُن کے پاس کوئی خبر دار کرنے والا
لَّيَكُوۡنُنَّ اَهۡدٰى مِنۡ اِحۡدَى الۡاُمَمِ ۚ	تو وہ ضرور ہوتے زیادہ ہدایت پر تمام امتوں میں سے کسی بھی ایک سے
فَلَمَّا جَآءَهُمۡ نَذِيۡرٌ	جب اُن کے پاس آ گئے ہیں خبر دار کرنے والے
مَّا زَادَهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ۙ﴿۴۲﴾	نہیں بڑھایا اِس نے اُنہیں مگر نفرت کرنے میں۔
اۨسۡتِكۡبَارًا فِى الۡاَرۡضِ	بڑا بننے کے لیے زمین میں
وَمَكۡرَ السَّيِّیءِ ؕ	سازش کرنے کے لیے برائی کی
وَلَا يَحِيۡقُ الۡمَكۡرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ ؕ	اور نہیں گھیرتی برائی کی سازش مگر اپنے کرنے والے کو
فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا سُنَّتَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۚ	پس وہ انتظار نہیں کر رہے مگر پہلوں کے ساتھ ہونے والے دستور کا
فَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ۚ	تو تم ہر گز نہیں پاؤ گے اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا
وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحۡوِيۡلًا ﴿۴۳﴾	اور تم ہر گز نہیں پاؤ گے اللہ کے دستور کو ٹلتا ہوا۔

یہ آیات مشرکین مکہ کی محرومی کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آیا تو ہم یہودیوں اور عیسائیوں کا سا طرزِ عمل اختیار نہیں کریں گے بلکہ پاکیزہ کردار کی اعلیٰ مثال پیش کریں گے۔ البتہ جب اُن کے پاس اللہ کے رسول ﷺ آ گئے تو اُن کا غرور، مفاد پرستی اور خواہشاتِ نفس کی پیروی جیسے جرائم حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ بن گئے۔ اُن کی سرکشی میں اضافہ ہو گیا اور وہ تکبر کی آخری حدوں کو پہنچ گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں

کرنے لگے۔ وہ جان لیں کہ اِن سازشوں کا نقصان اُن ہی کو ہو گا۔ ماضی میں بھی سرکش قوموں کا برا انجام ہوا۔ یہی اللہ تعالیٰ کا دستور ہے جو نہ بدل سکتا ہے اور نہ ہی ٹل سکتا ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۵

اللہ تعالیٰ کو کوئی بے بس نہیں کر سکتا

اَوَ لَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ	پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے تھے
وَ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ	اور وہ تھے زیادہ سخت اِن سے قوت میں
وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ	اور نہیں ہے اللہ ایسا کہ بے بس کر دے اُسے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں
اِنَّہٗ کَانَ عَلِیۡمًا قَدِیۡرًا ﴿۴۴﴾	بے شک وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قادر ہے۔
وَ لَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوۡا	اور اگر پکڑ لے اللہ لوگوں کو اُس وجہ سے جو اُنہوں نے کمائی کی
مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہۡرِہَا مِنۡ دَآبَّۃٍ	تو نہ چھوڑے زمین کی پشت پر کوئی جاندار
وَّ لٰکِنۡ یُّؤَخِّرُہُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ	اور لیکن وہ مہلت دیتا ہے اُنہیں ایک وقت مقررہ تک
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ	پھر جب آ جاتا ہے اُن کا وقت
ع ۸ ۱۷ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیۡرًا ﴿۴۵﴾ ع	تو بے شک اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں نافرمانوں کو خبردار کیا جارہا ہے کہ وہ سابقہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ وہ قومیں جسمانی قوت، مال و اسباب اور علم و ہنر میں کہیں آگے تھیں۔ اُنہیں اپنی شان و شوکت پر ناز تھا۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آئی تو اُنہیں پناہ کا کوئی ٹھکانہ نہ ملا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ انسانوں کو اُن کے جرائم کی فوری سزا نہیں دیتا۔ اگر وہ انسانوں کی گناہوں پر فوری پکڑ کرلے تو زمین میں کوئی جاندار باقی نہ رہے۔ انسانوں کے علاوہ دیگر جاندار تو ہیں ہی انسانوں کی خدمت کے لیے۔ انسان مٹ جاتے تو پھر اُن کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ وہ گناہوں پر فوری پکڑ کے بجائے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جب مہلت ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہ بندوں کو دیکھ لیتا ہے یعنی اُنہیں اُن کے جرائم کی سزا دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورۃ یٰسین

قرآنِ حکیم کا دل

نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک مبارک ارشاد میں اِس سورۂ مبارکہ کو قرآنِ حکیم کا دل قرار دیا:

وَیٰسٓ قَلۡبُ الۡقُرۡاٰنِ لَا یَقۡرَؤُهَا رَجُلٌ یُّرِیۡدُ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَالدَّارَ الۡاٰخِرَةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ وَاقۡرَءُوۡهَا عَلٰی مَوۡتَاكُمۡ.

(مسندِ احمد)

"اور سورۂ یٰسین قرآن کا دل ہے۔ جو شخص اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کے لیے اِس کی تلاوت کرتا ہے اُس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اِسے اپنے مرنے والوں پر پڑھا کرو"۔

جس طرح دل کی دھڑکن سے انسان کے جسم میں خون گردش کرتا ہے اِسی طرح اِس سورۂ مبارکہ کے مضامین کا زورِ بیان انسان کی روح میں حرکت اور جذبۂ عمل میں جوش پیدا کرتا ہے۔

☆آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۳۲ ایمان بالرسالت
- آیات ۳۳ تا ۵۰ توحیدِ باری تعالیٰ
- آیات ۵۱ تا ۸۳ ایمان بالآخرت

آیات ۱ تا ۶

حکمت بھرا قرآن آپ ﷺ کی رسالت پر گواہ ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یٰسٓ ①	یا۔ سین۔

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۲﴾	قسم ہے حکمت بھرے قرآن کی۔
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۳﴾	بے شک اے نبی ﷺ! یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں۔
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ﴿۴﴾	سیدھے راستے پر ہیں۔
تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۵﴾	نازل کیا گیا ہے (قرآن) بہت زبردست، ہمیشہ رحم کرنے والے کی طرف سے۔
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ	تاکہ آپ ﷺ خبردار کریں اُس قوم کو، نہیں خبردار کیا گیا جن کے باپ دادا کو
فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾	تو وہ بے خبر ہیں۔

قرآنِ حکیم ایسا حکمت بھرا کلام ہے جس کی نظیر پیش کرنا کسی انسان کے لیے ممکن ہی نہیں۔ آپ ﷺ کی زبان سے اِس عظیم کلام کا جاری ہونا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور بالکل سیدھی راہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اِس لیے بھیجا ہے کہ آپ ﷺ ایک ایسی قوم کو بنفسِ نفیس آخرت کے حساب کتاب کے حوالے سے خبردار کر دیں جس کے پاس سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قوم غافل ہے اور اُسے غفلت سے نکالنا ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ اِس رحمت کا ظہور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی صورت میں واقع ہوا ہے۔

آیات ۷ تا ۱۰

مشرکین مکہ ایمان نہیں لائیں گے

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ	یقیناً حق ثابت ہو چکی ہے یہ بات اُن میں سے اکثر پر
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾	سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا	بے شک ہم نے ڈال دیے ہیں اُن کی گردنوں میں طوق
فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ	تو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک
فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ﴿۸﴾	تو اُن کے سر اوپر اُٹھے ہوئے ہیں۔
وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا	اور ہم نے کر دی ہے اُن کے آگے ایک دیوار
وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا	اور اُن کے پیچھے ایک دیوار
فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ	پس ہم نے ڈھانپ دیا ہے اُنہیں
فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۹﴾	تو وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔
وَ سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ	اور برابر ہے اُن پر
ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ	چاہے آپ ﷺ خبردار کریں اُنہیں
اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ	یا خبردار نہ کریں اُنہیں
لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰﴾	وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی دلجوئی کا مضمون ارشاد فرمایا ہے۔ اطمینان دلایا گیا کہ آپ ﷺ بڑی دل سوزی سے مکہ والوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہے ہیں لیکن اُن میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے۔ وہ تکبر کی اُس آخری حد کو پہنچ گئے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے سر ایسے اَکڑ گئے ہیں کہ اب جھکنے کا امکان ہی نہیں۔ اُن کے سامنے موجود وقتی مفادات اور اُن کے پیچھے آباء پرستی کے تصورات وہ رکاوٹیں ہیں جو اُنہیں حق قبول کرنے سے محروم کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ اُنہیں سمجھائیں یا نہ سمجھائیں وہ ماننے والے نہیں۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم ونازک بے اثر

آیات ۱۱ تا ۱۲

ہدایت کسے ملتی ہے؟

	اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ	اے نبی ﷺ! بے شک آپ تو خبر دار کر سکتے ہیں اُسے جو پیروی کرے نصیحت کی
	وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ	اور جو ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے
	فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾	تو بشارت دیجیے اُسے بخشش کی اور عزت والے اجر کی۔
	اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى	بے شک ہم ہی زندہ کریں گے مردوں کو
وقف غفران	وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ	اور ہم لکھ رہے ہیں جو (عمل) اُنہوں نے آگے بھیجا اور اُن کے (پیچھے چھوڑے ہوئے) اثرات کو
ع ۱۲ ۱۸	وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾	اور جو بھی چیز ہے ہم نے شمار کر لیا ہے اُسے ایک واضح کتاب میں۔

یہ آیات ایک اہم حقیقت سے آگاہ کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سے ہدایت وہی حاصل کرے گا جس کی نیت میں حق کی پیروی ہو۔ ایسے لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتے ہیں اور حق سامنے آتے ہی نہ صرف اُسے قبول کرتے ہیں بلکہ اُسے جاری وساری کرنے کے لیے سرگرم ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بخشش بھی ہے اور عزت واکرام والا اَجر بھی۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں جملہ مخلوقات کی زندگی اور موت ہے۔ ایک انسان کیا عمل آگے بھیج رہا ہے اور عمل کے کیسے اثرات دنیا میں چھوڑ رہا ہے، سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ روزِ قیامت وہ ہر انسان کے معاملات کا فیصلہ اپنے اِسی علم کی بنیاد پر کرے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۹

ماضی کی سبق آموز داستان

وقف لازم وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ	اے نبی ﷺ! بیان کیجیے اِن کے لیے مثال بستی والوں کی
اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ۚ	جب آئے بستی میں رسول علیہم السلام۔
اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ	جب ہم نے بھیجا اُن کی طرف دو رسولوں کو
فَكَذَّبُوْهُمَا	تو اُنھوں نے جھٹلایا اُن دونوں کو
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ	پھر ہم نے تقویت دی تیسرے رسول کے ساتھ
فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾	سو اُنھوں نے فرمایا بے شک ہم تمھاری طرف رسول ہیں۔
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ	کہا بستی والوں نے تم نہیں ہو مگر انسان ہمارے جیسے
وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ	اور نہیں نازل کی رحمٰن نے کوئی چیز
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾	تم اور کچھ نہیں مگر جھوٹ بول رہے ہو۔
قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾	فرمایا رسولوں نے ہمارا رب جانتا ہے بے شک ہم تمھاری طرف یقیناً رسول ہیں۔
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾	اور ہمارے ذمے نہیں ہے مگر صاف صاف پہنچا دینا۔
قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ	کہا بستی والوں نے بے شک ہم نا مبارک دیکھتے ہیں تمھیں

لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ	اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور سنگسار کر دیں گے تمہیں
وَ لَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾	اور ضرور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے درد ناک عذاب۔
قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ ؕ	فرمایا رسولوں نے تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے
اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ ؕ	کیا اِس لیے (ہے تمہارا انکار) کہ تمہیں نصیحت کی گئی
بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾	بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ایک بستی میں دو رسول بھیجے۔ بستی والوں نے اُن کی دعوت کو جھٹلایا تو اُس نے اُن کی مدد کے لیے ایک اور رسول بھیج دیا۔ قوموں نے رسولوں کی رسالت کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تم سب ہماری طرح کے انسان ہو اور اللہ نے تم پر کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم لوگ رسالت کے جھوٹے دعوے کر رہے ہو۔ رسولوں نے اُنہیں یقین دلایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ البتہ ہماری ذمے داری تم سے حق کو قبول کروانا نہیں بلکہ اُسے تم تک صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ قوموں نے گستاخی کی کہ تمہاری آمد کے بعد ہم پر مصائب آ رہے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے یا پتھر مار مار کر سنگسار کر دیں گے۔ رسولوں نے جواب دیا کہ تم پر مصائب تمہارے گناہوں کی وجہ سے آ رہے ہیں۔ تم محض اِس لیے ہماری مخالفت کر رہے ہو کہ ہم نے تمہارے عقائد و اعمال کی خرابی کو واضح کر کے تمہیں اصلاح کی دعوت دی ہے۔

آیات ۲۰ تا ۲۵

ایک مردِ مومن کا اعلانِ حق

وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی	اور آیا شہر کے دور والے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا
قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۲۰﴾	اُس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! پیروی کرو رسولوں کی۔
اتَّبِعُوۡا	پیروی کرو اُن کی
مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا	جو نہیں مانگتے تم سے کوئی اجر
وَّ ہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾	اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔
وَ مَا لِیَ لَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ	اور مجھے کیا ہے کہ میں عبادت نہ کروں اُس کی جس نے پیدا کیا مجھے
وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً	کیا میں بنالوں اُس کے سوا ایسے معبود
اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ	کہ اگر ارادہ کرے میرے بارے میں رحمان کسی نقصان کا
لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُہُمۡ شَیۡئًا	نہ فائدہ پہنچائے مجھے اُن کی سفارش کچھ بھی
وَّ لَا یُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾	اور نہ ہی وہ چھڑا سکیں مجھے۔

اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾	بے شک میں تو اُس وقت یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں گا
اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ	بے شک میں ایمان لے آیا ہوں تمہارے رب پر
فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾	تم سن لو مجھ سے۔

رسولوں کی دعوت کے جواب میں بستی والے گستاخیوں اور دشمنی کی انتہا کو پہنچ گئے اور قریب تھا کہ وہ رسولوں کے خلاف کوئی مجرمانہ قدم اُٹھانے کی کوشش کرتے۔ ایسے میں بستی والوں میں سے ایک مردِ مومن بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا۔ اُس نے قوم کو یاد دلایا کہ اللہ کے رسول ایسے پاکباز بندے ہیں جو تم سے کوئی نذرانہ یا بدلہ نہیں مانگ رہے۔ اُن کے سیرت و کردار میں کوئی قول و فعل کا تضاد نہیں۔ حق پرستی کا تقاضا ہے کہ ہم اِن کی پیروی کریں۔ اُن کی پیروی کرتے ہوئے صرف اور صرف اُس ذات کی بندگی کریں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جس کی بارگاہ میں ہمیں روزِ قیامت پیش ہونا ہے۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پوجا کریں جو کسی مشکل میں ہمارے کچھ بھی کام نہ آسکیں۔ ایسے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا پرلے درجے کی ناانصافی اور گمراہی ہے۔ تم سب سن لو اور گواہ رہنا کہ میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں جو میرا ہی نہیں تم سب کا بھی حقیقی مالک اور پروردگار ہے۔

آیات ۲۶ تا ۲۹

شہید براہِ راست جنت میں جاتا ہے

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ ط	کہا گیا بندۂ مومن سے داخل ہو جاؤ جنت میں
قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾	اُس نے کہا اے کاش ! میری قوم جان لے۔
بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ	اِس بات کو کہ بخش دیا مجھے میرے رب نے
وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾	اور شامل کر دیا مجھے باعزت لوگوں میں۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ	اور ہم نے نازل نہیں کیا اُس کی قوم پر اُس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے
وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾	اور نہ ہم نازل کرنے والے تھے۔
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً	وہ نہیں تھی مگر ایک ہی چیخ
فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾	تو یکایک وہ بجھے ہوئے تھے۔

بدنصیب بستی والوں نے مردِ مومن کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اُس بندے کو جنت میں عزت والا مقام عطا فرما دیا۔ بندے نے حسرت سے کہا کہ کاش میری قوم جان لیتی کہ اللہ تعالیٰ نے حق کی پیروی کا کیا انعام دیا ہے۔ میرے گناہ معاف فرما دیے ہیں اور جنت میں میرا اعزاز و اکرام فرمایا ہے۔ اِن آیات کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ بندہ مومن کی تحسین اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

”یہ اُس مردِ مومن کے کمالِ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ جن لوگوں نے اُسے ابھی ابھی قتل کیا تھا اُن کے خلاف کوئی غصہ اور جذبۂ انتقام اُس کے دل میں نہ تھا کہ وہ اللہ سے اُن کے حق میں بددعا کرتا۔ اِس کے بجائے وہ اب بھی اُن کی خیر خواہی کیے جا رہا تھا۔ مرنے کے بعد اُس کے دل میں اگر کوئی تمنا پیدا ہوئی تو وہ بس یہ تھی کہ کاش میری قوم میرے اِس انجام نیک سے باخبر ہو جائے اور میری زندگی سے نہیں تو میری موت ہی سے سبق لے کر راہِ راست اختیار کر لے۔ وہ شریف انسان اپنے قاتلوں کے لیے بھی جہنم نہ چاہتا تھا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ وہ ایمان لا کر جنت کے مستحق بنیں۔ اِسی کی تعریف کرتے ہوئے حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ نَصَحَ قَوْمَهٗ حَيًّا وَّ مَيِّتًا، اُس شخص نے جیتے جی بھی اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور مر کر بھی“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین! بستی والوں کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے مجرمانہ فعل کی سزا دی۔ اللہ تعالیٰ کو کسی قوم کے خلاف اقدام کے لیے نہ کوئی تیاری کرنی پڑتی ہے اور نہ لشکر بھیجنا پڑتا ہے۔ بس ایک زور دار دھماکے سے پوری بستی کو

ملیامیٹ کر دیا گیا۔ وہی لوگ جو کچھ دیر پہلے مخالفت میں بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح جوش وخروش دکھا رہے تھے، اب جلی ہوئی راکھ کی طرح بجھ کر خاموش ہو گئے۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

افسوس ہے انسانوں کی اکثریت پر

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ (وقف غفران)	ہائے افسوس ہے بندوں پر!
مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ	نہیں آتا رہا اُن کے پاس کوئی رسول
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٣٠	مگر وہ اُس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔
اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ	کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ہلاک کیا اُن سے پہلے کتنی ہی قوموں کو
اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝٣١	کہ وہ اُن کی طرف لوٹ کر نہیں آتے
وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝٣٢ ع (ع ۲)	اور نہیں ہیں وہ سب مگر اکٹھے ہمارے پاس حاضر کیے جانے والے۔

اِن آیات میں ہلاک ہونے والی قوموں کی روش پر افسوس کیا جا رہا ہے۔ اِن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا مذاق اڑایا اور اُن کی دعوت کو تکبر سے جھٹلا دیا۔ کاش وہ ماضی میں تباہ ہونے والی قوموں کی مثالوں سے عبرت حاصل کرتے۔ سرکش لوگ ایسے مٹے کہ اُن کا کہیں نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ دنیا میں آج کوئی اُن کا نام لیوا نہیں۔ اُن کی تہذیب وتمدن ہی کا نہیں، اُن کی نسلوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ پھر معاملہ صرف دنیا کے عذاب تک محدود نہیں، اُن سب کو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ وہاں

اُن کے حق میں ایک ایسے عذاب کا فیصلہ ہو گا جو نہ صرف زیادہ شدید ہو گا بلکہ دائمی ہو گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۳۳ تا ۳۵

کھول آنکھ، زمیں دیکھ ...

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚۖ	اور نشانی ہے اُن کے لیے مردہ زمین
اَحْیَیْنٰهَا	ہم نے زندہ کیا اُسے
وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا	اور ہم نے نکالا اُس میں سے اناج
فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾	پس اُس میں سے وہ کھاتے ہیں۔
وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ	اور ہم نے پیدا کیے اِس میں باغات کھجوروں اور انگوروں کے
وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾	اور ہم نے بہا دیے اِس میں چشمے۔
لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ	تاکہ وہ کھائیں اُس کے پھلوں میں سے
وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ	نہیں کیا یہ سب اُن کے ہاتھوں نے
اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾	تو کیا وہ شکر ادا نہیں کریں گے۔

اِن آیات میں قدرتِ الٰہی کے ایک بہت بڑے مظہر اور معرفتِ الٰہی کے حصول کی ایک عظیم نشانی پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔یہ نشانی ہے زمین جو بظاہر مردہ اور ویران نظر آتی ہے۔اچانک اللہ تعالیٰ بارش برسا کر اُسے زندہ کرتا ہے اور سرسبزی و شادابی

کا زیور پہنا کر آراستہ اور بارونق بنا دیتا ہے۔اِسی زمین سے اناج اور پھلوں کے خزانے برآمد ہوتے ہیں اور پانی کے چشمے ابلتے ہیں۔ یہ سب نعمتیں انسانوں کے لیے لذت، تقویت اور کئی فوائد کا سامان ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ یہ نعمتیں کس نے پیدا کی ہیں اور زمین میں یہ تاثیر کس نے رکھی ہے۔بلاشبہ یہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی کی کاریگری ہے۔اللہ تعالیٰ اِن نشانیوں کے ذریعے ہمیں اپنی معرفت کی دولت اور اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۳۶ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ نے ہر شے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمائی

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا	پاک ہے وہ ذات جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب
مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ	اُس میں سے جو اگاتی ہے زمین
وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ	اور خود اُن کی اپنی جانوں میں سے
وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾	اور اُس میں سے جنہیں وہ (ابھی) نہیں جانتے۔
وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ	اور نشانی ہے اُن کے لیے رات
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ	ہم کھینچ لیتے ہیں اُس پر سے دن کو
فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾	پھر وہ یکایک ہو جاتے ہیں اندھیرے میں رہنے والے۔
وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ	اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چل رہا ہے
ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ ؕ	یہ مقرر کیا ہوا اندازہ ہے زبردست، سب کچھ جاننے والے کا۔
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ	اور چاند کہ ہم نے مقرر کر دی ہے اُس کے لیے منزلیں

حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾	یہاں تک کہ وہ پھر سے ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی۔
لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ	نہیں ہے سورج کہ ممکن ہو اُس کے لیے کہ آ پکڑے چاند کو
وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ	اور نہ ہی رات پہلے آنے والی ہے دن سے
وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾	وہ سب کے سب اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی اِس شان کو بیان کر رہی ہیں کہ ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

1. زمین سے اگنے والی نباتات جوڑوں کی صورت میں ہیں۔
2. انسانوں کی تخلیق جوڑوں کی صورت میں کی گئی ہے۔
3. رات اور دن باہم جوڑے کی نسبت رکھتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی تاریک اور دوسری روشن نشانی ہے۔
4. سورج اور چاند بھی ایک جوڑے کی صورت میں ہیں۔ ایک دن میں اپنی رعنائیاں دکھاتا ہے اور دوسرا رات کو رونق بخشتا ہے۔ اُن کی حرکات اِس قدر حساب کتاب اور نظم کے ساتھ ہیں کہ نہ وہ اپنے طے شدہ مدار سے ہٹ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی رفتار میں تبدیلی کر کے کائنات کے نظم میں انتشار پیدا کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا مظاہرِ قدرت بلاشبہ عظیم خالق و مدبر کی صفاتِ عالیہ کے عظیم آثار ہیں، بقول شاعر ؎

حق مری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

مظاہرِ قدرت جہاں حق کے آثار ظاہر کر رہے ہیں، وہیں اُن کا جوڑوں کی صورت میں ہونا آخرت کے واقع ہونے کی دلیل ہے۔ جس طرح ہر مخلوق جوڑے کی صورت میں ہے اِسی طرح دنیوی زندگی کا جوڑا آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

اللہ تعالیٰ نے سواریوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں

وَ اٰیَةٌ لَّهُمْ	اور نشانی ہے اُن کے لیے
اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۟ۙ۴۱	کہ ہم نے سوار کیا اُن کی نسل کو ایک بھری ہوئی کشتی میں۔
وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۟۴۲	اور ہم نے بنائیں اُن کے لیے اُس جیسی کئی اور چیزیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔
وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ	اور اگر ہم چاہیں غرق کر دیں اُنہیں
فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ	پھر نہ کوئی فریاد سننے والا ہو اُن کی
وَ لَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ۟ۙ۴۳	اور نہ وہ بچائے جائیں۔
اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا	مگر یہ رحمت ہے ہماری طرف سے (اُن کا سلامت رہنا)
وَ مَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۟۴۴	اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے سواریوں کو بھی جوڑوں کی صورت میں بنایا ہے۔ایک وہ ہیں جو کشتیوں اور جہازوں کی صورت میں دریاؤں اور سمندروں میں چلتی ہیں اور دوسری وہ ہیں جو خشکی پر رواں دواں ہیں۔ یہ بڑی جسامت والے، سواری اور بار برداری کے جانور اور دورِ جدید میں ایجاد ہونے والی گاڑیوں اور ریل کی صورت میں ہیں۔ پھر اِن سواریوں کو قابو میں لانا اور اِن کے ذریعے محفوظ سفر کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت سے ممکن ہے۔ اگر سمندر میں طغیانی آجائے اور کشتیاں ڈوبنے لگیں تو سوائے اُس کے کوئی ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۴۵ تا ۵۰

انسانوں کی محرومی اور ناشکری

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے بچو اُس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۵	تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ سنی ان سنی کر دیتے ہیں)۔
وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ	اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیوں میں سے
اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴۶	مگر وہ اُس سے رخ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اُس میں سے جو دیا ہے تمہیں اللہ نے
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	تو کہتے ہیں وہ کہ جنہوں نے کفر کیا ہے اُن سے جو ایمان لائے ہیں
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ	کیا ہم کھلائیں اُسے کہ اگر چاہتا اللہ تو خود ہی کھلا دیتا اُسے
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۷	نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں۔
وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ (عذاب کا) وعدہ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۸	اگر تم سچے ہو؟

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً	وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک ہی چیخ کا
تَاْخُذُهُمْ	جو آپکڑے گی اُنہیں
وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾	جبکہ وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً	تو وہ نہ کر سکیں گے وصیت
ع ۴ وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾	اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکیں گے۔

اِن آیات میں انسانوں کی اکثریت کی محرومی اور ناشکری اور اِس سے بھی آگے بڑھ کر گستاخانہ رویے کا نقشہ کھینچا گیا:

1. جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس عذاب سے بچنے کی کوشش کرو جو اُن سابقہ سرکش قوموں پر آیا جن کی تباہ شدہ بستیاں تمہارے سامنے ہیں۔ پھر آگے آنے والے آخرت کے بڑے عذاب سے بچنے کی فکر کرو تو وہ بڑے تکبر سے اِس خیر خواہانہ نصیحت کو رد کر دیتے ہیں۔
2. جب بھی اُنہیں قرآنِ حکیم کی کوئی آیت سنائی جاتی ہے تو اُس پر غور تو در کنار وہ اُسے سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔
3. جب اُنہیں ضرورت مندوں کی مدد کے لیے مال خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو پلٹ کر کہتے ہیں کہ اللہ عادل و قادر ہے۔ جب چاہے گا خود ہی اُن کی مدد کر دے گا۔ کیا ہم اُن کی مدد کریں جن کو اللہ نے محروم کر رکھا ہے؟
4. جب اُنہیں آخرت کی جوابدہی سے خبر دار کیا جاتا ہے تو طنزیہ انداز سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ آخرت کا وعدہ کس وقت ظاہر ہو گا؟
5. اِس گستاخانہ روش پر اللہ تعالیٰ نے شدید غضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ اُس شدید پکڑ کے انتظار میں ہیں جو اُنہیں اچانک آدبوچے گی۔ پھر یہ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنوں کی طرف لوٹ کر مدد حاصل کر سکیں گے۔

آیات ۵۱ تا ۵۴

روزِ قیامت جی اٹھنے کا منظر

وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ	اور پھونکا جائے گا صور میں
فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾	تو اچانک اپنی قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے۔
قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ۜٚ (وقف غفران، وقف منزل، وقف لازم)	کہیں گے ہائے ہماری بربادی! کس نے اٹھادیا ہمیں ہماری خوابگاہوں سے
ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ	(کہا جائے گا) یہ ہے کہ جس کا وعدہ کیا تھا رحمان نے
وَ صَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۲﴾	اور سچ کہا تھا رسولوں نے۔
اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً	نہیں ہو گی مگر ایک ہی چیخ
فَاِذَا ہُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾	تو اچانک وہ سب ہمارے پاس حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔
فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا	پس آج ظلم نہ کیا جائے گا کسی جان پر کچھ بھی
وَّ لَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۴﴾	اور تم بدلہ میں نہیں دیے جاؤ گے مگر وہی جو تم کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ حشر کی طرف دوڑنے لگیں گے۔ مجرم اُس وقت افسوس سے کہیں گے کہ ہمیں کس نے ہماری قبروں سے نکال باہر کیا ہے۔ گویا قیامت کی دہشت، اُن کے لیے عذابِ قبر سے بھی

زیادہ ہولناک ہو گی۔ اُنہیں آگاہ کیا جائے گا کہ یہ وہ قیامت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور جس سے رسولوں نے خبردار کیا تھا۔ اب خواہ کوئی چاہے یا نہ چاہے، اُسے میدانِ حشر میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۸

اہل جنت پر عنایات

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ۚ﴿۵۵﴾	بے شک جنت والے آج کسی دلچسپی میں مسرور ہوں گے۔
ہُمۡ وَ اَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ۚ﴿۵۶﴾	وہ اور اُن کی بیویاں گھنے سایوں میں تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے
لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ	اُن کے لیے اُن باغات میں ہوں گے پھل
وَّ لَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ ۚ﴿۵۷﴾	اور اُن کے لیے اُن میں وہ کچھ ہے جو وہ طلب کریں گے۔
سَلٰمٌ ۟ قف	سلامت رہو
قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ ﴿۵۸﴾	ارشاد ہو گا ہمیشہ رحم کرنے والے رب کی طرف سے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت ہر انسان کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیک لوگ جنت میں اپنی دلچسپیوں میں مگن ہوں گے۔ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ درختوں کے گھنے سایے میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اُنہیں ہر طرح کے میوہ جات فراہم کیے جائیں گے۔ جو بھی طلب کریں گے عطا کیا جائے گا۔ سب سے بڑی نعمت سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ کی صورت میں اللہ رحیم و کریم کی طرف سے سلامتی کا تحفہ ہو گا۔ اللہ ہمیں یہ تمام نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۹ تا ۶۲

شیطان کی عبادت مت کرو

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾	اور الگ ہو جاؤ آج اے مجرمو!
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ	کیا میں نے تاکید نہیں کی تھی تمہیں اے اولادِ آدم علیہ السلام!
اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ	کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾	بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ (وقف غفران)	اور یہ کہ میری عبادت کرنا
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾	یہ سیدھا راستہ ہے۔
وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ	اور یقیناً اُس نے گمراہ کر دیا تم میں سے بہت سی مخلوق کو
اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے۔

روزِ قیامت مجرمین کو شرم دلائی جائے گی کہ تمہیں شیطان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن تمہاری اکثریت نے اُس ملعون کی عبادت کی۔ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے لیکن تم شیطان کے راستے پر چلتے رہے۔ یہ آیات عبادت کے اصل مفہوم کو واضح کر رہی ہیں۔ عبادت سے مراد ہے دلی آمادگی کے ساتھ کسی کی اطاعت کرنا۔ اگر پورے ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جارہی ہے تو یہ اُس کی عبادت ہے۔ اِس کے برعکس پوری رغبت وآمادگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جارہی ہے تو یہ دراصل شیطان کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صرف اپنی ہی عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۵

مجرموں کا برا انجام

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾	یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔
اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾	داخل ہو جاؤ اِس میں آج اِس وجہ سے کہ تم کفر کرتے رہے تھے۔
اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ	آج ہم مہر کر دیں گے اُن کے مونہوں پر
وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ	اور بولیں گے ہم سے اُن کے ہاتھ
وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ	اور گواہی دیں گے اُن کے پاؤں
بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾	اُس پر جو وہ کمائی کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت ایسے مجرموں کو جو جرائم کے اعتراف کے لیے تیار نہ ہوں گے بولنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا جائے گا۔ البتہ اُن کے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے کہ اُنہوں نے کیا کیا جرائم کیے ہیں۔ اُن کے جرائم ثابت ہو جائیں گے اور اُنہیں حکم دیا جائے گا کہ اب اُس جہنم کا ایندھن بن جاؤ جس سے تمہیں دنیا میں خبر دار کیا گیا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ...اے اللہ ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔ آمین !

آیات ۶۶ تا ۶۷

اللہ تعالیٰ دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے

وَ لَوۡ نَشَآءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰۤی اَعۡیُنِہِمۡ	اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً مٹا دیں اُن کی آنکھیں
فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ	پھر وہ بڑھیں راستے کی طرف
فَاَنّٰی یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۶۶﴾	تو کیسے دیکھ سکیں گے؟
وَ لَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰہُمۡ عَلٰی مَکَانَتِہِمۡ	اور اگر ہم چاہتے تو یقیناً بگاڑ دیتے اُن کی صورتیں اُن کی جگہ پر ہی
فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مُضِیًّا	پھر اُن سے نہ ہو سکتا آگے جانا
وَّ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۷﴾ ع	اور نہ ہی وہ لوٹ سکتے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ دنیا میں گناہ گاروں کے جرائم کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ نافرمانوں کو دنیا میں ہی اندھا کر دیتا اور پھر وہ گستاخ آنکھوں سے کچھ بھی نہ دیکھ سکتے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ مجرموں کی صورتیں بگاڑ دیتا اور وہ کسی کو شکل دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ وہ فوری سزا دینے کے بجائے مہلت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم گناہ گاروں کو مہلت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۸

انسان کی بے بسی

وَ مَنۡ نُّعَمِّرۡہُ	اور ہم طویل عمر دیتے ہیں جس کو

نُنَكِّسۡهُ فِي الۡخَلۡقِ ؕ	کمزور کر دیتے ہیں اُس کو قوتوں میں
اَفَلَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۸﴾	تو کیا وہ سمجھتے نہیں ہیں۔

یہ آیت ہر انسان کو اُس کی عاجزی و بے بسی کا احساس دلا رہی ہے۔ جوانی کے بعد جوں جوں انسان کی عمر بڑھتی ہے اُس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بچپن کی طرح وہ پھر سے دوسروں کا محتاج ہوتا جاتا ہے۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ انسان عاجز ہے اور اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ اِس حقیقت کا ادراک انسان کو تکبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۰

قرآنِ حکیم شاعری نہیں ہے

وَ مَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ	اور ہم نے نہیں سکھایا اُن کو شعر
وَ مَا يَنۡۢبَغِيۡ لَهٗ ؕ	اور نہ یہ شایانِ شان ہے اُن کے
اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّ قُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۹﴾	نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور واضح قرآن۔
لِّيُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا	تا کہ وہ خبر دار کریں اُسے جو زندہ ہے
وَّ يَحِقَّ الۡقَوۡلُ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۰﴾	اور پوری ہو جائے حجت کافروں پر۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اِس اعتراض کو رد کر دیا کہ قرآنِ حکیم کسی شاعر کا کلام ہے۔ شاعر کی شاعری کا مقصد لوگوں سے داد و تحسین وصول کرنا ہوتا ہے۔ وہ اکثر و بیشتر لوگوں کی خواہشات کے مطابق کلام پیش کرتا ہے۔ اِس کے برعکس قرآنِ حکیم لوگوں کو اُن کے گناہوں پر متوجہ کر کے اصلاح کی دعوت دے رہا ہے۔ ایسی دعوت تو لوگوں کی اکثریت پر گراں گزرتی ہے۔ قرآنِ حکیم بڑی وضاحت کے ساتھ کائنات کے اصل حقائق کی یاد دہانی کرا رہا ہے۔ جس شخص کی روح بیدار اور

ضمیر زندہ ہے وہ اِس کتاب سے سیدھی راہ کی ہدایت پالیتا ہے۔اِس کے برعکس جو لوگ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے کرتے روحِ ربانی کو خاکی وجود میں دفن کر چکے ہیں وہ اِس کی برکات اور انوار سے فیض حاصل نہ کر سکیں گے۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

چوپائے ... اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہیں

اَوَ لَمْ يَرَوْا	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا
اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا	کہ ہم نے پیدا کیے اُن کے لیے اُن چیزوں میں سے جو بنائی ہیں ہمارے ہاتھوں نے چوپائے
فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾	پھر وہ اُن کے مالک ہیں۔
وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ	اور ہم نے تابع کر دیا اُنہیں اُن کے لیے
فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ	تو اُن میں سے کچھ اُن کی سواری ہیں
وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾	اور اُن میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں۔
وَ لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ	اور اُن کے لیے ہیں اُن میں کئی فائدے
وَ مَشَارِبُ ؕ	اور پینے کی چیزیں
اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾	تو کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لیے ایک بہت بڑی نعمت یعنی چوپایوں کا ذکر کر رہی ہیں۔ یہ چوپائے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں لیکن انسان اِن کے مالک بنے پھرتے ہیں۔اِن میں سے وہ بھی ہیں:

1. جو بہت طاقتور ہیں لیکن انسان کے سامنے عاجز ہیں اور انسان اُنہیں اپنی سواری اور بار برداری یعنی بوجھ اٹھانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔
2. جو حلال ہیں اور اُنہیں انسان ذبح کر کے اپنی خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے۔
3. جن سے انسان کئی فوائد حاصل کرتا ہے مثلاً اُن کی کھالوں سے چمڑے کی مصنوعات بناتا ہے، چربی سے گھی اور صابن بناتا ہے، فضلے کو کھاد کے طور پر استعمال کرتا ہے، زراعت کے لیے زمین تیار کرنے کا کام لیتا ہے، ٹیوب ویل سے پانی کھینچنے کے لیے استعمال کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔
4. جو انسان کو دودھ جیسی عظیم نعمت وافر مقدار میں فراہم کرتے ہیں۔اِس حوالے سے اسماعیل میرٹھی صاحب کی ایک نظم کتنی سادہ لیکن دل پذیر ہے کہ ؎

رب کا شکر ادا کر بھائی   جس نے ہماری گائے بنائی
اُس مالک کو کیوں نہ پکاریں   جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں
خاک کو اُس نے سبزہ بنایا   سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جو گھاس چری تھی بن میں   دودھ بنی اب گائے کے تھن میں
سبحان اللہ! دودھ ہے کیسا   تازہ، گرم، سفید اور میٹھا
گائے کو دی کیا اچھی صورت   خوبی کی ہے گویا مورت
دانا دُنکا بھوسی چوکر   کھا لیتی ہے سب خوش ہو کر
کھا کر تنکے اور ٹھٹھیرے   دودھ دیتی ہے شام سویرے

آیات ۷۴ تا ۷۵

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کام نہیں آسکتا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً	اور اُنھوں نے بنا لیے اللہ کے سوا کئی معبود
لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۷۴	تاکہ اُن کی مدد کی جائے۔
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ	وہ نہیں کر سکتے اُن کی مدد
وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝۷۵	اور مشرکین اُن کی گرفتار فوج بن کر حاضر کیے جانے والے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر معبود بنا لیا ہے۔ اُنھیں اُمید ہے کہ روزِ قیامت یہ فرشتے اُن کی مدد کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ وہ اُس کے حکم کے بغیر کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ البتہ وہ شرک کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر وہ روزِ قیامت شرک کرنے والوں کو گرفتار کر کے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کریں گے۔ گویا پوری زندگی جن کی پوجا کرتے رہے، مشکل وقت میں وہ مدد تو درکنار بلکہ دشمنی کریں گے۔

آیات ۷۶ تا ۸۰

کیا اللہ تعالیٰ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر سکتا ہے؟

وقف لازم فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ	پس اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! غمگین نہ کرے آپ کو اُن کی بات
اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۶	بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اَوَ لَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ	کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے پیدا کیا اُسے نطفے سے
فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷۷﴾	تو یکایک وہ ہو گیا کھلا جھگڑالو۔
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا	اور اُس نے بیان کی ہمارے لیے ایک مثال
وَّنَسِیَ خَلۡقَهٗ ؕ	اور بھول گیا اپنی پیدائش کو
قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَهِیَ رَمِیۡمٌ ﴿۷۸﴾	اُس نے کہا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جبکہ وہ ہوں گی بوسیدہ۔
قُلۡ یُحۡیِیۡهَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ	فرمائیے زندہ کرے گا اُنہیں وہ جس نے پیدا کیا تھا اُنہیں پہلی بار
وَهُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُ ۙ ﴿۷۹﴾	اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔
الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا	وہ جس نے پیدا کر دی تمہارے لیے سبز درخت سے آگ
فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡهُ تُوۡقِدُوۡنَ ﴿۸۰﴾	پھر فوراً تم اُس سے آگ جلا لیتے ہو۔

یہ آیات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت کو کفار بے بنیاد اعتراضات پیش کر کے ٹھکرا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی گئی کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں اور مزید کیا ناپاک ارادے رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ وہ اعتراضات کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردہ انسانوں کی بوسیدہ ہڈیوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ کیا وہ بھول چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک گندے پانی کی بوند سے پیدا کیا ہے۔ کیا جس خالق نے پہلی بار پیدا کیا، وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ اُس خالق کی ہر تخلیق ہی مثالی ہے۔ وہ غور کریں کہ وہ ایک ایسی آگ سے حرارت اور کئی فوائد حاصل کرتے ہیں جو بانس کے سبز درختوں سے جلائی جاتی ہے۔ بلاشبہ وہ خالق، جو چاہے سو پیدا کر سکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

وسیع و عریض کائنات کا خالق ہر انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا

اَوَ لَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ	اور کیا نہیں ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو
بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ ؕ	اِس پر قادر کہ پیدا کر دے اِنہی کے جیسے ؟
بَلٰی ٭ وَ ہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۱﴾	کیوں نہیں ! اور وہی بہت بڑا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا	بے شک اُس کا حکم تو یہ ہے کہ جب وہ ارادہ کر لے کسی چیز (کے بنانے) کا
اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ	کہ وہ کہتا ہے اُس کے لیے ہو جا
فَیَکُوۡنُ ﴿۸۲﴾	تو وہ ہو جاتی ہے
فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ	سو پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے بادشاہی ہر چیز کی
وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وقف غفران ۱۲

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ وہ عظیم خالق ہے جس نے بلند و بالا آسمان اور وسیع و عریض زمین بنائی ہے۔ بلاشبہ وہ ہر شے کا بنانا جانتا ہے۔ لٰہذا وہ انسانوں کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اُس کے بنانے کا عمل تو صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کُنۡ (ہو جا) اور ایک شے وجود میں آجاتی ہے۔ ہر شے اُس کی مخلوق ہے۔ تمام انسان بھی اُسی کی مخلوق ہیں اور وہ چاہیں یا نہ چاہیں بہر حال اُنہیں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ بلاشبہ اُس کی قادرِ مطلق ہستی ہر کمی، کمزوری اور عیب سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمتوں کی معرفت اور اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

دفتر ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر اوقاف حکومت سندھ
فون نمبر 021-99332012　　موبائل نمبر 0300-3311811
جامع مسجد آرام باغ کراچی

نشانِ اجاریہ: آر۔آر۔او(اوقاف)
RO-195-2021
مورخہ 10-11-2021

تصدیق نامہ

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کا مطبوعہ(**ترجمہ برائے تدریس قران حکیم**) حصہ اول تا ہفتم کے متن کو اپنی نگرانی میں مولانا تمیم احمد (رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف سندھ) سے پروف ریڈنگ کرائی گئی ہے (**ترجمہ برائے تدریس قران حکیم**) کے متن کو مکمل بغور پڑھا گیا جو اغلاط تھیں انہیں درست کرادیا گیا ہے۔
لہٰذا تصدیق کی جاتی ہے کہ اب یہ (**ترجمہ برائے تدریس قران حکیم**) حتی الامکان لفظی اور اعرابی اغلاط سے پاک و مبرا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

MUFTI MUNEER AHMED TARIQ
RESEARCH & REGISTRATION OFFICER
AUQAF DEPARTMENT GOVT. OF SINDH

المصدق

مولانا مفتی منیر احمد طارق
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر اوقاف سندھ

حکومت سندھ
مولانا مفتی منیر احمد طارق
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر اوقاف سندھ
حکومت سندھ

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

انجمن خدّامُ القرآن

کے قیام کا مقصد

منبعِ ایمان ----اور---- سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے علم و حکمت کی

وسیع پیمانے ----اور---- اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمّتِ مُسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ----اور---- غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ

150221